رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِیْ صَغِیْرًا ؕ القرآن
بنی اسرائیل 25

اے میرے رب! ان دونوں پر رحم کر جس طرح دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی

میرے

محسن والدین

حنیف محمود

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ القرآن

اے میرے رب! ان دونوں پر رحم کر جس طرح دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی

میرے

محسن والدین

محترم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی مرحوم

اور

محترمہ مریم صدیقہ مرحومہ

حنیف احمد محمود

اسلام آباد

(صرف احمدی احباب کیلئے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قیمت

والدین کے لئے دعائے مغفرت

الحبیب پبلیشرز اسلام آباد

بزرگوں کی تاریخ اکٹھا کرنے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی دوسری صدی میں قدم رکھنے سے معاً قبل پہلی صدی کے آخری خطبہ جمعہ فرمودہ 17۔ مارچ 1989ء میں اپنے اپنے خاندان کے بزرگوں کے حالات اور ان کے احسانات کو جمع کرنے کی تحریک ان الفاظ میں فرمائی۔

''اس امر کی طرف بھی متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ سمندر کی تہہ میں بغیر مقصد کے اپنی لاشیں بچھانے والے گھونگوں کی پہلی نسل اس بات کی ضمانت دیتی ہے کہ اس کی آئندہ نسلیں ضرور فتح یاب ہونگی اور وہ نسل سب سے بڑی فتح پانے والی ہے جو سب سے پہلے ترقی کے سلیقے سکھاتی ہے۔ پس اپنے ان بزرگوں کے احسانات کو نہ بھولیں جو خدا کی راہ میں اپنی جانیں بچھاتے رہے جن پر احمدیت کی بلند و بالا عمارتیں تعمیر ہوئیں اور یہ عظیم الشان جزیرے ابھرے۔ وہ لوگ ہماری دعاؤں کے خاص حق دار ہیں اگر آپ اپنے پرانے بزرگوں کو ان عظمتوں کے وقت یاد رکھیں گے جو آپ کو خدا کے فضل عطا کرتے ہیں تو آپ کو حقیقی انکساری کا عرفان نصیب ہوگا۔ تب آپ جان لیں گے کہ آپ اپنی ذات میں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتے۔

میں نے افریقہ کے دورے میں ایک یہ ہدایت دی تھی کہ اپنے بزرگوں کی نیکیوں اور احسانات کو یاد رکھ کے ان کے لئے دعائیں کرنا یہ ایک ایسا

اچھا خلق ہے کہ اس خلق کو ہمیں اجتماعی طور پر نہیں بلکہ ہر گھر میں رائج کرنا چاہیے ان کے حالات کو زندہ رکھنا تمہارا فرض ہے ورنہ تم زندہ نہیں رہ سکو گے اس سلسلہ میں میں نے ایک ملک غالبًا کینیا میں ایک کمیٹی مقرر کی تھی چنانچہ اس کمیٹی نے بڑا اچھا کام کیا اور ایک عرصہ تک ان کا میرے ساتھ رابطہ رہا اور بعض ایسے بزرگوں کے حالات اکٹھے کیے گئے جو نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے اس لئے ہر خاندان کو اپنے بزرگوں کی تاریخ اکٹھا کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ ان کی بڑائی کے لئے شائع کرنے کی خاطر نہیں بلکہ اپنے آپ کو بڑائی عطا کرنے کے لئے، ان کی مثالوں کو زندہ کرنے کے لئے ان کے واقعات کو محفوظ کریں اور پھر اپنی نسلوں کو بتایا کریں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو تمہارے آباو اجداد تھے اور کس طرح وہ لوگ دین کی خدمت کیا کرتے تھے۔

بعض ایسے بھی ہوں گے جن کو یہ استطاعت ہوگی کہ وہ ان واقعات کو کتابی صورت میں چھپوا دیں ـــــ میں امید رکھتا ہوں کہ اگر اس نسل میں ایسے ذکر زندہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے ذکر کو بھی بلند کرے گا۔ اور آپ یاد رکھیں کہ اگلی نسلیں اسی طرح پیار اور محبت سے اپنے سر آپ کے احسان کے سامنے جھکاتے ہوئے آپ کا مقدس ذکر کیا کریں گی اور آپ کی نیکیوں کو ہمیشہ زندہ رکھیں گی۔“

(روزنامہ الفضل پاکستان 27 مارچ 1989ء صفحہ نمبر 7)

دعا

مکرم و محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے انتہائی مصروفیات کے باوجود بہت توجہ اور محنت سے سارے مسودہ کو دیکھا اور قیمتی ہدایات سے نوازتے ہوئے اپنے تبصرہ کے آخر میں تحریر فرمایا:-

"دعا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاندانی حالات محفوظ کرنے کی جو تاریخی تحریک فرمائی ہے۔ زیرِ نظر کتاب اس کی برکتوں سے اسی طرح لبریز اور پُر ہو جس طرح سات سمندر پانی کے قطرات سے بھرے ہوئے ہیں۔"

O

انتساب

خلافت احمدیہ کے نام جس کی ان گنت
برکات اور فیوض کے ہم سب گواہ ہیں۔

۔لجنہ سعادت۔

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تعارفی الفاظ

(Pass Word)

ابا جان مرحوم مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی کی بیماری میں جب شدّت آئی اور ہم محسوس کرنے لگے کہ ابا جان اب ہمارے پاس مہمان ہیں تو امی جان گاہے بگاہے باتوں باتوں میں مختلف امور کے بارہ میں ابا جان سے ہدایات لیتی رہیں۔ انہی دنوں میں امی جان نے ابا جان سے ان کے خودنوشت حالات زندگی اور دیگر تحریری مواد بارے پوچھا تو ابا جان نے اسے مجھے سونپنے کا ارشاد فرمایا تا خاندان کے حالات خاکسار مرتب کرے۔ یہ گویا خاکسار کے ذمہ ایک قرض ہو گیا۔ جس کے اتارنے کے لئے کئی دفعہ کام شروع کیا مگر اپنی کم مائیگی اور دینی و جماعتی مصروفیات کے باعث تاخیر ہی ہوتی گئی اور یہ کام ظاہراً مشکل بھی نظر آتا رہا ------ دل ہی دل میں اس سستی اور اپنی غفلت پر کُڑھتا رہا۔ اپنے تئیں ملامت بھی کرتا رہا۔ اور اللہ تعالیٰ سے مدد بھی مانگتا رہا۔

اسلام آباد قیام کے دوران ایک دفعہ پختہ ارادہ بھی کیا اور وقت بھی کچھ میسر آ گیا مگر شومیٔ قسمت کہ ابا جان مرحوم کے خودنوشت حالات زندگی پشاور سے اسلام آباد ٹرانسفر کے دوران کہیں گم ہو گئے اور باوجود کوشش بسیار کے نہ ملے۔ جس پر خاکسار شرمندہ بھی ہوا۔ دعا بھی کرنے کا موقع ملا۔ اور بالآخر "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھ کر اس کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا اور روزانہ استغفار کرتا رہا۔

ماہ مئی 02ء کے آغاز میں خدا تعالیٰ نے اس وقت میری مدد فرمائی جب میرے ایک بھائی عزیزم نعیم احمد صدیق نے لاہور سے پیارے امی ابا جان کے بارہ میں کچھ معلومات حاصل کرنے کے لئے مجھ سے رابطہ کیا۔

اب مجھے ان کو یہ بتلاتے ہوئے حجاب محسوس ہوا کہ ان کے حالات زندگی تو کہیں گم ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے دوبارہ تلاش شروع کی۔ اور اپنے بچوں سے کہا کہ جو کوئی ان گم شدہ کاغذات کو ڈھونڈے گا اسے 100 روپیہ انعام دوں گا۔ بچوں نے کوششیں شروع کیں اللہ بھلا کرے میری منجھلی بیٹی عزیزہ نمود سحر سلمہا اللہ کا جو ان گم شدہ کاغذات کو تلاش کر کے میرے لئے اطمینان اور راحت کا موجب بنی۔ فجزاهم الله تعالىٰ احسن الجزاء

اس پر میں نے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے جلد سے جلد اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا پختہ ارادہ کر لیا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آج 27۔ مئی یوم خلافت کے روز پایہ تکمیل تک پہنچا کر اس کو خلافت ہی کے نام معنون کر رہا ہوں۔ اور میں اپنے خدائے عزوجل کا شکر گزار ہوں۔ جس کی مدد، تائید و نصرت سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی مبارک تحریک کہ اپنے خاندان کے بزرگوں کی یادوں کو ضبط تحریر میں لا کر زندہ رکھیں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے والدین جن کی تمام زندگی احمدیت اور خلافت کے حصار میں گزری کی ارواح کو آرام اور سکون مہیا فرمائے اور ان کی اولاد در اولاد کو خلافت کے پروانوں کی حیثیت سے اس نور سے بھرپور حصہ لینے کی توفیق سے نوازتا رہے۔ آمین اللہم آمین۔

موجود مواد کو زیر اشاعت کتاب میں یکجا کر دیا گیا ہے۔ اگر کسی دوست کے پاس کوئی اور مواد یا تحریر ہو تو مہیا کرنے کی درخواست ہے۔ تا دوسرے ایڈیشن میں اسے شامل اشاعت کیا جا سکے۔

حنیف احمد محمود

مربی جماعت احمدیہ ضلع اسلام آباد

۲۷/مئی ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۷/ہجرت ۱۳۸۱ھش

خوبیوں کے مقابلہ میں بہت کم

محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے از راہِ خلوص و محبت ہمارے والد محترم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی کے حالات پر مشتمل مسودہ کو ملاحظہ کرنے کے بعد اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا:-

''آپ اپنے والد اور والدہ کے حالات زندگی لکھ رہے ہیں۔ جس کا مسودہ آپ نے مجھے بھی پڑھنے کے لئے دیا ہے۔

کچھ عرصہ کے لئے آپ کے والد صاحب اور خاکسار، وکالت مال ثانی میں اکٹھے کام کرتے رہے ہیں۔ جہاں ان کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

آپ نے جو کچھ ان کے بارہ میں لکھا ہے وہ ان میں موجود خوبیوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔

مکرم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی کی ایک بہت بڑی خوبی جس نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا، اطاعت عہدیداران تھی۔ خاکسار نائب وکیل المال تھا اور وہ ملٹری اکاؤنٹس سے ریٹائرڈ ہو کر آئے تھے۔ تجربہ بھی تھا اور اچھے گریڈ سے ریٹائرڈ ہوئے تھے۔ لیکن کیا مجال جو انہوں نے کبھی بغیر مشورہ مانگے کے یہ کہا ہو کہ یہ کام یوں نہیں بلکہ اس طرح کیا جائے تو زیادہ مناسب ہے اور اکثر میں نے دیکھا کہ ان کے مشورے مالی معاملات میں بڑے صائب ہوتے تھے۔ اسی طرح اردو اور انگریزی کی ڈرافٹنگ بھی بہت اچھی تھی۔ افسران بالا نے بھی ان کی ڈرافٹنگ میں بہت کم اصلاح کی۔ افسر کی زبانی ہدایت سمجھ جاتے تھے اور خط

ڈرافٹ کر لاتے تھے۔

اسی طرح ان کی ایک خوبی پابندی وقت کی بھی تھی۔ صبح عین وقت پر دفتر آنا، خاموشی سے اپنی سیٹ پر بیٹھ کر کام شروع کر دینا اور اپنا روز کا کام ختم کر کے اٹھنا۔ کیونکہ تجربہ اور کام کی اٹکل تھی اس لئے بڑی جلدی کام ختم کر لیا کرتے تھے۔

مرحوم نے لمبی تکلیف دہ بیماری کاٹی، بیماری کے دوران بھی شروع میں دفتر آتے رہے لیکن کبھی شکوہ زبان پر نہیں لائے، بڑے حوصلہ سے تکلیف برداشت کی۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔ ان کے بچوں کو بھی ان کی خواہش کے مطابق نیک، صالح اور نافع الناس بنائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

(ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

ہمارے خاندان میں احمدیت کیسے آئی

جب خاکسار نے اپنے تایا جان مکرم ومحترم بشیر احمد سیالکوٹی صاحب سے درخواست کی تو انہوں نے مورخہ 5۔جون 1999ءکو درج ذیل تحریر مجھے لکھ کر بھجوائی۔فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

''ہمارے والد میاں حبیب اللہ صاحب مرحوم اور والدہ دولت بی بی صاحبہ نے خلافت ثانیہ کے پہلے سال 1914ء میں بیعت کی تھی۔گو اس سے قبل ہمارے خاندان میں احمدیت آ چکی تھی۔چنانچہ والد صاحب کے چچازاد بھائی حضرت میاں سیف اللہ صاحب ولد کرم الٰہی صاحب نے 1904ء میں سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی اور دوسرے چچازاد بھائی حضرت سندر حسین صاحب ولد کرم الٰہی صاحب نے 1905ء میں قادیان جاکر بیعت کی ان دونوں کی روایات رجسٹر روایات (رفقاء) جلد نمبر 10 صفحہ 261 صفحہ 264 پر خلافت لائبریری ربوہ سے دیکھی جاسکتی ہیں۔یہ دونوں بھائی درویش قسم کے تھے۔حضرت میاں سیف اللہ صاحب ہر وقت قرآن شریف اپنی جیب میں رکھتے تھے اور جہاں بیٹھتے خوب دعوت الی اللہ کرتے۔ان دونوں کی بیعت کے بعد ہمارے گاؤں چندر کے منگولے میں کثرت سے احمدیت پھیلی اور گاؤں کی اکثریت نے احمدیت کو قبول کیا۔ان دونوں بزرگوں کے نیک نمونہ کو دیکھ کر اکثر لوگوں نے احمدیت قبول کی۔اور حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد خلافت اولیٰ اور پھر کثرت کے ساتھ خلافت ثانیہ میں گاؤں کے لوگوں نے احمدیت قبول کرلی۔حضرت میاں سیف اللہ صاحب بہت نیک اور بزرگ انسان تھے۔موصی ہونے کی وجہ سے قطعہ خاص میں چاردیواری کی بائیں جانب بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔''

بشیر احمد سیالکوٹی

(12/13 البشیر۔دارالصدر جنوبی ربوہ)

خود نوشت حالات زندگی

میری پیدائش 1924ء کی ہے۔ایک اندازہ کے مطابق ماہ جون کی پندرہ تاریخ تھی [1] والدین مرحوم چونکہ ناخواندہ تھے اس لئے صحیح ریکارڈ نہ کر سکے۔ میں پیدائشی احمدی ہوں کیونکہ میرے والدین نے 1914ء کی پر آشوب فضاء میں حق کو پہچانا اور حضرت مصلح موعود (خدا ان سے راضی ہو) کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ بھی محض انکی سعادت اور اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ اس خوف کے وقت میں قبول حق کی توفیق ملی۔و ذالك فضل الله يوتيه من يشاء ۔مقام پیدائش چندر کے (جٹاں) منگولے تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ (حال ضلع نارووال) ہے جو بدوملہی سے قلعہ صوبہ سنگھ جاتے ہوئے سات آٹھ میل کے فاصلہ پر برلب سڑک ہے۔

جب میں سات برس کا ہوا تو والدین بزرگان نے گاؤں کو خیر باد کہہ کر قادیان دارالامان میں اقامت اختیار کر لی۔ کیونکہ گاؤں کا ماحول تعلیم کے لئے سازگار نہیں تھا۔اور انکی یہ شدید خواہش تھی کہ ان کی اولاد ان کی طرح ناخواندہ نہ رہے اور پر وقار زندگی بسر کرنے والی ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکی اس آرزو کو پورا کر دیا اور ہم سب بھائی بہن زیور تعلیم سے آراستہ

---

[1] خاکسار نے نظارت اشاعت کو مسودہ بھجوا کر اسکی اشاعت کی منظوری کے لئے لکھا تو نظارت نے اس مسودہ کو پڑھنے اور درستگی کے لئے محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب (مورخ احمدیت) کو بھجوایا محترم مولانا موصوف نے ازراہ شفقت تحریراً اور بعد ازاں فون پر رابطہ کرنے پر بھی بعض اہم امور میں رہنمائی فرمائی۔ فجزا هم الله تعالیٰ احسن الجزاء

اپنے تحریری نوٹس میں آپ نے لکھا ''محترم چوہدری نذیر احمد صاحب کی تاریخ ولادت ریکارڈ مدرسہ احمدیہ قادیان کی رو سے قطعی طور پر 15۔جون 1924ء ہی ہے۔''

ہوئے۔اور دینی طور پر بھی کسی حد تک منور ہوئے۔حتیٰ کہ ہم دو بھائی مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل ہیں بلکہ ہم میں سے ایک مولوی فاضل بھی ہے۔اور ہماری ایک ہمشیرہ نے تو ہم سب سے زیادہ تعلیم حاصل کی۔اور وہ ایم اے انگریزی کر کے وائس پرنسپل کے عہدہ پر کام کر رہی ہیں۔(بعدازاں پرنسپل کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئیں۔ناقل)

مجھے قرآن کریم اور دینی کتب کا جوشوق پیدا ہوا۔وہ محض میرے والدین ہی کا حصہ ہے وگرنہ میں بھی آج ان پڑھ ہوتا۔قرآن کریم سادہ تو مجھے والدہ محترمہ نے پڑھایا۔اور اس کے ختم کرنے کے بعد غالباً میں سکول میں داخل ہوا۔اور تیسری کلاس میں قرآن کریم میں ہی اول آیا اور حضرت مصلح موعود (خدا ان سے راضی ہو) کی کتاب ''اسلام میں اختلافات کا آغاز'' مجھے سارے ہائی سکول کے طلبہ کے سامنے انعام کے طور پر دی گئی۔فالحمد للہ علی ذلك۔

میرے سکول کے داخلہ کا معاملہ بھی عجیب ہے۔جب شروع شروع میں قادیان میں آتے ہی مجھے سکول میں داخل کروایا گیا۔تو چونکہ میں دیہاتی ماحول میں رچ بس چکا تھا۔اس لئے میرا دل پڑھائی میں بالکل نہیں لگتا تھا۔میں گھر سے پڑھائی کے لئے جاتا تھا مگر سارا دن اِدھر اُدھر گذار کر واپس گھر آ جاتا اور والدین سمجھتے تھے کہ ان کا بچہ پڑھ رہا ہے۔اس وقت کے اساتذہ بڑے شفیق ہوتے تھے۔انکے والدین کے ساتھ بھی مراسم اور روابط ہوتے تھے۔انہوں نے اس امر کا ذکر میرے والد صاحب مکرم سے کر دیا جس پر میری خوب مرمت ہوئی اور مجھے خود چھوڑ کر آنا انہوں نے اپنے ذمہ لے لیا۔مگر میں کلاس میں دروازہ کے پاس بیٹھتا تھا جب دیکھا کہ استاد کی نظر دوسری طرف ہوئی کھسک جاتا تھا۔ایک دفعہ تو لڑکوں نے شکایت کر دی اور میرے پیچھے خوب دوڑ لگی حتیٰ کہ میں گر گیا تو ان کے قابو آ گیا اور وہ مجھے ماسٹر صاحب کے پاس لے گئے مجھے ہر طرح سے سمجھایا مگر میں باز نہ آیا۔جس پر مجبوراً والد صاحب مکرم نے مجھے سکول سے اٹھوا لیا۔اور سزا یہ دی کہ کھیل کود بالکل بند۔صبح سے شام تک جو دودھ کے لئے بھینس رکھی

ہوئی ہے اس کو چرا کر لاؤ اور جب گھر آؤ تو میری ایک چھوٹی ہمشیرہ والدہ کی گود میں تھی اسکو کھلایا کرو۔ یہ ڈیوٹی اسقدر سخت تھی کہ ہم ہفتہ دس روز کے بعد خود ہی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے کہ نہیں ہم پڑھیں گے یہ کام ہم سے نہیں ہوسکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سزا نہیں تھی والدین کی دعائیں تھی جو کہ اس دلی جذبہ کے ساتھ کی گئی تھیں جن کے تحت وہ ہمیں قادیان دارالامان لائے تھے۔ چنانچہ والد صاحب محترم مجھے پھر سکول چھوڑ آئے اس روز سے ہی ایسا شوق پیدا ہوا کہ ہر کلاس میں اول اور ماسٹر صاحبان کی رپورٹ سے والدین بہت خوش۔ حتیٰ کہ ہم مدرسہ احمدیہ کی ساتویں کلاس جو کہ اس زمانہ میں آخری کلاس تھی۔ اور اسکے دو سال بعد مولوی فاضل کا امتحان ہوتا تھا ہم اول ٹھہرے بلکہ ریکارڈ قائم کیا جو کہ کوئی توڑ نہ سکا کہ پاکستان بن گیا۔ فالحمدلله علی ذالك

مدرسہ احمدیہ سے فارغ ہونے کے بعد جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا کیونکہ زندگی وقف کر رکھی تھی مگر حضور نے اعلان فرمایا کہ اب مولوی فاضل کی ڈگری بھی نہیں ہوگی۔ جس سے دل بہت اچاٹ ہوگیا اور جامعہ احمدیہ چھوڑ دیا کہ ڈگری تو کوئی ملنی نہیں۔ اگر وقف والوں نے نہ لیا تو پھر کیا کریں گے۔ ناچار گھر بیٹھ کر میٹرک کا پرائیوٹ امتحان دے دیا اور 627/850 نمبر حاصل کر کے اعلیٰ فرسٹ ڈویژن حاصل کی۔ اور سکول میں اول آنے والے لڑکے سے صرف پندرہ نمبر کم تھے۔ واضح رہے یہ امتحان صرف پانچ چھ ماہ کی تیاری پر دیا تھا۔ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ اس نے ایسے اچھے نمبروں پر کامیاب قرار دے دیا۔ چنانچہ پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کہ حضور! سائنس میں داخلہ مل جائے گا۔ اس تعلیم کے حاصل کرنے میں مدد فرماویں۔ حضور نے فرمایا۔ کہ ہمارے پاس تو وسائل نہیں خود پڑھو۔ اور پھر رپورٹ کرو۔ قدرت خدا کی کہ میرے پاس داخلہ کے لئے بھی رقم نہ تھی۔ اور والد صاحب محترم جامعہ چھوڑنے سے شدید ناراض تھے۔ ویسے بھی داخلہ ان کی استطاعت سے باہر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میری مدد ایسے کی کہ الفضل میں کام زیادہ جمع ہو جانے کیوجہ سے انہیں ایک پارٹ ٹائم کارکن کی ضرورت تھی۔ ان کا

اعلان پڑھتے ہی میں حاضر ہو گیا۔ انہوں نے مجھے بیس روپے ماہوار پر دو گھنٹہ روزانہ کام کرنے کے لئے رکھ لیا۔ ہاں یہ بھول گیا۔ اس سے قبل میٹرک کا نتیجہ نکلنے تک میں نے نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان میں کچھ عرصہ کام کیا۔ جس کے ذریعہ میرے پاس داخلہ اور کتب کے پیسے ہو گئے۔ واضح رہے کہ میٹرک کا امتحان بھی والدین کی خواہش کے خلاف ہی دیا تھا اس لئے اس وقت بھی انہوں نے کوئی خاص مدد نہ کی ویسے بھی شاید انکی استطاعت نہ ہو اسلئے چند ماہ نظارت بیت المال میں لگا کر کتابوں اور داخلہ کے لئے انتظام کیا۔ داخلہ میں نے لیٹ فیس سے موسمی تعطیلات کے بعد لیا۔ فرسٹ ائیر میں باوجود کوشش اور اثر ورسوخ کے مجھے سائنس نہ دی گئی جس سے طبعیت پڑھائی سے پھر اچاٹ ہو گئی۔ اور حساب اور اکنامکس لیکر فرسٹ ائیر میں اول آیا۔ والد صاحب محترم شدید ناراض تھے اخراجات کا معاملہ بھی دن رات ذہن پر سوار تھا۔ عجیب مخمصے میں دن گزر رہے تھے۔ پڑھائی کیا ہونی تھی۔ حضرت میاں ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج نمعلوم بنا پر مجھ سے خوش نہیں تھے جس کی وجہ سے ہر دفعہ میری فیس معافی کی درخواست پر NO لکھ دیتے۔ انٹرویو بھی لیا مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا اسی اثناء میں مجھے ''الفضل'' میں بیس روپے ماہوار کی پارٹ ٹائم جاب مل گئی مگر یہ بھی ناکافی تھی۔ اسلئے ناچار اپنے حالات لکھ کر جنرل پریذیڈنٹ قادیاں محترم حضرت ملک محمد طفیل صاحب جو میرے مدرسہ احمدیہ میں استاد بھی رہ چکے تھے۔ کے پاس گیا وہ میرے۔۔۔۔ حالات سے بخوبی واقف تھے اور میری ذہانت اور محنت کے بھی قائل تھے انہوں نے اس درخواست پر میری حمایت میں اپنی قلم توڑ دی۔ اور جو کچھ بھی وہ لکھ سکتے تھے انہوں نے لکھا۔ اسکے بعد وہ درخواست لیکر میں پھر پروفیسر کے پاس گیا میری پڑھائی کا علم تو سب کو ہی تھا تقریباً سب نے زوردار طریقے سے میری حمایت کی جس سے حضرت میاں صاحب حد درجہ پسیج گئے اور میری درخواست نظارت تعلیم کو بھجوا دی جس پر وہاں سے میرے لئے پندرہ روپے ماہوار وظیفہ منظور ہو گیا اس وقت انجمن میں وسائل کی کمی کی وجہ سے ایسے وظیفے چند ایک ہی ہوتے تھے۔ مگر قسمت کو میری مزید تعلیم منظور نہ تھی۔ گھر کے

حالات ویسے بھی دگرگوں تھے۔ اگر چہ لوگ ہمیں متمول ہی تصور کرتے تھے بائز سیکشن ہوگی۔ میں چونکہ الفضل کا پارٹ ٹائم کارکن تھا۔ چھ ماہ کے وظیفہ کی وصولی کے بعد ہی میں پاکستان آگیا اور یہاں گھر کی فکر میں پڑھائی کو خیر باد کہہ دیا۔ میرے پروفیسر میری منتیں ہی کرتے رہے مگر میں گھر کو دیکھتا یا پڑھائی کو۔ میں نے الفضل کی پورے وقت کی نوکری کر لی اور اپنی ساری فیملی کی مدد کرنے لگا جب وہاں گزارہ نہ ہوا تو چھوڑ کر 1948 میں ملٹری اکاونٹس میں چلا گیا یہاں پر چھ سال نوکری کرنے کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے SAS کا امتحان پاس کرلیا اور گریڈ 16 میں اکاونٹنٹ لگ گیا۔ اور کوئٹہ چلا گیا جہاں سے راولپنڈی پھر کراچی پھر لاہور اور پھر اٹک، کوہاٹ اور واہ سے ہوتا ہوا پھر راولپنڈی پہنچ گیا۔ اٹک (کامرہ) میں مجھے گریڈ 17 مل گیا اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس گریڈ کی آخری تنخواہ اسلام آباد میں لے رہا ہوں۔ چونکہ میں نے بچے کئی سال سے غالباً 1963ء سے ربوہ میں ہی رکھے ہوئے تھے تاکہ میرے محکمہ میں آئے دن تبادلوں کی وجہ سے انکی تعلیم کا حرج نہ ہو۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں اب دنیا کی نوکری چھوڑ کر دین کی چاکری کروں چنانچہ 1982ء میں ریٹائرمنٹ لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوگیا جنہوں نے مجھے پہلے چار پانچ ماہ تک تو محاسب صدر انجمن کے تحت ڈیوٹی دی اس کے بعد میرا وکالت مال (ثانی) میں تبادلہ کر دیا۔ یہاں پر اب تک کام کر رہا ہوں۔ واضح رہے کہ میں وقف بعد از ریٹائرمنٹ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تحریک پر بہت پہلے غالباً 1968ء میں کئے ہوئے تھا۔ جہاں تک میری دینی حالت کا تعلق ہے۔ سو عرض ہے کہ اس سلسلہ میں جس قدر بھی اللہ تعالیٰ اور اسکے بعد اپنے والدین کا شکریہ ادا کروں کم ہے جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ ہمارے والدین نے ہماری دینی حالت سدھارنے کے لئے گاؤں کے گندے ماحول کو خیر باد کہا۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں مدرسہ احمدیہ قادیان کی چھوٹی کلاسوں میں ہی تھا تو مجھے محلّہ دارالرحمت میں سائق کا عہدہ دیدیا گیا۔ اس سے قبل اطفال میں بھی قابل ذکر کام کرنے کا موقع ملا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ایک دفعہ جب خدام الاحمدیہ نئی نئی قائم ہوئی تھی تو

مجھے زعیم صاحب نے سائق مقرر کیا تھا تو ہمارا ایک سالانہ اجتماع بیت نور محلّہ دارالعلوم قادیان میں ہوا تھا۔ اس وقت خادم کے لئے لاٹھی بھی ضروری تھی۔ تو میں لاٹھی لیکر اپنے حزب کے شروع میں کھڑا تھا اور میرے پیچھے میرے خدام تھے جو کہ مجھ سے قدو قامت میں دیو تھے۔ حضرت مصلح موعود (خدا ان سے راضی ہو) نے ہمارا معائنہ فرمایا تھا اس کے بعد خدام کی ہر کارروائی میں حصہ لیا۔ بالخصوص تعلیمی پروگرام میں اور تقریباً ہر امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی حتی کہ خدام الاحمدیہ کے امتحانات اور مدرسہ احمدیہ کے امتحانات کے انعامات کے نتیجہ میں میری ہلکی پھلکی لائبریری قائم ہوگئی تھی جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی اکثر مشہور کتب موجود تھیں جن کے بوقت ہجرت ضیاع کا سخت صدمہ ہوا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس تاریخی امتحان میں اول قرار دیا۔ جو کہ 1957ء میں حضرت مصلح موعود (خدا ان سے راضی ہو) نے جماعت سے لیا تھا اور جس میں ہر فرد کا شامل ہونا ضروری تھا۔ یہ خلافت حقہ اسلامیہ بارے میں حضور کے لیکچر تھے۔ چنانچہ میں نے خلاف توقع 97/100 نمبر حاصل کئے۔ اور حضرت مصلح موعود (خدا ان سے راضی ہو) کے دست مبارک سے جلسہ سالانہ 1957ء کے سٹیج پر تذکرہ اور تفسیر کبیر کی پارہ عم کی آخری جلد بطور انعام حاصل کی۔ فالحمد لله علی ذٰلك

پاکستان آنے کے بعد لاہور میں تو خاص حصہ نہ لیا مگر جب اکاونٹنٹ کے عہدہ پر ترقی کر کے کوئٹہ پہنچا تو پہلے زعیم اور پھر قائد مجلس بنا دیا گیا۔ 59-1958ء کی بات ہے غالباً 1959ء میں ہم نے ایک زبردست اجتماع کیا۔ جس میں کوئٹہ کے نوے فیصد سے زائد خدام و اطفال شامل ہوئے اور یہ وہ اجتماع تھا جو کہ کھلے میدان میں چھاؤنی کے حلقہ میں سکاؤٹنگ سنٹر میں تین روز تک منعقد ہوا اور مقامی اخبارات میں اس کا تذکرہ ہوا۔ ذٰلك فضل الله یوتیه من یشاء ---۔ کوئٹہ میں میں جماعت کا آڈیٹر بھی رہا۔

اسکے بعد جب راولپنڈی آیا تو ناظم تعلیم، زعیم حلقہ چکلالہ، معتمد اور معتمد علاقائی کے عہدوں پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے کام کرنے کا موقع ملا۔ اور خدا کے فضل سے نمایاں کام کیا اور کئی

ایک کتب انعام میں حاصل کیں۔کوئٹہ سے روانگی پر بھی وہاں کی مجلس نے ایک عمدہ جائے نماز کا تحفہ پیش کیا اور راولپنڈی سے کراچی جانے پر مجلس چکلالہ نے ایک شاندار ڈنر ''ایوب پارک'' میں دیا۔فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

جب کراچی پہنچا تو وہاں پر مربی اطفال بنا دیا گیا۔اسکے بعد جماعت میں سیکرٹری مجلس عاملہ،آڈیٹر کے عہدہ پر کام کرنے کا موقع ملا۔ جنرل سیکرٹری،سیکرٹری امور عامہ اور سیکرٹری رشتہ ناطہ کے ساتھ بھی کام کرنے کا موقع ملا۔مجلس شوریٰ کے موقعہ پر دوتین دفعہ ربوہ آیا با قاعدہ ممبر منتخب ہوکر۔الغرض کراچی میں خدمت دین کا احسن رنگ میں کام کرنے کا موقع ملا۔اور اطفال ،خدام اور جماعت سے داد حاصل کی۔حضور نے اطفال سے وقف جدید کیلئے چندہ جمع کرنے کی تحریک فرمائی تو خاکسار نے ناظم اطفال کے ساتھ مل کر چند یوم میں ایک ہزار روپیہ اکٹھا کرلیا جس پر محترم امیر صاحب بہت خوش ہوئے اس کے بعد لاہور آ گیا اور یہاں پر بھی چھاؤنی میں زعیم انصار اللہ اور سیکرٹری وقف جدید،سیکرٹری نصرت جہاں اور آڈیٹر کے عہدوں پر کام کرنے کا موقعہ ملا۔فالحمد للہ علی ذٰلک

اسکے بعد اٹک گیا۔تو سارے کام ہی میرے سپرد کر دیئے گئے۔کیونکہ 1974ء کے ہنگاموں کی وجہ سے وہاں سارے کام ہی معلق تھے۔جملہ امور خاکسار کے ذمہ تھے۔اسکے بعد تھوڑا تھوڑا عرصہ کوہاٹ اور واہ کینٹ گزارنے کے بعد خاکسار پھر راولپنڈی پہنچ گیا۔مگر صحت کی خرابی کی وجہ سے کوئی قابل ذکر خدمت سرانجام نہ دے سکا۔اب پھر انصاراللہ ضلع کا ناظم مال مقرر کیا گیا ہوں۔اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ تیز کام کرسکوں۔

1949ء کے پہلے مہینے کی تین تاریخ کو میں ملازم ہوا۔اور اسکے چھ ماہ بعد جون میں میری شادی ہوگئی۔اسکے لئے اللہ تعالیٰ نے میاں اللہ بخش صاحب ٹھیکیدار خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ کی صاحبزادی مریم صدیقہ کا انتخاب فرمایا۔جو کہ مکرم میاں کریم بخش صاحب مرحوم (رفیق کھوکھر والی ضلع لائل پور حال فیصل آباد) کی نواسی ہیں۔نمازی اور دعاگو اور

بالعموم تہجد کی عادی ہیں اور انہوں نے میرے ساتھ ہر حالت عسر و یسر میں تعاون کیا اور جیسے بھی کہا ویسے ہی انہوں نے میرا ساتھ دیا۔ انکا نکاح حضرت مصلح موعود (خدا ان سے راضی ہو) نے کچی بیت مبارک ربوہ میں جو کہ ہمارے مکان کے ساتھ ہی تھی۔ بلکہ اس کے صحن کا کچھ حصہ میرے حصہ میں آیا ہے۔ بعد نماز مغرب پڑھا۔ جب حضور ایجاب وقبول فرمانے لگے تو میرے خسر محترم نے "جی منظور ہے انشاء اللہ" کے الفاظ کہے تو حضور نے فرمایا کہ یہاں پر "انشاء اللہ" نہیں کہتے۔ اس کے بعد جب بھی مریم صدیقہ حضور سے ملاقات کے لئے گئی۔ تو حضور نے فرمایا کہ یہ "انشاء اللہ" کی بیٹی آئی ہے۔ یہ حضور کی خداداد یادداشت کا ایک زبردست ثبوت تھا۔ مریم صدیقہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے آٹھ ہونہار بچوں سے نوازا۔ جن کے نام مع تاریخ پیدائش وغیرہ ذیل میں درج ہیں۔

۱۔ عزیزہ صادقہ پروین۔ ایم ایس سی 2-11-51 بروز جمعہ صبح سات بجے

۲۔ عزیزم حنیف احمد محمود شاہد 19-12-53 بروز جمعہ دوپہر ایک بجے

۳۔ عزیزم مجید احمد بشیر۔ ایم ایس سی 24-9-55 بروز جمعہ بوقت مغرب

۴۔ عزیزہ مبارکہ امینہ 6-2-58 بروز ہفتہ بوقت دو بجے دوپہر

۵۔ عزیزم مبارک احمد شریف 30-6-60 بروز سوموار بوقت مغرب

۶۔ عزیزم مظفر احمد مبشر 29-11-62 بروز بدھ بوقت ساڑھے بارہ بجے رات

۷۔ عزیزم نعیم احمد صدیق 5-1-66 بروز بدھ بوقت دس بجے دن

۸۔ عزیزم فہیم احمد فاروق 15-7-68 بروز سوموار ۹ بجے رات

ان میں سے اکثر کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (خدا ان سے راضی ہو) کے رکھے ہوئے ہیں۔ عزیزہ مبارکہ امینہ کا نام حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا تجویز کردہ ہے اور عزیزم مظفر احمد مبشر کا اسکی والدہ نے تجویز کیا اور اس نے اسکو اپنی بہن خورشید بیگم اہلیہ مکرم ماسٹر محمد صدیق صاحب جوہر کالونی (حال مراد آباد کالونی) سرگودھا کو دے دیا جبکہ وہ چار سال کے

لگ بھگ تھا کیونکہ ان کے ہاں اولاد نہیں تھی۔

جب میرا تبادلہ راولپنڈی سے کراچی ہوا تو مریم صدیقہ نے ربوہ کی رہائش کو ترجیح دی کیونکہ اس وقت تک ربوہ میں موجودہ مکان تعمیر ہو چکا تھا۔ ان کے اس ارادہ میں اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی اور ساری کی ساری اولاد کو دین اور دنیا کی تعلیم سے بہرہ ور کر دیا۔ ان میں سے ایک نے خود ہی پوری زندگی وقف کر کے میری ایک دیرینہ تمنا کو پورا کر دیا اور دوسرے نے ایم ایس سی کرنے کے بعد تین سال کا وقف کر کے نصرت جہاں سکیم کے تحت غانا میں خدمت دین کا فریضہ سرانجام دینے کی ٹھان لی۔ ایک نے ڈاکٹری تعلیم مکمل کی ہے اور عزیزم نعیم احمد بی ایس سی کررہا ہے۔ عزیزی مظفر احمد نے بی ایس سی میں داخلہ لیا ہے۔ اور عزیزم فہیم احمد میٹرک کر کے کسی ہنر کی تلاش میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ارادوں میں برکت ڈالے۔ ان کے ذہنوں کو جلا بخشے اور وہ جلد اپنی اعلیٰ تعلیم مکمل کر کے دین و دنیا میں کامیاب و کامران ہوں۔ اللھم آمین

عزیزم حنیف احمد محمود جس کی شادی عزیزہ زکیہ فردوس بنت مکرم صوفی نذیر احمد صاحب دارالصدر شرقی کے ساتھ ہوئی ہے اب تین بچوں کا باپ ہے۔ اور چار پانچ سال بدوملہی اور پیر محل رہنے کے بعد سیرالیون جا چکا ہے۔ اور عزیزی مجید احمد بشیر ایم ایس سی کے بعد غانا میں تیاماسکول کا پرنسپل ہے۔ اور عزیزی مبارک احمد بھی تیاری کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانی کو قبول فرمائے اور انہیں دین اور دنیا کی اعلیٰ نعمتوں سے نوازے۔ آمین

اور باقیوں کے لئے بھی اعلیٰ سامان پیدا فرمائے اور میرے تمام ہموم وغموم سے مجھے نجات دے۔ میری ساری ہی اولاد کا خود حافظ و ناصر ہو۔ اور دین و دنیا کی اعلیٰ کامیابیوں سے نوازے اور دوسروں کے لئے قابل رشک ہوں۔ آمین

کر دور ان سے بلائیں۔ دشمن پر پڑیں اسکی جفائیں۔

اللہم آمین ثم آمین

نذیر احمد سیالکوٹی واقف زندگی 3-1-88

والد محترم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی ایک لمبی تکلیف دہ بیماری کے بعد مورخہ ۱۷۔نومبر 1993ءکولاہور میں اس دنیا سے رخصت ہوئے جبکہ والدہ محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ نے عارضہ قلب کی وجہ سے مورخہ ۲۴۔دسمبر 1996ءکولاہور میں ہی وفات پائی۔انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

محترم ابا جان مرحوم سول ملٹری اکاؤنٹس (CMA) سے ڈپٹی اسسٹنٹ کنٹرولر کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئے جب آپ اسلام آباد میں سپورٹس کمپلیکس میں کام کررہے تھے۔اور وقف بعداز ریٹائرمنٹ کی مبارک تحریک کے تحت تا وفات وکالت مال ثانی میں ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔اور والدہ محترمہ جو پرائمری پاس تھیں نے 1963ء میں بچوں کی دینی تعلیم اور تربیت کے لئے ربوہ قیام کو ترجیح دی۔تا آنکہ 1989ء کے قریب قریب جب بچے افریقہ سے واپس آئے اور روزگار کی تلاش میں لاہور کو اپنا مسکن بنایا اور 1990ء میں میری واپسی پر لاہور ''دارالذکر'' میں مربی ضلع کی حیثیت سے تقرری ہوئی تو آہستہ آہستہ ایک دوسرے کی کوششوں سے قریباً تمام بھائیوں کو لاہور میں پرائیوٹ ملازمت ملتی گئی تو والدین گو مرکز سے محبت کی وجہ سے ربوہ کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے نے بچوں کے اصرار پر طوعاًو کرھاً لاہور سکونت اختیار کرلی۔اور ہردو کی وفات لاہور ہی میں اپنے بچوں کے پاس ہوئی۔

محترم والدین بے شمار اور انگنت خوبیوں کے مالک تھے۔نہایت نیک فطرت،پارسا سادہ مزاج،دعاگو،تہجد گزار،محنت کرنے والے،دیانت دار اور خلوص کے جذبہ سے خواہ وہ انسانیت کے ناطہ سے ہو یا جماعت کے ناطہ سے سرشار تھے۔خلافت سے انتہائی عقیدت کا تعلق تھا۔

محترم ابا جان مرحوم نے ملازمت کے دوران اخلاق وکردار اور امانت و دیانت کا ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کیا کہ موافق بھی اور مخالف بھی اس بات کے قائل تھے کہ احمدی بہت امانت دار،

خدمت خلق کے شیدائی، خلیق، ملنسار، غمگسار اور ہمدرد ہوتے ہیں۔

رشوت کے قریب نہ پھٹکتے تھے۔ بڑی سے بڑی رقم کو بھی ٹھکرا دیا اور اپنی تنخواہ میں نہایت صبر و شکر کے ساتھ زندگی بسر کی۔ باوجود ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز ہونے کے کبھی بھی ناجائز رقم کی طرف نہ دیکھا اور کام کروانے والے لوگوں سے صاف کہہ دیا کرتے تھے کہ تمہارا کام میرے ہاں ممکن نہیں ہے۔ اور آپ کے ساتھی بسا اوقات آپ سے پوچھا کرتے تھے کہ چوہدری صاحب ملازمت کے دوران کوئی پلاٹ وغیرہ بھی بنائے ہیں تو آپ کا جواب اثبات میں پا کر وہ حیرانگی سے ان کی جگہ وغیرہ کے متعلق پوچھتے تو جواب دیتے کہ میں نے چھ پلاٹ بنائے ہیں اور اشارہ اپنے چھ بیٹوں کی طرف کرتے اور کہتے کہ میں نے ان کو پڑھا لکھا کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے مقام پر پہنچا دیا ہے کہ وہ ایسے پلاٹ ہیں جو میرے لئے اور دین کے لئے نفع مند اور نام کو بلند کرنے والے ہیں۔

آپ بہت جفاکش، محنتی، Self Made، مضبوط جسم کے مالک اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کے عادی تھے خدا تعالیٰ پر بہت بھروسہ رکھنے والی شخصیت تھے۔ آپ نے مجھے ایک دفعہ راولپنڈی سے ایک نصیحت آموز خط لکھا جس میں آپ نے اپنے ساتھ پیش آنے والا ایک واقعہ درج کیا کہ آج مجھے دفتر جاتے ہوئے سڑک پر پڑے ۱۵ روپے ملے۔ میں نے اس رقم سے دوپہر اور شام کا کھانا ہوٹل سے کھالیا۔ ساری رات ایک منٹ بھی نہ سو سکا حتی کہ صبح وہ صدقہ میں جمع کروائے گئے تب جا کر طبعیت سنبھلی اور ابھی تک اسکا معمولی سا اثر چل رہا ہے۔ خدا نے مجھے سمجھایا ہے کہ مجھ پر قانع رہو۔ محنت سے کام کر کے کھاؤ اور توکل رکھو۔ اسی پر بھروسہ رکھو اس میں بہت برکتیں ہیں۔ یہی سبق میرے بچوں کو ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ وہ کسی کی طرف للچائی نظروں سے نہ دیکھیں گے اور خود محنت کر کے اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کے افضال کے طالب ہوں گے۔ اور کبھی بھی یہ دل میں نہیں لائیں گے کہ ان کی کوئی امداد کرے۔ صرف اور صرف اپنے مولا سے مانگیں گے۔

آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِىْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاغْنِنِىْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

ترجمہ: اے اللہ میرے لئے حلال رزق کافی کردے بجائے حرام کے اور اپنے فضل سے اپنے سوا ہر ایک سے بے نیاز کردے۔

آپ دونوں والدین بارعب شخصیتیں تھیں۔ بیٹوں یا پوتوں سے کوئی غلطی سرزد ہوتی تو خوب سرزنش فرماتے۔ بظاہر کم گو اور سنجیدہ نظر آتے تھے۔ مگر طبیعت مزاح کی طرف مائل تھی کلام بہت مختصر کرتے مگر انداز بیان جچا تلا اور ذو معنی ہوتا تھا۔ کھری بات کہہ دیتے۔ دل میں کھوٹ نہ تھا اور نہ رکھتے تھے۔

پیارے والدین سادہ مزاج اور کفایت شعار تھے۔ فضول خرچی بالکل پسند نہ تھی۔ مگر موقعہ ومحل کی مناسبت سے رقم بلا دریغ خرچ کرتے۔ ابا جان مرحوم اکثر فرمایا کرتے تھے۔ میں ''كُلُوْا وَاشْرَبُوْا'' کا قائل ہوں مگر ''لَا تُسْرِفُوْا'' کا نہیں۔

پابندی وقت نمازوں میں ہی نہیں بلکہ آپ دونوں کی زندگی کا ایک نمایاں وصف تھا۔ کام میں تاخیر ذرا پسند نہ تھی۔ ڈرافٹنگ بہت جلد اور اچھی کر لیتے تھے۔ بلکہ کئی دفعہ حضور انور یا بزرگوں کے نام خطوط کی ڈرافٹنگ خود تیار کر دیتے تھے۔

باغبانی کا بڑا شوق تھا۔ ربوہ اپنے گھر میں مختلف اقسام کے پھل دار درخت اور سبزیاں لگا رکھیں تھیں۔

مہمان نوازی کا وصف آپ دونوں میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ خصوصی طور پر جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی خاطر مدارت میں بہت خوشی محسوس کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ کے دنوں میں مہمانوں کی خدمت سے خوشی کے اثرات محترمہ والدہ مرحومہ کے چہرہ پر نمایاں طور پر نظر آتے تھے۔ مکرم محمد افضل صاحب (ایران والے) حال اسلام آباد نے مجھے بتلایا کہ میں ایک دفعہ آپ کے ابا جان سے ملنے گیا۔ کھانے کا وقت ہو گیا۔ گھر میں پکانے کو کچھ نہ تھا مگر آپ کی

امی مرحومہ نے آلو کی بھجیا بنا کر مجھے کھانا کھلایا اور باوجود میرے اصرار پر کھانا کھائے بغیر گھر سے نہ جانے دیا۔

ہمارے گھر کا دروازہ ہر دو طرف کھلتا تھا اور عورتیں چھوٹا راستہ اختیار کرنے کے لئے ہمارے گھر سے اکثر گزرا کرتی تھیں والدہ محترمہ ان عورتوں کو اپنے پاس بٹھا لیتی ۔ پانی وغیرہ سے تواضع کرتیں اور کسی سوالی کو بغیر دیئے واپس نہ لوٹاتیں۔

نماز باجماعت کی پابندی

آپ جوانی سے ہی نماز باجماعت کے سختی سے پابند تھے ۔آپ دوران ملازمت جہاں بھی رہے۔ بیت الذکر پہنچ میں ہوتی تو ضرور وہاں جا کر نماز ادا کرتے۔ ورنہ دوست احباب کے تعاون سے کہیں قریب ہی نماز سنٹر بنوا لیتے ۔اور یوں اس حلقہ میں نماز باجماعت کا آغاز ہو جاتا۔نماز پر جاتے قریب قریب کے لوگوں کو اپنے ساتھ لے جاتے اور اسطرح بے شمار لوگوں کو نماز باجماعت کا آپ نے عادی بنایا۔مکرم شیخ بشیر احمد صاحب آف راولپنڈی نے مجھے بتایا کہ میں باوجود "بیت النور" مری روڈ کے قریب ہونے کے فجر کی نماز میں سستی کر جاتا تھا۔مکرم چوہدری صاحب موصوف نے مجھے فجر کی نماز کا عادی بنا دیا کیونکہ وہ راستے میں مجھے ساتھ لے جاتے۔ان دنوں ابا جان کمیٹی چوک میں مقیم تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد جب ربوہ تشریف لے آئے۔تو خلافت سے پیار کی وجہ سے نماز فجر اور نماز مغرب ''بیت مبارک'' میں جا کر ادا کرتے رہے۔امام وقت کے لندن تشریف لے جانے کے بعد بھی یہ طریق جاری رکھا۔مرکز سے اسقدر پیار تھا کہ بیماری کے دوران بھی ربوہ چھوڑنے کو دل نہ کرتا تھا۔ بالآخر ہم بھائیوں نے اس بات پر منایا کہ آپ لاہور ''دارالذکر'' میں میرے ہاں (جہاں میں مقیم تھا) ٹھہر جائیں تا نماز باجماعت کی ادائیگی ہوتی رہے۔ جتنا عرصہ اپنے بیٹے عزیزم مجید احمد بشیر کے ہاں قیام پذیر رہے۔ کہہ کر گھر میں نماز باجماعت کا انتظام فرماتے ۔ بے ہوشی کے عالم میں بھی نماز آپ نے ترک نہ کی ۔اکثر ہاتھ باندھے نماز پڑھتے دکھائی دیتے۔آخری دنوں میں جب آپ بول نہ

سکتے تھے ایک دفعہ نماز کی ادائیگی کر رہے تھے۔ہم میں سے ایک بھائی نے بار بار آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا تو پیشانی پر بل لا کر برا منایا کہ میں نماز ادا کر رہا ہوں اور تم مجھے اپنی طرف بلا کر پریشان کر رہے ہو۔

نماز جمعہ کا خصوصی اہتمام کرتے اور ہم سب کو ساتھ لے کر جاتے۔رخصتوں پر جب ربوہ آئے ہوتے تو جمعہ کے روز کہہ کر Sweet dish تیار کرواتے کہ آج عید کا دن ہے۔۔ عیدین پر سنت نبوی کی اقتداء میں تمام افراد خاندان کو ساتھ لے کر جاتے۔تکبیرات بلند آواز سے پڑھتے اور راستہ بدل کر واپس آتے۔

اولاد کو بھی نماز پڑھتے دیکھنا چاہتے تھے۔ویسے تو ساری عمر ہی اولاد کو وعظ ونصیحت اور خطوط کے ذریعہ اس طرف مائل کرتے رہے۔ان خطوط کا ذخیرہ بہن بھائیوں کے پاس موجود ہے جس میں مختلف اوقات میں ایک محسن باپ اپنے بچوں کو گاہے بگاہے قیمتی نصائح کرتا ہے اوران میں سرفہرست نماز کی بروقت ادائیگی کی تلقین ہے۔ان میں سے چند ایک خطوط دوسری جگہ دیئے جارہے ہیں۔مگر آخری دنوں میں بھی جب اسقدر تکلیف میں انسان کو اپنی ہوش بھی نہیں رہتی۔والدمحترم مسلسل اولاد کی نمازوں کی حفاظت کرتے رہے اور نگرانی فرمائی۔ہم آپ کے اردگرد بیٹھے دبا رہے ہوتے تو پوچھ لیتے کہ نماز پڑھ لی ہے۔اگر کسی نے نہ پڑھی ہوتی تو سخت ناراض ہوتے۔ایک دفعہ انہی ایام میں ہم میں سے ایک بھائی سے باتیں کرتے کرتے اس لئے منہ موڑ لیا کہ اس نے بروقت نماز کی ادائیگی نہیں کی تھی۔

طبعاً صفائی پسند تھے۔نماز کی تیاری کے لئے خصوصی صفائی کیا کرتے تھے۔جب آپ کو پیشاب کی بندش کی تکلیف شروع ہوئی اور کیتھیٹر لگا دیا گیا تو کافی عرصہ تک آپ اس شک و شبہ میں مبتلا رہے کہ اس حالت میں نماز جائز بھی ہے یا نہیں۔ ہر نماز پر نہاتے اور کپڑے تبدیل کرتے۔ بالآخر بار بار سمجھانے پر طبیعت اس طرف مائل ہوئی کہ ایسی حالت میں نماز جائز ہے

والدہ محترمہ کی بھی نماز سے محبت کی کچھ ایسی ہی کیفیت تھی۔آپ جہاں خود نماز وقت پر

پڑھنے کی عادی تھیں وہاں اپنے بچوں کی اس معاملہ میں پوری پوری نگرانی کرتیں۔ ہم لڑکوں کو ہر نماز سے قبل یاددہانی کرواتیں اور بیت الذکر میں نماز کی ادائیگی کے لئے بھجواتیں۔ صبح کے وقت ''چنگیر'' پر ہمیں آنے کی اجازت نہ ہوتی جب تک ہم تمام بہن بھائی نماز کی ادائیگی اور قرآن کریم کی تلاوت نہ کر چکے ہوتے۔

قرآن کریم سے عشق اور اسکی تعلیم پر کاربند رہنے کی کوشش و تلقین

اللہ تعالیٰ کی پیاری کتاب ''قرآن کریم'' سے حد درجہ کا امی ابا کو پیار تھا۔ امی جان کی بھینی بھینی آواز تلاوت قرآن پاک کی قریباً ہر وقت ہمارے کانوں میں پڑتی رہتی۔ سورتوں کی سورتیں والدہ مرحومہ کو یاد تھیں جو سارا دن وقفے وقفے سے گنگناتی رہتی تھیں۔

محترم ابا جان مرحوم بھی علی الصباح بلا ناغہ بلند آواز سے تلاوت فرماتے اور تفسیر صغیر سے ترجمہ بھی پڑھتے۔ جب بعد از ریٹائرمنٹ آپ نے زندگی وقف کر دی تو اپنے نام کے ساتھ ''وقف زندگی'' لکھا کرتے تھے اور مجھے بھی لکھنے کی تلقین کرتے۔ میں نے بعض اوقات کہنا کہ مجھے نہیں اچھا لگتا تو فرماتے کہ ''یوں وقف زندگی کے اہم تقاضوں کی طرف توجہ رہتی ہے۔ ضمیر کو ہر وقت قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کی دعوت ملتی ہے۔''

اپنے بچوں اور پھر پوتے پوتیوں کو قرآن کریم صحت اور ترجمہ کے ساتھ پڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ مجھے یہ تو یاد نہیں کہ ہم بہن بھائیوں نے قرآن کریم کا پہلا دور کب ختم کیا تاہم یہ یقینی بات ہے کہ تمام بہن بھائیوں نے چھوٹی عمروں میں ہی قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا تھا۔

مگر قریباً تمام پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں نے آپ کی اور والدہ محترمہ کی خصوصی دعاؤں اور کوششوں سے قرآن کریم کا پہلا دور ۵۔۶ سال کی عمر میں ہی مکمل کر لیا۔ جس کی تفصیل یوں ہے

۱۔ عزیزہ وردہ عفت ناصر بنت محترمہ صادقہ پروین زوجہ مکرم بشیر احمد ناصر بعمر پونے پانچ سال

۲۔عزیزہ امتہ الشافی ناصر بنت محترمہ صادقہ پروین زوجہ مکرم بشیر احمد ناصر بعمر سات سال

۳۔عزیزہ قرۃ العین سلمہا اللہ بنت خاکسار حنیف احمد محمود بعمر ۵ سال

۴۔عزیزہ نمود سحر سلمہا اللہ بنت خاکسار حنیف احمد محمود بعمر ۵ سال

۵۔عزیزہ بقعۃ النور سلمہا اللہ بنت خاکسار حنیف احمد محمود بعمر ۵ سال

۶۔عزیزم سعید الدین احمد سلمہ اللہ ابن خاکسار حنیف احمد محمود بعمر ساڑھے پانچ سال

۷۔عزیزہ نزہت صبا بشیر سلمہا اللہ بنت عزیزم مجید احمد بشیر بعمر چار سال ۱۰ ماہ

۸۔عزیزم سعید احمد نذیر سلمہ اللہ ابن عزیزم مجید احمد بشیر بعمر سوا چار سال

۹۔عزیزم نوید احمد ظفر سلمہ اللہ ابن عزیزم مجید احمد بشیر بعمر چار سال نو ماہ

آج کل عزیزی نوید قرآن حفظ کر رہا ہے اور ۹ پارے حفظ کر چکا ہے۔

۱۰۔عزیزم فرخ احمد سلمہ اللہ ابن عزیزہ مبارکہ امینہ زوجہ مکرم ڈاکٹر مبشر احمد بعمر پانچ سال

۱۱۔عزیزم راشد احمد سلمہ اللہ ابن عزیزہ مبارکہ امینہ زوجہ مکرم ڈاکٹر مبشر احمد بعمر ساڑھے پانچ سال

۱۲۔عزیزہ قرۃ العین سلمہا اللہ بنت عزیزہ مبارکہ امینہ زوجہ مکرم ڈاکٹر مبشر احمد بعمر سات سال

۱۳۔عزیزہ فائزہ رباب سلمہا اللہ بنت عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد شریف بعمر ۴ سال ۱۰ ماہ

۱۴۔عزیزہ نائیلہ مشعل سلمہا اللہ بنت عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد شریف بعمر سات سال

۱۵۔عزیزم ظافر احمد محسن سلمہ اللہ ابن عزیزم مظفر احمد مبشر بعمر ساڑھے چار سال

۱۶۔عزیزم اوصاف احمد ارسلان سلمہ اللہ ابن عزیزم مظفر احمد مبشر بعمر ساڑھے پانچ سال

۱۷۔عزیزم ذیشان احمد سلمہ اللہ ابن عزیزم نعیم احمد صدیق بعمر چار سال نو ماہ

۱۸۔عزیزہ ضوفشاں نعیم سلمہا اللہ بنت عزیزم نعیم احمد صدیق بعمر ساڑھے پانچ سال

۱۹۔عزیزہ سدرۃ المنتہی بنت عزیزم فہیم احمد فاروق بعمر ساڑھے چھ سال اختتام کو ہے۔

ابا جان مرحوم نے عزیزم سعید احمد نذیر سلمہ اللہ ابن مکرم مجید احمد بشیر کے ختم قرآن پر ایک خط روزنامہ الفضل کو بھجوایا تھا جو 20۔جنوری 1991ء کی اشاعت میں یوں شائع شدہ ہے۔

مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی ربوہ لکھتے ہیں۔

''گذشتہ دنوں الفضل کے ایک شمارہ میں قاعدہ یسرنا القرآن کی افادیت پر ایک دوست کا نوٹ نظر سے گذرا۔ واقعی قرآن کریم ناظرہ جاننے رسیکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ایک نہایت ہی آسان راہ عطا کر دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے بھی اس کی تعریف فرمائی ہے بالخصوص بچوں کے لئے تو یہ قاعدہ بہت ہی عمدہ پایا گیا ہے اور اگر بچے کو چھوٹی عمر میں ہی اسکول بھیجنے سے پہلے پہلے یہ قاعدہ پڑھا دیا جاوے تو وہ بڑی آسانی سے قرآن کریم ختم کر لیتا ہے۔ میری طرح اور دوستوں کو بھی اس کا تجربہ ہے کہ بچوں کو بالعموم جب وہ صاف صاف باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ یعنی تین چار سال کی درمیانی عمر میں تو کھیل کھیل میں ہی اس قاعدہ پر وہ عبور حاصل کر لیتے ہیں اور قرآن کریم کا پاک تاج اپنے سر پر سجانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

اس سلسلہ میں حال ہی میں اپنے ایک پوتے عزیزی سعید احمد نذیر کے بارے میں اپنا تجربہ جان سے پیارے آقا کے ارشاد کے ہمراہ بیان کرنا چاہتا ہوں جو کہ بہت سے دوستوں کے لئے راہنمائی کا موجب بن سکتا ہے۔ امید ہے یہ شائع فرما کر ممنون فرماویں گے۔

میں نے اپنے اس عزیز کو ساڑھے تین سال کی عمر میں یا اس سے کچھ پہلے جب وہ اس قابل ہوا کہ ہر قسم کی باتیں کرنے لگ گیا۔ تو میں نے اس کو اس قاعدہ کی طرف لگایا۔ لیکن جب وہ جزم پر پہنچا تو بالکل اٹک گیا۔ اور میں ہر طریق سے اس کو آگے گزارنے پر کامیاب نہ ہوا۔ تو میں نے اس کی والدہ سے کہا کہ وہ صورت حال بیان کر کے اپنے جان سے پیارے آقا سے نہ صرف دعا کے لئے عرض کرے بلکہ راہنمائی بھی طلب کرے تو اس کے جواب میں حضور پُرنور نے ڈھیروں دعائیں اور پیار دیتے ہوئے فرمایا۔

''آپ نے جو اپنے بچہ کے متعلق تحریر کیا ہے آپ گھبرائیں نہیں بعض بچے بعض خاص جگہ اٹکتے ہیں۔ صرف سمجھا کر آگے گذر جانا چاہیے۔ عمر کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ خود ہی

سمجھ آجائیگی۔''   (ارشاد حضور انور خط محررہ 26-6-90)

چنانچہ جب حضور کے اس ارشاد پر عمل کیا گیا۔تو اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا اور عزیز موصوف نے نہ صرف قاعدہ خود پڑھ لیا بلکہ سوا چار سال کی چھوٹی عمر میں ہی قرآن کریم ختم کرلیا۔''

خاکسار نے عزیزہ نمود سحر سلمہا اللہ کے ختم قرآن کی اطلاع سیرالیون سے حضور انور کو دی تو مبارکباد کا خط اس نصیحت کے ساتھ موصول ہوا۔

''عزیزہ نمود سحر سلمہا اللہ تعالیٰ کے قرآن پاک ختم کرنے پر بہت بہت مبارکباد۔اللہ تعالیٰ اسے اس نور سے منور کرے اور پاکیزہ زندگی عطا فرمائے۔احمدی بچوں کی تربیت بھی اس رنگ میں کریں۔بچپن سے ہی ان کے دلوں میں قرآن پاک کی محبت بٹھائیں اور کوشش کریں کہ ہمارے یہ بچے بھی چھوٹی عمر میں قرآن پاک ختم کرلیں۔''

(خط حضور انور T1980/24-3-87)

دینی علم سے شغف

محترم والدین کو دینی علوم سے خوب شغف تھا اور اس کے سیکھنے اور اس کے حصول کے لئے خصوصی کوشش کرتے تھے۔محترم والد صاحب مرحوم کے دینی علوم کے شوق کے بارہ میں ہم ان کی خودنوشت میں پڑھ آئے ہیں کہ کلاس سوئم میں قرآن کریم کے مقابلہ میں اول آئے تھے۔۔۔۔حصول علوم دینیہ کا سلسلہ تو ساری عمر ہی جاری رہا۔قرآن کریم باترجمہ ''تفسیر کبیر'' سے اسکی تفسیر کے علاوہ کتب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسلسل مطالعہ کی طرف توجہ رہی۔امی جان زیادہ پڑھی ہوئی نہ تھیں مگر دینی کتب اور رسائل کا مطالعہ ان کا بھی روزمرہ کا شیوہ تھا۔سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھا ہوا عربی قصیدہ ''یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ'' تمام کا تمام زبانی یاد تھا اور صبح تلاوت قرآن کریم اور اس کے تفسیری ترجمہ کے بعد اس سارے قصیدہ کو معہ ترجمہ

دہراتی تھیں۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینے کے بعد مجھے بھی والدہ محترمہ نے ہی یہ قصیدہ یاد کرنے کی رغبت دلائی۔ اکثر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کی طرف توجہ دلاتی رہتیں۔

''جو شخص اس قصیدہ کو حفظ کرے گا اس کے حافظہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت دی جائے گی'' (شرح قصیدہ از مولانا جلال الدین شمس)

محترم ابا جان نے گھر میں ایک مختصر سی لائبریری بھی بنا رکھی تھی۔ جس میں میرے دور جامعہ احمدیہ اور بعد میں مربی کی حیثیت سے اضافہ ہوتا گیا۔ جسے دیکھ کر بہت خوشی کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ اس لائبریری میں ابا جان مرحوم کا خریدا ہوا سیٹ روحانی خزائن بھی موجود تھا۔ جو آپ نے 1960ء میں 160 روپے پیشگی ادا کر کے خریدا تھا جسکا ذکر روحانی خزائن کی جلد نمبر 7 میں 24 نمبر پر یوں ہے۔

۲۴۔ مکرم نذیر احمد صاحب سیالکوٹی معرفت حبیب کلاتھ ہاؤس ربوہ

ان کتب کے مطالعہ کی طرف نہ صرف بچوں کو ترغیب دلاتے بلکہ نگرانی فرمایا کرتے تھے۔ جب میں سیرالیون سے واپس آیا تو نہ صرف لائبریری میں جدید کتب کا اضافہ پایا بلکہ مجھے کہا کہ تمہارے فلاں بھائی کے گھر کتب حضرت مسیح موعودؑ اور تفسیر کبیر نہیں ہے اس کا انتظام کروادو۔

والد صاحب کا دینی کتب کا مطالعہ اتنا گہرائی میں تھا کہ تمام امتحانات میں اول آیا کرتے تھے۔ جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

گھر میں دینی علوم پر مشتمل فیملی کلاس ہوتی جس میں جماعتی واقعات، ترقیات کی خبریں، بزرگان کے حالات زندگی سنوائے جاتے۔ ہم سے بھی واقعات، تلاوت قرآن پاک اور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی نظمیں خوش الحانی سے سنا کرتے تھے۔

دینی مقابلہ جات میں انعامات

والد محترم نے اپنی خودنوشت حالات زندگی میں اپنے انعامات کا ذکر کر دیا ہے جو 1986ء تک کے تھے۔جیسے میں لکھ آیا ہوں کہ اباجان بہت ذہین وفطین تھے۔آپ کی یادداشت کمال درجہ کی تھی۔جو چیز سن لیتے یا ایک دفعہ پڑھ لیتے وہ انمٹ نقوش بن جاتی۔آپ کی بعض سندات آپ کے ریکارڈ سے ملی ہیں۔کم وبیش تمام سندات پر ''اول'' کا درجہ ہی لکھا ہے۔مثلاً 1973 میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے دستخط سے ایک سند میرے سامنے ہے جو 1972ء کی تینوں سہ ماہیوں کے نتائج پر مشتمل ہے اور تینوں میں اول درجہ حاصل کیا ہے۔اسی طرح 1969ء کی سہ ماہی میں بھی اول آئے۔

ایک اہم انعام جس کا ذکر خودنوشت میں بھی آچکا ہے کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں۔حضرت خلیفہ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کی 1956ء کے جلسہ سالانہ کی ہر دو تقاریر ''خلافت حقہ اسلامیہ'' اور ''نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر'' کا امتحان جماعت نے لیا تھا۔محترم مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب مرحوم ناظم امتحان مقرر ہوئے تھے۔محترم اباجان مرحوم سارے پاکستان کے خدام میں 97/100 نمبر لے کر اول آئے تھے۔اس نتیجہ کو روزنامہ الفضل نے اپنی 26۔ستمبر 1957ء کی اشاعت میں زیرعنوان ''نتیجہ امتحان رسائل خلافت'' یوں ریکارڈ کیا ہے۔

خدام الاحمدیہ (۱) مکرم نذیر احمد صاحب سیالکوٹی حال لاہور چھاؤنی 97/100 اول ۔۔۔۔۔۔۔اور جلسہ سالانہ 1957ء پر 27۔دسمبر کو حضرت

خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کے دست مبارک سے انعام وصول کیا۔اس اعزاز کا ذکر تاریخ احمدیت جلد 19 کے صفحہ 476 اور صفحہ 550 پر بھی ہے۔

اسی طرح ''خلافت فی الاسلام'' کے موضوع پر تحریری مقابلہ میں معیار دوم میں دوم انعام کے مستحق قرار پائے۔جو مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی کی طرف سے منعقد ہوا تھا۔

نظام وصیت میں شمولیت

پیارے امی ابا مرحوم ہر دو بفضلہٖ تعالیٰ موصی تھے اور وفات کے بعد یکے بعد دیگرے بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔

محترم ابا جان مرحوم کی خواہش تھی کہ میرے اہل خانہ کا ہر فرد نظام وصیت سے منسلک ہو۔اس کا آغاز تو شادی کے معاً بعد امی جان کی وصیت سے کر دیا تھا۔۔بعد میں اپنی اولاد کو جب وہ پندرہ سولہ برس کی عمر کو پہنچتی رہی توں توں نظام وصیت میں شمولیت کرواتے رہے۔ ماسوائے خاکسار کی اہلیہ محترمہ ذکیہ فردوس کومل صاحبہ کے جو ایک موصیہ کی حیثیت سے شادی کے وقت ہمارے گھر میں آئی تھیں تمام بہوؤں کو پیار اور مسلسل نصیحت کے ساتھ نظام وصیت سے منسلک کروا دیا۔۔۔اور ابا جان کی وفات سے قبل ساری اولاد اور تمام بہوئیں موصی تھیں۔ والد محترم کی اقتداء میں اب یہ مبارک سلسلہ دوسری نسل میں بھی جاری ہو چکا ہے اور میری تینوں بڑی بچیاں ماشاءاللہ اس مبارک نظام میں شامل ہیں۔میں اپنے بہن بھائیوں سے بھی امید کرتا ہوں کہ وہ اس مبارک سلسلہ کو اپنے والد محترم کی اقتداء میں جاری رکھیں گے۔

ابا جان مرحوم نے اپنی اولاد کے موصی ہونے کے بارہ میں اپنی تڑپ کا اظہار راولپنڈی سے میرے نام ایک خط میں 79-4-22 کو یوں کیا۔

''اور پھر ہم سب موصی ہیں۔ہم پر تو اور بھی فرض عائد ہو جاتا ہے۔ہاں تو عزیزم مظفر احمد مبشر سلمہ اللہ کب وصیت کرے گا۔بواپسی مطلع کریں۔عزیزم نعیم احمد صدیق اور

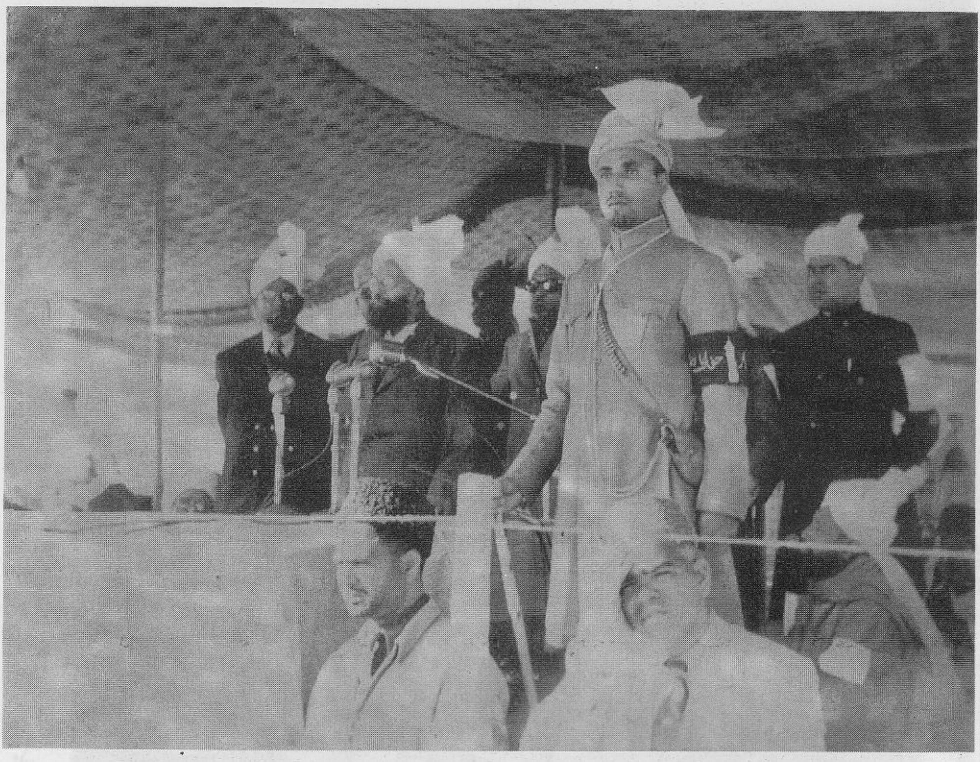

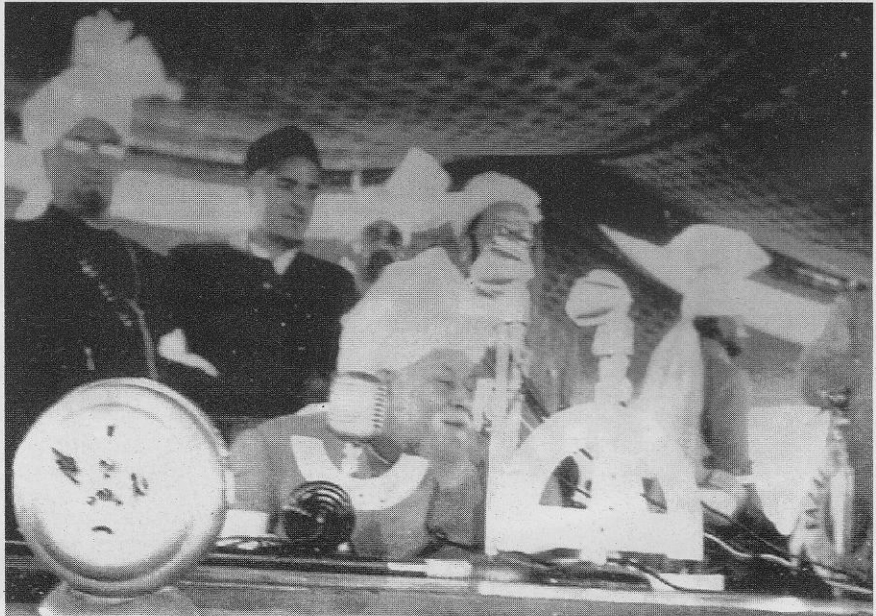

جلسہ سالانہ 1957ء کے مناظر۔ جس میں ابا جان محترم کو اوّل آنے پر انعام ملا

اراکین مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کراچی 67-1966ء اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ہمراہ۔ ابا جان محترم بطور مربی اطفال

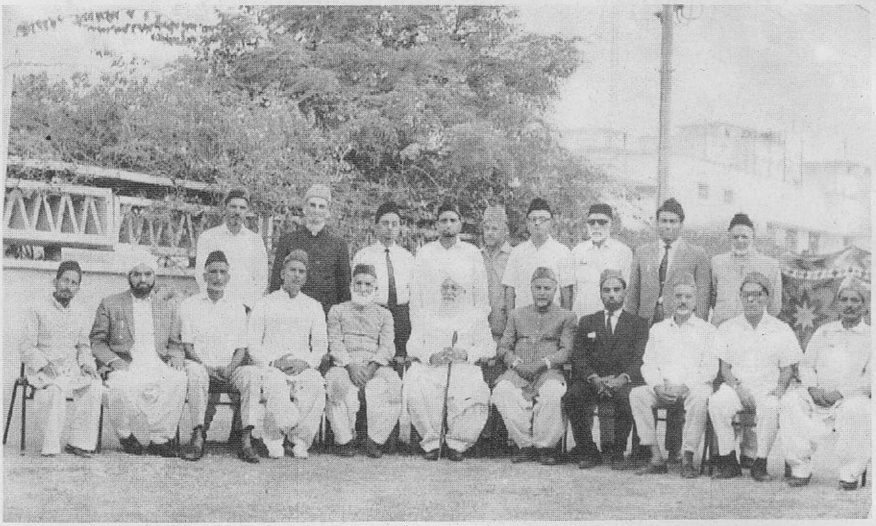

اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ کراچی اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

کے ہمراہ۔ اباجان محترم بحیثیت منتظم مال مجلس انصاراللہ کراچی

خلافت سے معاًقبل حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع) راولپنڈی سالانہ اجتماع

مجلس انصاراللہ پر تشریف لائے۔ اباجان مرحوم بحیثیت منتظم مال استقبال کرتے ہوئے

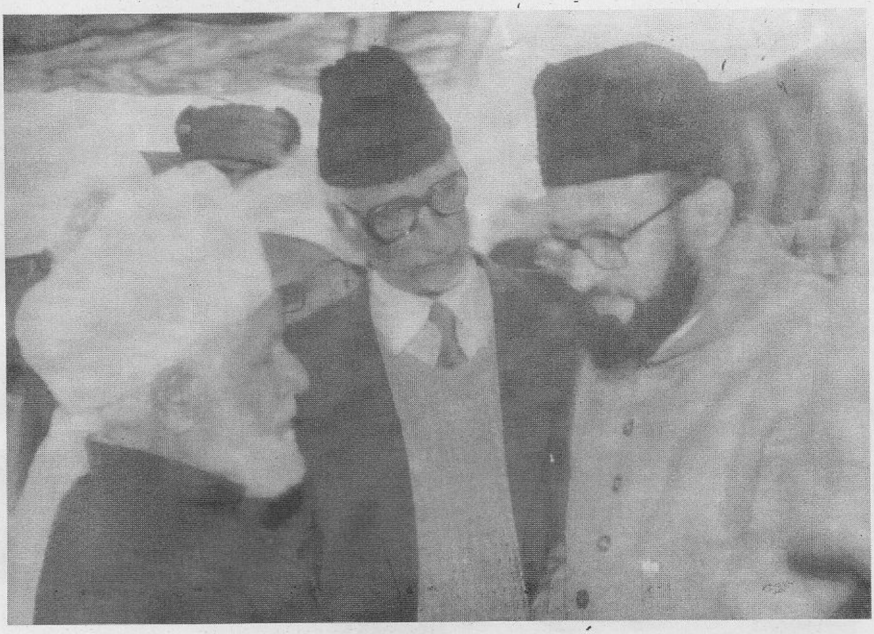

اباجان مرحوم ، حضرت مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان کے ہمراہ

حضرت مسیح موعودؑ کے مزار پر دُعا کے بعد

قرآن شروع کرواتے یا ''آمین'' کے وقت کی فوٹوز گراف

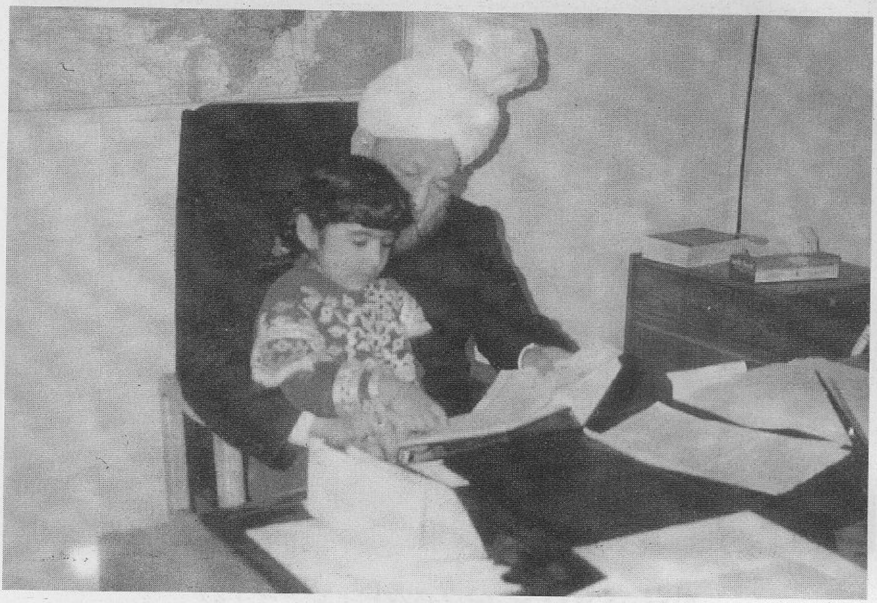

عزیزہ وردہ عفت ناصر (کینیڈا) حضور انور کو قرآن کریم سناتے ہوئے

عزیزہ نزہت صبا بشیر کی آمین کے موقعہ پر ایک یادگار تصویر

عزیزم سعید الدین احمد کو ابا جان مرحوم نے بیت الدعاء قادیان کے باہر
یسرنا القرآن کا آغاز کروایا

عزیزم سعید الدین احمد کی تقریب آمین منعقدہ لاہور دار الذکر

عزیزم سعید احمد نذیر کی آمین کے موقعہ پر ایک یادگار تصویر

بیرون ملک افریقہ میں خدمت پر روانہ کرتے وقت لی گئی تصاویر

عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد شریف کی تنزانیہ روانگی سے قبل ایک یادگار فوٹو

خاکسار سیرالیون خدمت دین کے لئے روانہ ہوتے وقت ابا جان مرحوم سے
معانقہ کرتے ہوئے

خاکسار کی سیرالیون روانگی سے قبل افراد خاندان کا ایک اجتماعی فوٹو

عزیزم فہیم احمد فاروق تو ابھی اس مبارک نظام کی عمر کو نہیں پہنچے''

اور آپ وصیت کی اشاعت اور منظوری پر مبارکباد بھی دیا کرتے تھے حتی کہ اپنے بچوں کو زبانی یا تحریری مبارکباد دیتے تا دوسروں کو ترغیب ہو جائے۔

عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد شریف کے نام ایک خط کے آخیر میں لکھا۔

''آپ کو بہت بہت مبارک ہو کہ آپ کی وصیت الفضل۔۔۔۔۔میں شائع ہو گئی ہے۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آپ کو نظام وصیت پر تا عمر صحیح رنگ میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین''

(خط محررہ 18-5-79 از راولپنڈی)

محترم ابا جان کو نظام وصیت سے اس قدر پیار تھا کہ ان کی خواہش اور تمنا ہوتی کہ تمام اس میں شامل ہوں۔اور عزیز و اقارب اور دوست احباب کو اسکی ترغیب دلاتے رہتے تھے۔آپ ہی کے ایک قریبی دوست مکرم شیخ بشیر احمد صاحب آف راولپنڈی کہا کرتے تھے کہ نظام وصیت سے مجھے مکرم چوہدری صاحب نے منسلک کروایا۔

پیارے امی ابا کو اکثر خاکسار نے رسالہ الوصیت اور قواعد الوصیت پڑھتے پایا۔اور قواعد پر ہر دو کاربند رہنے کی کوشش کرتے تھے۔۔۔۔ہر دو پیارے امی ابا نے اپنی اپنی زندگیوں میں ہی اپنی جائیداد کا حصہ ادا کر دیا تھا۔اور ایک وقت میں دفتر الوصیت (کارپرداز) کی طرف سے وصیت کا حساب کتاب رکھنے کے لئے ''پاس بک'' جاری ہوتی تھی۔محترم ابا جان نے اپنی ہر ''پاس بک'' کے اوپر ''اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا'' کے الفاظ لکھے ہوتے۔بہشتی مقبرہ میں جگہ پانے کے لئے بہت فکرمند رہتے تھے۔دعا بھی کرتے اور دوسروں کو اکثر دعا کے لئے کہتے۔

جیسا کہ میں تحریر کر آیا ہوں کہ ابا جان مرحوم کو ڈائری لکھنے کی عادت تھی آپ کی ایک ڈائری میں حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کے درج ذیل اشعار بابت الوصیت ملے ہیں۔جو

آپ دعا کے طور پر پڑھا کرتے تھے۔آپ نے محترم میر محمود احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ سے ان اشعار کی درست سند کے بارہ میں دریافت فرمایا۔جس پر محترم میر صاحب نے ان الفاظ میں ان اشعار کی درستگی کی تصدیق کی ہے۔

عزیزم مکرم السلام علیکم ورحمتہ اللہ

''اشعار بالکل درست ہیں۔دعاؤں میں یاد رکھیں''

والسلام خاکسار

دستخط میر محمود احمد

پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ

اشعار یہ ہیں۔

وصیت کے ادا ہونے میں۔۔ یارب کچھ نہ ہو دقت
نہ بعد جاں سپردن ہو۔۔۔۔جنازہ کی میری خواری
بہشتی مقبرہ میں۔۔۔۔۔دفن ہونے کی اجازت ہو
سراپا اگرچہ مجرم ہوں۔۔۔۔دکھادے اپنی غفاری
سہولت اپنے بندوں کو۔۔۔تو ہی دیتا ہے اے مولا
جبھی تو ہم یہ کہتے ہیں۔۔۔۔ خدا داری چہ غم داری

چندہ جات کی بروقت ادائیگی

پیارے امی ابا ہر دو چندہ جات کی ادائیگی میں بہت مستعد رہتے تھے اور اپنی اولاد کو بھی اس کا عادی بنا دیا۔جیسا کہ لکھ آیا ہوں کہ ابا جان ڈائری کے ساتھ ساتھ گھر کا موٹا موٹا حساب کتاب بھی لکھا کرتے تھے۔سالہا سال کی ڈائری میں یہ بات نمایاں ہے کہ ہر ماہ حساب کتاب میں سر فہرست چندہ وصیت کی رقم درج ہے جو Vary کرتی دکھلائی دیتی ہے مگر اکثر گراف بڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔

تحریک جدید میں اپنی اولاد کی نام بنام ادائیگی فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم پانچ بڑے بہن بھائیوں کو دفتر دوم میں شمولیت کی سعادت ملی ہے۔ حالانکہ 1965ء میں دفتر دوم کے بند ہونے پر ہم نابالغ تھے اور کماتے بھی نہ تھے۔ الحمد لله علی ذالك

دفتر دوم تحریک جدید کے بند ہونے پر محترم ابا جان نے تحریک جدید چندہ کی تفصیل ڈائری پر لکھ کر یہ الفاظ درج فرمائے ہیں۔ ''حضور ایدہ اللہ کے دستخطوں سے انیس سال تک کا سرٹیفکیٹ مل چکا ہے۔ الحمد لله علی ذالك'' ۔ اسی طرح کا سرٹیفکیٹ والدہ محترمہ کے نام بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دستخط سے جاری ہوا۔ یہی کیفیت وقف جدید کی تھی۔ تاہم والد محترم دفتر اطفال میں اس کی ادائیگی کی نگرانی فرماتے۔

ابا جان نے اپنے اور امی جان کے والدین مرحوم کی طرف سے چندہ تحریک جدید کی مسلسل ادائیگی کر کے ان کے ناموں کو دفتر اول میں زندہ رکھا۔ جس کا تسلسل اب ان کی اولاد کی طرف سے بفضلہٖ تعالیٰ جاری ہے۔

میری بڑی ہمشیرہ محترمہ صادقہ پروین جب بیاہ کے کینیڈا تشریف لے گئیں تو ملازمت چھوٹ جانے کی وجہ سے چندہ وصیت کی ادائیگی بند کر دی۔ ابا جان کی تربیت کی طرف نظر تو رہتی تھی۔ ایک فون میں باتوں کے دوران چندہ وصیت کی ادائیگی کا ہمشیرہ محترمہ سے پوچھ لیا۔ نفی میں جواب پا کر باجی سے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ کھاتی پیتی نہیں ہو۔ اپنے جیب خرچ سے چندہ ادا کیا کرو۔

محترمہ امی جان بھی چندہ کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھیں۔ سلائی سے جو آمد ہوتی اس کو صرف اس وجہ سے لکھتیں کہ چندہ وصیت کی ادائیگی ہو سکے۔ اور ہر دو مبارک وجودوں نے اپنی جائیداد کے حصہ کی ادائیگی اپنی زندگیوں میں ہی کر دی تھی۔ والدہ محترمہ نے کئی بار اپنا زیور حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے پیش فرمایا۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے۔ آمین۔

تحریک وقف نو میں شمولیت

پیارے امی ابا مرحوم دربار خلافت سے نکلنے والی ہر آواز اور تحریک پر سمعنا واطعنا کہنے کے لئے کوشاں رہتے تھے۔اور اپنی بساط اور طاقت سے بڑھ کر قربانی کرتے اور اپنی اولاد کو بھی ہر وقت اس طرف رغبت دلاتے رہتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے 1987ء میں جب جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے وقف نو کی تحریک فرمائی تو پیارے ابا جان نے جو اس وقت عمر کے ایسے حصہ پر پہنچ چکے تھے۔ جہاں بظاہر اولاد کا ہونا مشکل تھا۔فوراً اس تحریک میں شمولیت اختیار فرمائی۔ میں تو اس وقت سیرالیون میں خدمات بجالا رہا تھا۔ مجھے اس بات کا علم آپ کی وفات کے بعد ہوا جب آپ کے کاغذات سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا جوابی خط ملا۔جس میں وقف نو تحریک میں شمولیت کا ذکر تھا۔ بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ اس تحریک سے فیض یاب ہونے کے لئے مسلسل حضور کو خط لکھتے رہے۔حضور نے ابا جان کے نام ایک خط کے جواب میں بچوں کے نام یوں تجویز فرمائے۔

''بچہ ہو تو فخر احمد نام رکھ لیں اور بچی ہو تو نجمہ کنول۔''

تاہم آپ کی اولاد میں سے یہاں ان بچوں کے نام دیئے جاتے ہیں جو اس مبارک تحریک میں شامل ہیں۔

۱۔ عزیزہ امتہ الشافی سلمہا اللہ بنت مکرم بشیر احمد ناصر و محترمہ صادقہ پروین

۲۔ عزیزم سعید الدین احمد سلمہ اللہ ابن خاکسار حنیف احمد محمود اسلام آباد

۳۔ عزیزم نوید احمد ظفر سلمہ اللہ ابن عزیزم مجید احمد بشیر لاہور

۴۔ عزیزہ فائزہ رباب سلمہا اللہ بنت عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد شریف۔ربوہ

۵۔ عزیزم ظافر احمد سلمہ اللہ ابن عزیزم مظفر احمد مبشر۔لاہور

۶۔ عزیزم اوصاف احمد سلمہ اللہ ابن عزیزم مظفر احمد مبشر۔لاہور

۷۔ عزیزم مشرف احمد زرتشت سلمہ اللہ ابن عزیزم مظفر احمد مبشر۔لاہور

۸۔ عزیزم ذیشان احمد سلمہ اللہ ابن عزیزم نعیم احمد صدیق لاہور

۹۔ عزیزہ ضوفشاں نعیم سلمہا اللہ بنت عزیزم نعیم احمد صدیق لاہور

۱۰۔ عزیزم شرجیل احمد سلمہ اللہ ابن عزیزم نعیم احمد صدیق لاہور

۱۱۔ عزیزہ سدرۃ المنتہیٰ سلمہا اللہ بنت عزیزم فہیم احمد فاروق لاہور

۱۲۔ عزیزم مدثر احمد مباہل سلمہ اللہ ابن عزیزم فہیم احمد فاروق لاہور۔

اللہ تعالیٰ ان تمام کو وقف نو کے اعلیٰ تقاضوں پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین اللہم آمین۔

وقف سے پیار

والد محترم خود تو واقف زندگی تھے ہی اور وقف بعد از ریٹائر منٹ بھی کر رکھا تھا۔اور بحیثیت واقف زندگی ایک کامیاب زندگی گزار کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ ہر واقف زندگی سے حد درجہ پیار کرتے تھے۔ایک واقف زندگی سے پیار و محبت کے تعلق کا امی جان مرحومہ کے دل کی کیفیت کا اندازہ بہت مشکل ہے۔اپنا سب کچھ قربان کر دینے کو تیار ہو جاتیں۔والد محترم اور خصوصی طور پر والدہ محترمہ واقف زندگی ہونے کی وجہ سے خاکسار کا اور خاکسار کے بچوں کا خیال رکھتیں۔

والدین کی نیک تمناؤں اور دعاؤں کے زیر اثر اولاد یکے بعد دیگرے از خود زندگی وقف کرتی گئی۔

۱۔ سب سے پہلے تو خاکسار نے 1970ء میں میٹرک کے بعد زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔

۲۔ عزیزم مکرم مجید احمد بشیر صاحب سلمہ اللہ نے نصرت جہاں سکیم کے تحت 1979ء میں زندگی وقف کی اور غانا مغربی افریقہ میں 9 سال تک جماعت کی خدمت کرنے

کی توفیق پائی ۔عزیزم دو دفعہ غانا گئے ۔اور 1988ء کو مستقل واپس آئے ۔اس دوران بطور پرنسپل اسارچر اسکول ۔وائس پرنسپل سلاگا اسکول اور ایکٹنگ پرنسپل وا۔ پورسٹن ۔فو ینا اسکولز کام کرنے کی توفیق ملی ۔عزیزم مجید احمد کے غانا میں قیام کے دوران ایک اہم خدمت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی مغربی مصنفین کے دین محمدؐ پر اعتراضات کی نشان دہی اور ان کا موثر جواب دینے کی غرض سے علمی تحریک پر لبیک کہنا ہے۔ محترم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر جماعت احمدیہ غانا نے اس ضمن میں ایک کمیٹی تشکیل دی ۔جس میں عزیزم مجید احمد بشیر کا نام بھی شامل ہے۔روزنامہ الفضل ۱۱۔اکتوبر 1983ء کی اشاعت میں ''غانا میں علمی تحقیق کے لئے خدمات پیش کرنے والے احباب'' کے عنوان سے ایک فہرست شائع ہوئی ہے۔جس میں عزیزم موصوف کا نام آٹھویں نمبر پر درج ہے۔

۳۔ عزیزم مکرم ڈاکٹر مبارک احمد شریف صاحب سلمہ اللہ کو تنزانیہ میں 1988ء تا 1993ء خدمت دین اور خدمت انسانیت کرنے کا موقعہ ملا ۔ مورو گورو تنزانیہ میں خوبصورت احمدیہ میڈیکل سنٹر اور Kihonda میں ہسپتال انہی کی کاوشوں کا مرہون منت ہے۔

۴۔ عزیزم مکرم مظفر احمد مبشر صاحب سلمہ اللہ نے بھی نصرت جہاں سکیم کے تحت زندگی تو بہت قبل وقف کر دی تھی مگر انہیں اس مبارک سکیم کے تحت 1995ء تا 1998ء تک گیمبیا میں خدمت کی توفیق ملی۔

عزیزم مظفر احمد وقف کرتے وقت لاہور میں رہائش پذیر ہو چکے تھے ۔انہوں نے محترم اباجان سے مشورہ مانگا۔تو اباجان نے واضح الفاظ میں یوں نصیحت فرمائی کہ

''دیکھو! تم لاہور میں Well settled ہو۔اگر تم نے وقف کرنا ہے تو پھر یہ اپنے خدا سے تمہارا وعدہ ہے جسے ہر حال میں پورا کرنا ہے خواہ عارضی طور پر مالی نقصان ہی کیوں نہ ہو۔''

عزیزم مظفر احمد صاحب سلمہ اللہ کو بھی اللہ تعالیٰ جزاء دے۔جس نے محترم اباجان کی نصیحت کو حرز جان بنایا اور اس پر پورا اُترا۔

۵۔ عزیزم مکرم نعیم احمد صدیق صاحب سلمہ اللہ نے بھی نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کر رکھا ہے گو ابھی تک بیرون ملک خدمت کی توفیق نہیں ملی۔

واقفین زندگی سے بہت پیار اور محبت سے ہر دو مبارک وجود پیش آتے تھے۔ محترمہ امی جان باقاعدہ ان گھروں میں جایا کرتی تھیں۔ جن کے بچوں نے زندگیاں وقف کیں اور یوں رشتہ تو دو بڑھتا گیا۔

محترم ابا جان مرحوم اپنے اور اہل خانہ پر نازل ہونے والے افضال الہٰی کے ذکر کے ساتھ اکثر گھر میں اس بات کا ذکر کرتے کہ حنیف واقف زندگی کی وجہ سے انعامات نازل ہو رہے ہیں۔ 80ء کی دہائی میں ابا جان کی بات میں سمجھ نہ پایا اور مکان واقع ربوہ کی توسیع شروع کروا دی۔ جبکہ ابا جان نے صرف تخمینہ کے لئے کہا تھا۔ مکان کی توسیع کا سن کر راولپنڈی سے ربوہ تشریف لائے اور مکان کی توسیع کا آغاز دیکھ کر کام رکوانہیں دیا بلکہ فرمایا

''ایک مربی نے مکان کی توسیع شروع کروائی ہے۔ اللہ تعالیٰ
برکت ڈال دے گا اور رقم کا انتظام بھی ضرور فرمائے گا۔''

ہمارا یہ مکان حضرت اماں جان کے مبارک کمرہ کے قریب واقع ہے۔ جہاں آجکل ''چوک یادگار'' ہے۔ اوائل ربوہ میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے اہل خانہ کے ہمراہ اس جگہ قیام فرمایا تھا اور ایک بیت الذکر بھی تعمیر فرمائی تھی۔ جس کا ایک کونہ ہمارے گھر کو چھوتا تھا۔ خاکسار کی شادی پر دعوت ولیمہ کے موقعہ پر ابا جان نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو شمولیت کی دعوت ایک خط محررہ 79-10-18 میں ان الفاظ میں دی۔

''سیدی! میری دلی خواہش ہے۔ کہ حضور ولیمہ کی دعوت میں شرکت فرما کر ہم سب کو شکریہ کو موقعہ دیں۔ یہ دعوت غریب خانہ پر 25/اکتوبر ڈیڑھ بجے بعد دوپہر ہو رہی ہے۔ میرا غریب خانہ وہی جگہ ہے۔ جہاں حضرت مصلح موعود کے ربوہ میں کچے مکانات تھے۔ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تا زندگی یہ خواہش رہی۔ کہ وہ کسی موقعہ نکلنے پر اس جگہ کو ضرور دیکھیں

گے۔مگر آپ کی مصروفیات اور صحت نے اجازت نہ دی۔اور ہماری خواہش حسرت بن کر رہ گئی۔کاش حضور کے ذریعہ آپ کی یہ خواہش پوری ہو جائے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تو ''دعا۔معذرت''تحریر فرما کر معذوری ظاہر فرمادی۔تاہم حضرت مرزا طاہر احمد صاحب میرے دعوت ولیمہ پر تشریف لائے اور تناول ماحضر کے بعد ابا جان کی دعوت پر گھر تشریف لے گئے۔نو بیاہی دلہن محترمہ فردوس کو پیار دیا اور اس تمام جگہ کا معائینہ فرمایا جہاں سیدنا حضرت مصلح موعود نے قیام فرمایا تھا۔

امام وقت، جماعت اور مرکز سے حد درجہ کا پیار

امام وقت، جماعت اور مرکز سے حد درجہ تک پیار تھا۔اور اپنے نفس اور آل وعیال کو جماعت کی ایک امانت سمجھتے تھے۔ملازمت کے دوران جگہ جگہ اکیلا رہنا پسند کرلیا مگر اپنی اولاد کو مرکز میں رکھا تا ان کی تعلیم وتربیت اچھی ہو سکے۔بیماری کے ایام میں جب لاہور میں مقیم تھے ربوہ جانے کی اکثر ضد کرتے۔ایک دو دفعہ تو ہمیں اتنا مجبور کیا کہ ہمیں آپ کی تکلیف کے باوجود آپ کو ربوہ لانے کا انتظام کرنا پڑا۔آخری بیماری کی شدت میں بھی ایک دن مرکز کی محبت نے جوش مارا اور بار بار مجھے یہی کہتے رہے کہ میں تو قادیان نہیں جا سکتا۔تم جاؤ اور بیت الدعاء میں میرے لئے دعا کر کے آؤ۔میں ٹال مٹول کرتا رہا اور سمجھتا رہا کہ اب آپ بھول گئے ہوں گے مگر مرکز کی محبت کہاں انسان کو ایسے امور بھولنے دیتی ہے۔بالآخر مجھے سرزنش کر کے گھر سے نکال دیا۔

امام وقت سے دوری بھی ناقابل برداشت تھی۔ان سے ملاقات کی غرض سے ایک دفعہ لندن اور ایک دفعہ قادیان کا سفر اختیار کیا۔اور 1989ء کے جلسہ سالانہ جشن تشکرؒ یو۔کے اور 1991ء میں صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت فرمائی۔امام وقت سے عقیدت اور احترام کا تعلق تھا۔جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک جلسہ سالانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے خطاب کے دوران خاکسار اپنے کسی دوست سے باتیں کر رہا تھا۔ابا جان

جلسہ سالانہ جشن تشکر 1989ء کے موقعہ پر ابا جان مرحوم کی اپنے آقا کے ساتھ ایک یادگار تصویر

عزیزم مجید احمد پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول اسارچر، اپنے آقا کی سکول آمد پر

سٹاف کا تعارف کرواتے ہوئے

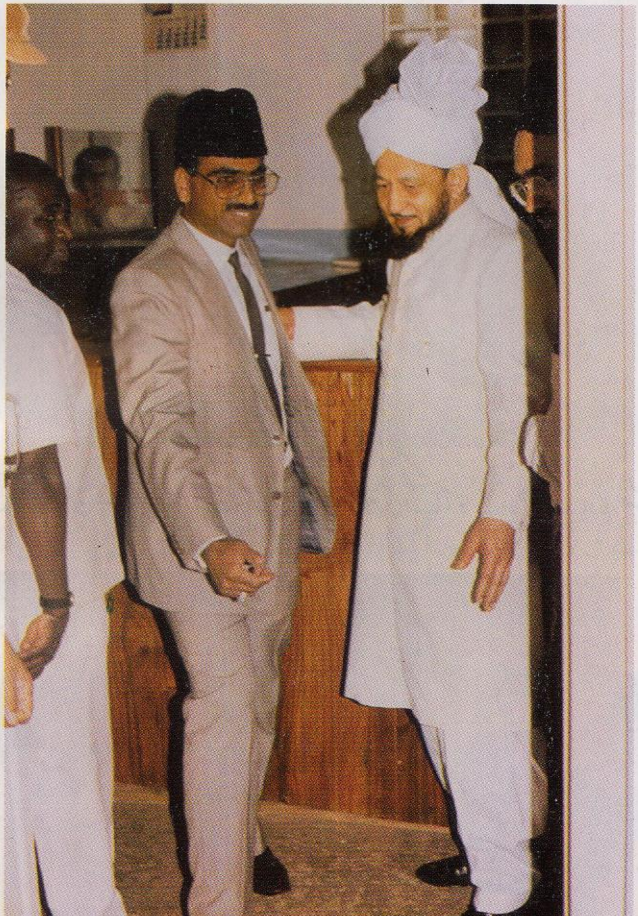

احمدیہ میڈیکل سنٹر موروگورو تنزانیہ کا حضور انور نے افتتاح فرمایا۔ عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد حضور انور کو اپنے دفتر کی طرف جانے کی دعوت دے رہے ہیں

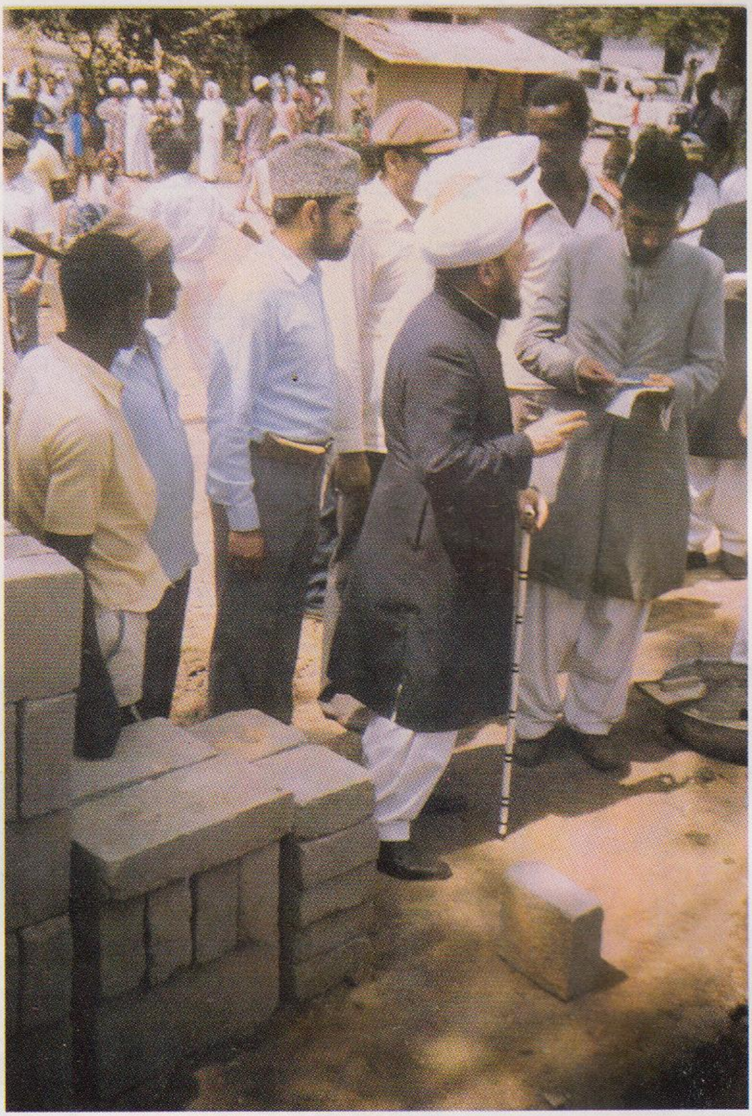

بو۔ سیرالیون میں احمدیہ مشن کے نئے کمپلیکس کی بنیاد رکھنے سے قبل خاکسار
حنیف احمد محمود مربی انچارج Southern Province سے ہدایات لے رہا ہے۔

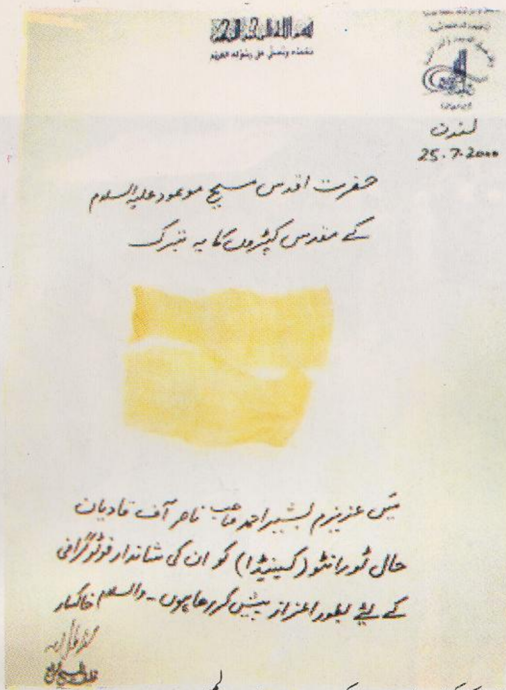

لندن
25.7.2000

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام
کے مقدس کپڑوں کا یہ تبرک

میں عزیزم بشیر احمد صاحب ناصر آف قادیان
حال ٹورانٹو (کینیڈا) کو ان کی شاندار فونوگرافی
کے لیے بطور اعزاز پیش کر رہا ہوں۔ والسلام خاکسار

حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں کا مقدس ٹکڑا جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ازراہ شفقت میرے بہنوئی
مکرم بشیر احمد صاحب ناصر آف کینیڈا کو عنایت فرمایا

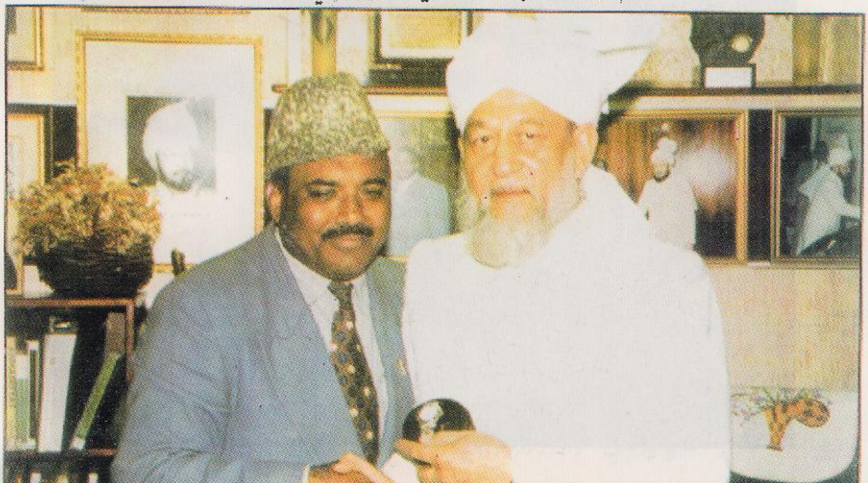

تصویر میں حضور انور "مرزا طاہر احمد" کے نقش والی گھڑی عنایت فرما رہے ہیں۔

نے دیکھ لیا اس بات پر اتنی سرزنش فرمائی کہ آج بھی قریباً 23-24 سال گزرنے کے باوجود ابا جان کے الفاظ کانوں میں گونج رہے ہیں۔ کہ ''خلیفۃ المسیح خطاب فرما رہے ہیں اور آپ باتیں کر رہے ہوں یہ گستاخی نا قابل برداشت ہے۔''

پراسٹیٹ کا جب آپریشن لاہور میں کروایا تو خون کی ضرورت پڑی ہم سب بھائیوں میں سے کسی کا گروپ نہ ملا۔ میں ان دنوں بطور مربی ضلع لاہور کے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔ میں نے یہاں خدام سے انتظام کروایا۔ مگر چھوٹے بھائی عزیزم مجید احمد بشیر، والد صاحب سے طبعی پیار کے پیش نظر فاطمید سے اپنے بلڈ کے عوض ابا جان کے گروپ کا خون لے آئے۔ محترم ابا جان نے بھائی کے جذبات کوملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہ خون لگوا تو لیا مگر جب دوسری بوتل کی ضرورت پڑی تو صاف کہہ دیا کہ ''مجھے کسی احمدی کا خون لگوانا۔ پہلے کسی غیر احمدی کے خون کی میرے خون میں آمیزش ہو چکی ہے۔''

حضرت مسیح موعودؑ کی تمام کتب کا مطالعہ کر رکھا تھا۔ جونئی کتاب آتی فوراً خرید تے اور مطالعہ کرتے۔ اخبار الفضل سے بہت عشق تھا۔ اور اس کا باقاعدگی سے مطالعہ کیا کرتے تھے۔ آخری دنوں میں جب پڑھنے سے قاصر تھے تو الفضل منگوا کر پڑھوایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو؟'' میں نے عرض کی کہ اخبار پڑھ رہا ہوں فوراً کہا لے آؤ۔ میں جب روزنامہ ''جنگ'' لے آیا تو ناراضگی کا اظہار فرمایا اور الفضل کے بارہ میں پوچھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ''الفضل'' ان کی روح کی غذا تھا۔

ہر دو کو خاندان حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے افراد سے حد درجہ پیار بلکہ عقیدت کی حد تک پیار تھا۔ والدہ محترمہ اپنی اولاد کو افراد خاندان سے پیار و محبت سے مل کر دعا کی درخواست کرنے کو کہتی رہتیں اور خود افراد خاندان کے گھروں میں جا کر دعا کی درخواست کرتیں۔ محترم ابا جان بھی افراد خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے تعلق بڑھانے کی تلقین کرتے رہتے۔ حضور ایدہ اللہ کو خط لکھنے کی تحریک اکثر ہوتی رہتی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں اپنے ایک بھائی کے ساتھ ابا جان

کو ملنے راولپنڈی آیا ہوا تھا جہاں ابا جان محترم ملازم تھے۔ابا جان ہمیں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے ملاقات کروانے اور فیض دلوانے کی خاطر مَری نتھیا گلی لائے تھے۔

عزیزم مجید احمد بشیر نے ایک خواب ابا جان محترم کی لکھ کر بھجوائی ہے جو ابا جان مرحوم نے آخری دنوں میں عزیز موصوف کو بیٹھا کر لکھوائی تھی۔اس خواب سے بھی ابا جان مرحوم کا خلافت سے لگاؤ اور پیار وعقیدت ظاہر ہوتی ہے۔وہ لکھتے ہیں

''ہم سب بہن بھائی، بہت سے احباب جماعت کے ساتھ ایک بلند جگہ پر کھڑے ہیں۔کوئی فنکشن کا سا سماں ہے نیچے نہر بہہ رہی ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تشریف لانے کا اعلان ہوتا ہے اور مکرم محمود احمد صاحب بنگالی سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ لوگوں کو دورویہ قطار میں کھڑا کرتے ہیں۔محترم بھائی جان (حنیف محمود) بھی محترم بنگالی صاحب کی اس سلسلہ میں مدد کررہے ہیں۔وہ چیدہ چیدہ لوگوں کو خاص جگہ پر کھڑا کرنے کے لئے بلاتے ہیں جن میں ابا جان بھی شامل ہیں۔میں بھی دوڑ کر آگے ہوتا ہوں تو حضور مجھے اپنی چھڑی پکڑا دیتے ہیں اور میں پہرے داروں کے ساتھ تیسرا شخص ہو جاتا ہوں۔یہاں تک کہ حضور ایک کمرے میں داخل ہو جاتے ہیں اور ہم سب باہر پہرا پر کھڑے رہتے ہیں۔''

دین کو دنیا پر مقدم رکھنا

اوپر چندوں کی تفصیل سے یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ میرے امی ابا اپنی آمدنی سے سب سے پہلے چندہ کی ادائیگی کو فوقیت دیتے تھے۔ویسے بھی دیگر شعبہ ہائے زندگی میں دین کو دنیا پر مقدم رکھتے نظر آتے۔

1979ء میں میری شادی کے وقت چھوٹے بھائی عزیزی مجید احمد بشیر کے نصرت جہاں سکیم کے تحت غانا کے احکامات جاری ہو چکے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے عزیزی نے شادی میں شمولیت کی اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا''شادیاں تو ہوتی رہتی ہیں''محترم ابا جان نے عزیزم مجید احمد بشیر کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ''یہ امتحان کا وقت ہے فوراً دین کو دنیا پر مقدم

رکھتے ہوئے روانہ ہو جاؤ۔'' حالانکہ شادی کے موقعہ پر گھر میں ہاتھ بٹانے کے لئے عزیزم مجید احمد کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔

دوسرا واقعہ عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد شریف کے متعلق ہے۔ 1993ء کی بات ہے کہ عزیزم ڈاکٹر کی رخصت حضور انور نے محترم ابا جان کی عیادت کے لئے منظور فرما رکھی تھی۔ مگر بعد میں کسی جماعتی ضرورت کے پیش نظر عزیزم کو تنزانیہ میں زیادہ رکنا پڑا۔ جس کا ذکر محترم ابا جان نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے نام ایک فیکس محررہ 93-3-10 میں یوں کیا۔

''اس بنا پر عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد شریف انچارج احمدیہ میڈیکل کلینک تنزانیہ کی حضور انور نے خاکسار کی عیادت کے لئے رخصت منظور فرمائی۔ تا وہ خود آ کر میری بیماری کا جائزہ لے سکیں اور پریشانی دور کر سکیں۔ مگر اب معلوم ہوا ہے کہ ان کو جماعتی ضرورت کے پیش نظر مزید رکنا پڑ گیا ہے۔ پتہ نہیں اب کب آئیں۔ موت و حیات تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ وہ آ کر کیا کر لیں گے۔ اپنی پریشانی میں ہی اضافہ کریں گے۔

سیدی! سلسلہ کا کام بہر حال مقدم ہے۔ شاید اسی سے میرا انجام بخیر ہو۔''

ہمشیرہ محترمہ صادقہ کو بی۔ اے کے بعد مخلوط تعلیم کی وجہ سے ایم اے میں داخلہ کی محترم ابا جان کی طرف سے مخالفت کا سامنا تھا۔ محترمہ باجی جان نے مختلف انداز میں ابا جان کو منوانے کی کوشش کی۔ قریباً ایک سال کی منت سماجت کے بعد اجازت ملی اور لاہور میں جہاں ابا جان مرحوم ملازم تھے داخلہ دلوایا۔ مگر ساتھ ہی باجی جان کو ربوہ اس تاکیدی حکم کے ساتھ بھجوایا کہ ''حضرت صاحب سے مخلوط تعلیم کی اجازت لے کر لاہور آنا ورنہ نہ آنا۔ چاہے داخلہ ضائع جائے۔'' اور یوں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا پہلو جا بجا نظر آتا ہے۔

داعی الی اللہ کی حیثیت میں

بیرون ربوہ قیام کے دوران پیارے امی ابا ہر دو نے اپنے عمل سے خاموش دعوت الی اللہ کی۔ محترم ابا جان مرحوم ہر جگہ ہی اپنے دفتر میں احمدی کے نام سے جانے پہچانے جاتے

رہے۔کہا کرتے تھے کہ ''میرا یہ تجربہ ہے کہ اپنے احمدی ہونے کے اظہار سے مشکلات کا سامنا کم کرنا پڑتا ہے۔ بہ نسبت اپنے احمدی ہونے سے چھپانے کے۔اس طرح کوئی شخص سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو برا بھلا تو نہیں کہتا۔''

اس کے علاوہ ابا جان سرگرم، نڈر اور بے باک داعی الی اللہ تھے۔دعوت الی اللہ کے کسی موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔اس سلسلہ میں جماعت کی ترقیات کے لئے بہت دعائیں کرتے۔ایک شعر کا ورد اکثر کرتے دکھلائی دیتے۔

ہمارے دل کی خواہش ہے کہ سارا جگ مسلماں ہو
مگر یہ چھینتے پھرتے ہیں ہم سے بھی مسلمانی

مختلف جماعتی عہدوں پر خدمات

والد محترم نے دینی خدمات کا آغاز سائق مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ بیت نور دار العلوم قادیان سے کیا۔۔۔۔۔۔پھر کچھ توقف کے بعد پاکستان آکر درج ذیل عہدے مختلف اوقات میں آپ کے پاس رہے۔

☆ زعیم حلقہ مجلس خدام الاحمدیہ۔کوئٹہ
☆ قائد مجلس خدام الاحمدیہ کوئٹہ 1958-59ء
☆ آڈیٹر جماعت احمدیہ کوئٹہ
☆ ناظم تعلیم رتربیت اصلاح وارشاد مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی 1960ء
☆ زعیم مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ چکلالہ
☆ معتمد مجلس ضلع ومعتمد علاقائی مجالس خدام الاحمدیہ راولپنڈی ڈویژن 63ء
☆ مربی اطفال کراچی 1965-67ء
☆ سیکرٹری مجلس عاملہ کراچی اور آڈیٹر جماعت احمدیہ کراچی
☆ لاہور میں زیادہ تر خدمات حلقہ چھاؤنی میں بطور سیکرٹری وقف جدید،

سیکرٹری نصرت جہاں، زعیم انصار اللہ، وغیرہ عہدوں پر کیں۔ یہ 1973ء کی بات ہے۔

☆ اٹک میں خدمات بجالانے کے بعد 1974ء میں راولپنڈی منتظم مال انصار اللہ ضلع اور ربوہ آنے کے بعد وکالت مال ثانی میں خدمات کے علاوہ سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ دارالصدر جنوبی اور مجلس انصار اللہ مقامی کے آڈیٹر کے طور پر 1988ء میں خدمات سرانجام دیں۔ اور باوجود آنکھوں میں موتیا اُتر آنے کے خدمت میں کمی نہیں آنے دی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

زیادہ پڑھی لکھی نہ ہونے کی وجہ سے پیاری امی جان کے پاس کوئی خاص جماعتی عہدہ تو نہ رہا۔ تاہم خدمت خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہیں۔ ربوہ اجتماعات پر مہمانوں کو کھانا وغیرہ کھلانے اور دیگر خدمات بجالانے میں فخر محسوس کرتیں۔ سردیوں کے موسم میں لجنہ کی طرف سے جب رضائیاں غریبوں کو دینے کے لئے ان کی تیاری کا وقت آتا تو ان رضائیوں کو ٹانکنے کی خاطر دفتر چلی جاتیں۔۔۔۔ میں جب سیرالیون سے ساڑھے سات سال بعد واپس آیا تو تھوڑا عرصہ میرے پاس بیٹھ کر اور یہ کہتے ہوئے اجازت لے کر لجنہ بیرکس چلی گئیں کہ میں ''چک سکندر'' کے مصیبت زدگان کی خدمت کر آؤں۔ وہ ان دنوں لجنہ بیرکس میں قیام پذیر تھے۔

آج قریباً تمام اولاد کو ہی اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے والدین کی اقتداء میں خدمات کی توفیق دے رہا ہے۔ عزیزم مجید احمد بشیر بحیثیت زعیم انصار اللہ ڈیفنس سوسائٹی لاہور۔ عزیزم نعیم احمد صدیق بحیثیت ناظم اصلاح وارشاد مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور اور عزیزم فہیم احمد فاروق سیکرٹری مال حلقہ نشاط کالونی لاہور کے طور پر خدمت بجالا رہے ہیں۔ جبکہ عزیزم مبارک احمد شریف لاہور قیام کے دوران زعیم مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ بیدیاں روڈ اور عزیزم مظفر احمد مبشر سرگودھا قیام کے دوران قائد خدام الاحمدیہ سرگودھا شہر۔ ناظم اطفال سرگودھا شہر۔ ناظم امور طلبہ رہ چکے ہیں اور عزیزم نعیم احمد صدیق کو گلبرگ میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ گلبرگ

لاہور کی حیثیت سے خدمت کی توفیق مل چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور تادم وفات خلافت کے سایہ تلے خدمات کی توفیق دیتا چلا جائے۔

ایک والد اپنے بچوں کو کیسا پانا چاہتا تھا۔ (خطوط والد محترم)

ابا جان چونکہ ملازمت کے سلسلہ میں ہم سے دور رہتے تھے۔فون تو اس وقت ہوتے نہیں تھے یا یہ سہولت بہت کم تھی ۔رابطے کا زیادہ ذریعہ خط و کتابت ہی ہوا کرتی تھی۔محترم ابا جان ،امی جان کو خط میں مخاطب کرنے کی بجائے اپنے بچوں کو مخاطب کیا کرتے تھے۔تا براہ راست نصیحت ہو۔ابا جان خط و کتابت میں بہت باقاعدہ تھے۔ ہر اہم موڑ پر نصیحت کرنا نہیں بھولتے تھے۔

گھر میں بھائیوں میں بڑا ہونے کے ناطہ سے زیادہ تر خط و کتابت ربوہ قیام کے دوران میرے سے ہی رہی۔ میں وہ تمام نصائح پر مشتمل خطوط تو محفوظ نہیں رکھ سکا۔تاہم جو محفوظ رہے ان میں چند ایک کا ذکر کر رہا ہوں۔

(۱) خاکسار ابھی جوانی کی دہلیز کو چھو رہا تھا اور زندگی وقف کر کے جامعہ بھی نہیں گیا تھا کہ مجھے بارہا خطوط کے ذریعہ تہجد کو بطور مستقل عادت بنانے کی طرف ان الفاظ میں توجہ دلاتے رہے۔

’’کہ آپ اس وقت بھائیوں میں گھر میں سب سے بڑے ہیں میری عدم موجودگی میں ان کی دیکھ بھال ۔نگہداشت کی ذمہ داری ،والدہ محترمہ کے بعد آپ کے کندھوں پر عائد ہوتی ہے۔اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآء ہونے کیلئے راتوں کو اُٹھ کر تہجد میں رو رو کر اللہ کے حضور دعائیں کرنا بہت ضروری ہے۔اس لئے رات کو اُٹھ کر نفل خواہ دو ہی پڑھے جائیں ضرور پڑھا کرو اور خلیفۃ المسیح ،جماعت ،عزیز و اقارب ،بہن بھائیوں اور میرے لئے دعا کیا کرو۔‘‘

اتنی تعداد میں یہ نصیحت میرے ابا مرحوم نے مجھے کی کہ جماعت دہم میں ہی مجھے نماز تہجد کی عادت پڑ چکی تھی۔فجزاہ اللہ تعالیٰ فی الآخرۃ۔

(۲) 1974ء کی بات ہے جب باجی جان لاہور میں ایم ایس سی کر رہی تھیں۔ان دنوں

ابا جان شدید بیمار ہو گئے۔ گردوں کی شدید تکلیف تھی۔ ڈاکٹروں نے بھی بے بسی کا اظہار کر دیا تو ابا جان نے ایک ''وصیت'' میرے نام تحریر کی جس میں اپنی وفات کے بعد باجی صادقہ کی اعلیٰ تعلیم جاری رکھنے کا تاکیدی حکم موجود تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو سنا اور محترم ابا جان کو اس تکلیف دہ بیماری سے نجات دی اور اس وصیت کے بعد (جس کو ابا جان نے خود ہی پھاڑ دیا تھا) 19 سال تک زندہ رہے اور اس عرصہ میں باقی تمام بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔

(۳) میرے ایک خط میں تمام بھائیوں خصوصاً عزیزم مبارک احمد شریف کو میڈیکل کالج میں داخلہ کے وقت ذیل کے الفاظ میں نصیحت فرمائی۔

''ان کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جانا چاہیے اور یہ عہد کر لینا چاہیے کہ وہ نماز کبھی بھی نہیں چھوڑیں گے چاہے کوئی صورت بھی ہو اور ربوہ سے باہر نکل کر دوسرے طلبہ کیلئے ایک ایسا نمونہ قائم کریں گے۔ کہ دیکھنے والے رشک کریں۔ سب سے زیادہ اپنی زبان پر کنٹرول ہونا چاہیے اور ضروری نہیں ہے۔ کہ ہر بات کا جواب دیا جائے۔۔۔۔۔ ویسے بھی اس پیشہ کے لوگوں کو نرمی اور ملائمت سے بات کرنے میں مریض کا آدھا مرض ختم ہو جاتا ہے۔''

اسی خط میں آگے جا کر بچوں کے بارہ میں اپنے جذبات کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

''بہر حال آپ سے بہت بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ کاش میرے باقی بچے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے در پر جھکے رہیں۔ دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں اور وہ بھی دعاؤں کے ذریعہ میرے ساتھ تعاون کریں۔ یہی ایک اعلیٰ طریق ہے جو حضور علیہ السلام نے اس گمراہ دنیا میں ہمیں بتایا ہے''

(خط محررہ 22-04-79)

(۴) عزیزم برادرم مبارک احمد شریف کو بھی براہ راست مخاطب ہو کر بعض نصائح ایک خط میں فرمائیں۔ وہ خط من وعن یہاں دیا جاتا ہے۔

''آپ کو میڈیکل لائن میں جانا بہت بہت مبارک ہو۔ اور آپ خادم دین اور سلسلہ بنیں۔ اب جب کہ آپ ایک لمبا عرصہ ربوہ میں رہ کر باہر جارہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو آپ کی ذمہ داریوں پر کچھ عرض کروں۔ جو کہ اب آپ پر پہلے سے زیادہ عائد ہوتی ہیں امید ہے کہ آپ انکو حرز جان بنائیں گے۔ اور دین اور قوم کا نام روشن کرنے والے ہونگے۔ اللہ تعالیٰ ہر آن آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور ہمیشہ ہی جادہ مستقیم پر قائم رہیں اللھم آمین ثم آمین

۱۔ نماز میں کبھی ناغہ نہیں ہونا چاہئے۔ چاہے کیسے ہی حالات ہوں۔

۲۔ روزانہ تلاوت قرآن کریم معہ ترجمہ ضرور کریں۔ چاہے چند آیات ہی کیوں نہ ہوں۔

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا سلسلہ کی کوئی کتاب سرہانے رکھیں اور روزانہ ایک آدھ صفحہ ضرور پڑھیں۔

۴۔ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے ذاتی رابطہ پیدا کریں اور کم از کم تمام حالات لکھ کر ہر ہفتہ حضور سے دعا کیلئے لکھیں۔

۵۔ فضول گوئی اور زیادہ باتوں سے بچیں اور دوسروں سے ہر حالت میں محبت اور پیار سے پیش آئیں۔

۶۔ اپنے اساتذہ اور بزرگوں کا خاص احترام کریں اور ان کے خلاف کسی کا ساتھ نہ دیں۔

۷۔ جمعہ ضرور ادا کریں اور مقامی امیر اور مربی سے خاص طور پر مل کر ہر ہفتہ دعا کیلئے کہیں۔

۸۔ نظام جماعت کی ہر حالت میں پابندی کریں اور اگر کوئی عذر ہو۔ تو طریقے سے بتادیں۔

۹۔ حضور کی ہدایات کے مطابق روزانہ پڑھائی پر زیادہ سے زیادہ وقت دیں

جو کم از کم روزانہ 12 گھنٹے سے کم نہ ہو۔

۱۰۔ غلط قسم کے دوست نہ بنائیں۔اور پھر دوستوں سے صرف تعلیم تک تعلق ہو۔

۱۱۔ غلط قسم کی یونین کے چکر میں ہرگز نہ پڑیں۔اور نہ انکی کارروائیوں میں شامل ہوں۔

۱۲۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہیں اور ماشاء اللہ موصی بھی اللہ آپ کی ہر حرکت پر نظر رکھے گا۔اسلئے کوئی کسی قسم کا غلط کام نہ کرو جس سے سلسلہ بدنام ہو۔

۱۳۔ آپ کے کالج میں میرے خیال میں مخلوط تعلیم ہے۔اسلئے آپ کی دوستی اور تعلق صرف مردوں سے ہو اور ہر بُری عادت سے پرہیز کریں۔

۱۴۔ آپ کے والد کی آمد محدود ہے۔نہ معلوم وہ آپ کے اخراجات کو کیسے ادھر ادھر سے پکڑ دکڑ کر چلائے گا۔اسلئے پیسہ پیسہ کی قدر کریں اور صرف اور صرف ضروری اخراجات ہی کریں اور ہر قسم کی فضول خرچی سے بچیں خرچ کرنے سے قبل کئی بار غور کریں۔کہ آیا یہ خرچ ضروری ہے کہ نہیں۔ دوسروں کی طرف مت دیکھیں۔اور کسی قسم کی شرم محسوس نہ کریں۔

۱۵۔ جیسا کہ تم جانتے ہو کہ یہ انعام تمہیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضور ایدہ اللہ کی دعاؤں سے اور تمہاری امی اور بہن بھائیوں کی دعاؤں سے حاصل ہوا ہے۔اسلئے ہمیشہ اور ہر دم اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں۔اور ذکر الٰہی اور دعا پر زور دیں۔اور محنت کے بعد اسکے فضل کو حاصل کرنے کیلئے دعا کی عادت ڈالیں۔اور اپنی امی کے لئے بالخصوص اور اپنے بہن بھائیوں کو بالعموم دعاؤں میں جگہ دیں۔اگر مناسب خیال کریں تو ناچیز کو

بھی اگر ہو سکے تو یاد کرلیا کریں۔ شاید کہ عاقبت بخیر ہو۔ ہر دم خوش رہو۔ اور اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے زیر سایہ رہو۔ آمین''

(۵) ایک اور خط میں والد محترم مرحوم نے اسی بھائی کو یوں نصیحت فرمائی۔

''اور ہاں آپ اللہ تعالیٰ سے باقاعدہ دعا کی عادت پیدا کریں۔ کیونکہ جو لائن آپ نے اختیار کی ہے وہ خدمت خلق اور دعا سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ جو طبیب اپنے مریضوں کے لئے دعا نہیں کرتا ہے۔ وہ صحیح طبیب نہیں ہے۔ اسلئے آپ کو ابھی سے ہر ایک سے ہمدردی اور دعا پر زور دینا چاہیے۔ تاکہ آپ کی عادت میں یہ بات داخل ہو جائے۔ کہ آپ نے ہر ایک کیلئے دعا کرنی ہے۔ تا آپ کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ شفا کی طاقت پیدا فرمائے۔ آمین۔ اسکے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کو قدم قدم پر حاصل کرنے کے لئے دعا کی اشد ضرورت ہے۔''

(۶) ان نصائح کا سلسلہ بچوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ اپنی چھوٹی ہمشیرگان کو بھی نصائح آموز خطوط تحریر فرمایا کرتے تھے۔

اپنی ایک ہمشیرہ کو اسکی شادی پر ایک خط تحریر فرمایا جو اس غرض اور نیت سے یہاں نقل کیا جارہا ہے تا ہماری بچیاں شادی کے موقعہ پر اس کو مشعل راہ بنائیں۔

''عزیزہ! آج تم ہم سے جدا ہو کر ایک ایسی جگہ جارہی ہو۔ جسے عرف عام میں تمہارا مستقل گھر کہا جاتا ہے۔ ہمیں تمہاری جدائی کا افسوس ضرور ہے۔ کہ ہماری محبت کرنی والی اور ہم سے عزت و احترام سے پیش آنے والی ہمشیرہ ہم سے جدا ہو رہی ہے۔ مگر کیا کریں۔ شریعت اسلامیہ کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے مجبوراً ایسا کرنا ہی پڑتا ہے۔ اور دنیا میں کوئی شریف گھرانہ ایسا نہیں جسے کہ اس قسم کے واقعات سے دوچار نہ ہونا پڑا ہو۔ اسلئے ہم تمہیں رخصت کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ جل شانہ تمہاری اس جدائی کو ہمارے لئے اور تمہارے لئے ہر لحاظ سے مفید و بابرکت بنائے اور تم اپنی زندگی کامیابی و کامرانی سے بسر کر سکو۔ اور اس

طرح ہمارے لئے اور اپنے نئے رشتہ داروں کے لئے راحت اور خوشی کا موجب بنو۔
اللھم آمین ثم آمین یا رب العالمین۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہواور تمہارا حافظ و ناصر رہے۔

عزیزہ! دل تو نہیں چاہتا تھا۔ کہ تم جیسی ہونہار عاقل و بالغ اور معاملات کے نشیب وفراز سے واقف کو نصیحت کروں مگر مجھ پر میرے بڑے ہونے کی جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس سے عہدہ برآ ہوتے ہوئے چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اس موقعہ پر کچھ عرض کرنے پر مجبور ہوں اس امید واثق کے ساتھ کہ تم ان باتوں کو لائحہ عمل تصور کرتے ہوئے اور ان کو ذہن نشین کرتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہوگی۔ اور اپنے اور دوسروں کے لئے راحت و مسرت کا موجب ہوگی۔ اگر چہ یہ کوئی نئی باتیں نہ ہونگی۔ مگر اسلئے کہ انسان بسا اوقات بھول جایا کرتا ہے اور اسے بار بار یاد دہانی کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو کچھ ذہن میں ہے عرض کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

عزیزہ! تم بالکل اجنبی اور نئے ماحول میں جارہی ہو۔ جس سے تم قطعی طور پر واقف نہیں ہو۔ مگر تمہیں بہر صورت اس کو اپنانا ہے۔ اور وہاں اپنے دل کو لگانے کی کوشش کرنا ہے۔ کیونکہ وہی وہ اصلی اور مستقل گھر ہے۔ جس میں کہ تم نے اپنی آئندہ زندگی کو بسر کرنا ہے۔ اور اس گھر کو نہیں چھوڑنا۔ حتی کہ تمہاری موت تمہیں مجبور کردے۔ اگر چہ ہم تمہیں وہاں نہ ملیں گے۔ مگر ہماری جگہ وہاں کئی اور نئے رشتہ دار ہونگے۔ مثلاً خسر، ساس، جیٹھ، دیور۔ نندیں، خاوند وغیرہ وغیرہ۔ تمہارا یہ فرض ہوگا۔ کہ ہر ایک کی اسکے درجہ اور رتبہ کے مطابق عزت وتوقیر کرو۔ اور چھوٹوں سے پیار و محبت سے کام لو۔ اور خسر وساس کو والدین کے برابر تصور کرتے ہوئے انکی پوری عزت کرو۔ اور انکی حتی الوسع خدمت کرتے ہوئے انکو آرام پہنچاؤ اور دعائیں لو۔ خاوند کی پورے طور پر عزت واطاعت کرو۔ اور اسکے بڑے اور چھوٹے بہن بھائیوں کو اپنے بھائی بہن تصور کرتے ہوئے بڑوں کی عزت اور چھوٹوں سے پیار کے اصول پر عمل کرو۔ تمہیں اگر کوئی

بات کہہ بھی لے۔تو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرو۔اور ہرگز ترکی بہ ترکی جواب دینے کی کوشش نہ کرو۔ اگر تمہیں کسی وجہ سے دلی تکلیف پہنچے۔تو اسے ہم تک یا دوسرے غیر لوگوں تک پہنچانے کی کوشش مت کرو۔ اور گھر کی سب باتوں کو صرف اور صرف اپنے تک ہی محدود رکھو۔ میرے نزدیک وہ عورت نہایت بُری ہے۔ جو کہ اپنے گھر کی خفیہ باتیں دوسروں تک پہنچاتی ہے۔اپنی زبان کو ہمیشہ اپنے کنٹرول میں رکھو۔ کیونکہ دنیا میں یہ تسلیم شدہ امر ہے۔ اور روزانہ کے مشاہدہ میں ہم خود اپنی آنکھوں سے اسکو صحیح پاتے ہیں۔ کہ یہی زبان جو کہ گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بتیس دانتوں کی چار دیواری میں گھرا ہوتا ہے۔انسان کو وہ عزت اور توقیر بخشتا ہے۔ کہ انسان تخت شاہی پر بیٹھا ہوا نظر آتا ہے۔اور ہر طرف اس کا حکم چلتا دکھائی دیتا ہے۔اور یہی زبان بسا اوقات انسان کو قعر مذلت کی وادیوں میں گھومنے پر مجبور کر دیتی ہے۔اگر غور سے دیکھا جائے۔تو یہ انسان کے اپنے بس کی بات ہوتی ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ایک شخص ہر ایک سے خندہ پیشانی اور نرم کلامی سے کام لے۔مگر دوسرے اس سے ویسا سلوک نہ کریں۔ہو سکتا ہے۔ کہ کبھی کبھار اس کے برعکس وقوع پذیر ہو مگر یہ وقتی چیزیں ہوتی ہیں بالآخر فتح اسی کی ہوگی اور کامیابی و کامرانی اسی کے قدم چومے گی۔ جو کہ اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھے گا۔اور اسے موقعہ اور محل کے مطابق استعمال کرے گا۔میری سب سے بڑی خواہش یہی ہوگی۔ کہ تم اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔اور حتی الوسع ہر ایک سے نرم کلامی سے پیش آؤ۔اور ترش روئی اور درشت کلامی سے پرہیز کرو۔ کیونکہ یہی جھگڑے اور فساد کی جڑ ہوا کرتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس زریں اصول کو تم کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑو گی۔

عزیزہ! میں نے عموماً جماعت احمدیہ میں یہ چرچا سنا ہوا ہے۔ کہ قادیان یا ربوہ کی رہنے والی لڑکیاں اچھی نہیں ہوتیں۔ نا معلوم اسکی کیا وجہ ہے۔اور کس اساس پر یہ الزام تراشا گیا ہے۔ جہاں تک تمہارا تعلق ہے۔ میں اسکو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ یہ اسلئے نہیں کہ تم میری بہن ہو۔ بلکہ اس لئے کہ مجھے تم سے پوری پوری توقع ہے کہ تم جہاں بھی جاؤ گی۔اپنے

کرداراور گفتار سے یہ ثابت کروگی ۔ کہ یہ الزام محض بے بنیاداور بے سروپا ہے۔ تمہیں نہایت ہی احتیاط سے اپنی زندگی کی دوڑ میں دوسروں کا ساتھ دینا ہوگا۔اور پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہوگا۔ کیونکہ تمہارے نمونہ سے صرف تمہارا کردار ہی ظاہر نہ ہوگا۔ بلکہ جماعت احمدیہ کے اس درخشندہ پروگرام کی شہرت ہوگی ۔جس میں تم نے بھی تھوڑا بہت حصہ لیا ہے۔میری مراداس سے قادیان اور ربوہ شریف کی تعلیم وتربیت ہے۔جس سے کہ ہرایک احمدی لڑکی کو آراستہ کیا جاتا ہے ۔لیکن اگر تم نے ذرا بھی لغزش کھائی ۔اوراپنے اخلاق وکرداراور گفتار سے کوئی بُری حرکت کی ۔تو نتیجہ ظاہر ہے۔اسلئے تمہیں کیا بلحاظ دین اور کیا بلحاظ دنیا کے ایک نمونہ کی زندگی بسر کرنا ہوگی ۔تا کہ تمہاری طرف دیکھ کر دوسروں کو بھی ربوہ آنے کا شوق پیدا ہواور وہ بھی اس تعلیم و تربیت سے بہرہ اندوز ہوں ۔جس سے کہ تم نے بھی حصہ پایا ہے۔اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے کہ تم میری اس نصیحت پر پورے طور پر عمل پیرا ہو۔تا کہ تم اپنی سہیلیوں کے لئے رشک کا موجب بنو۔آمین

عزیزہ! حدیث شریف میں یہ آتا ہے۔کہ انسان اگر دنیا میں دینی امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے سے زیادہ نیک کا نمونہ پکڑے اور دنیوی امور میں اپنے سے چھوٹے پر نگاہ ڈالے۔ تو انسان کو خدا تعالیٰ سے امداد چاہنے اوراسکا شکریہ ادا کرنے کا زیادہ موقعہ ملتا ہے۔اور خدا تعالیٰ زیادہ یاد آتا ہے۔(مفہوم) حقیقت بھی یہی ہے ۔کہ انسان جب ایک دوسرے شخص کو نیکیوں میں ترقی کرتا ہوا پائے گا۔تو اسے بھی تڑپ ہوگی ۔اور یہ اس سے بڑھنے کی کوشش کرے گا۔لیکن جب اسکی نظر دنیوی لحاظ سے ایک مفلس اور نادار پر پڑیگی ۔جو کہ برلب سڑک بھیک مانگ رہا ہے۔تو وہ خدا تعالیٰ کے انعامات کو یاد کرتے ہوئے اسکا شکریہ بجالائے گا۔اسلئے تم بھی ہمیشہ اس زریں اصول پر عمل کرو۔نیکیوں میں دوسروں سے سبقت لے جانے کی روح پیدا کرو۔اور خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر قناعت کرتے رہو۔اسکا شکریہ ادا کرواور یہ مت کہو کہ فلاں محلات میں رہتا ہے۔وہ یہ کھاتا ہے وہ یہ پہنتا ہے۔ہمیں کیوں نہیں ملتا۔کیونکہ اس طرح

خدا تعالیٰ کی ناشکری ہوتی ہے ۔اور وہ ناراض ہوتا ہے ۔ ہمیشہ اس پنجابی شعر کو اپنا مطمع نظر بنانے کی کوشش کرو۔

؎ دیکھ پرائی چوپڑی نہ ترساویں جی ۔رکھی مسی کھا کے ٹھنڈا پانی پی ۔

تنگی وترشی اور فراخ حالی وخوشحالی ہرجائی ہیں ۔ یکے بعد دیگرے جگہ بدلتی رہتی ہے ۔ کسی صورت میں بھی گھبرانا نہیں چاہیے ۔اور صبر شکر سے کام لیتے ہوئے اپنا وقت گزارنا چاہیے

؎ مستقل رہنا ہے لازم اے بشر تجھ کو سدا ۔رنج وغم یاس والم فکر وبلا کے سامنے ۔

عزیزہ !زیادہ کیا لکھوں ۔طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں ۔کہ مراۃ العروس جیسی کتب میں تم نے گھر کو بنانے اور بگاڑنے والی کہانیاں پڑھی ہونگی ۔اور اسکے علاوہ اپنی آنکھوں سے اچھی اور بُری عورتوں کی زندگی پر نگاہ دوڑائی ہوگی ۔تمہیں علم ہو گیا ہوگا ۔کہ کس طرح معمولی سے معمولی عورت گھر کی مالکہ بن جایا کرتی ہے ۔اور کس طرح بڑے ناز ونعمت والی عورت خود بھی قعر مذلت میں گر جایا کرتی ہے اور دوسروں کو بھی گرادیا کرتی ہے ۔اور یہ سب کچھ اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے ۔اگر احتیاط سے کام لیا جائے ۔تو اچھا ۔اور اگر بداحتیاطی کو شیوا بنایا جائے ۔تو بُرا ۔ مجھے امید ہے کہ تم نے ان قصے کہانیوں کو محض قصے کہانیاں سمجھ کر نہیں پڑھا ہوگا ۔اور نہ اس میں آنے والے واقعات کو حادثات واتفاقات قرار دیا ہوگا ۔ بلکہ ان کو اپنے ذہن میں پورے طور پر اخذ کر لیا ہوگا ۔اور ان میں سے اچھی باتوں سے سبق حاصل کر لیا ہوگا ۔اور بُری باتوں سے بچنے کا عزم کر لیا ہوگا ۔امید ہے ،کہ انہی چند اشاروں کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایک وہی عورت بننے کی کوشش کروگی ۔جس پر دوسری عورتیں فخر کر سکیں ۔اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی توفیق دے آمین ۔

آخر میں مَیں تمہیں پھر وہی دعا دیتا ہوں کہ اللہ تمہیں بہترین زندگی بسر کرنے کی توفیق دے ۔ جو کہ ہم سب کیلئے راحت اور خوشی کا موجب ہو ۔اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ و ناصر ہو ۔اور تمہیں ہر درد سے محفوظ رکھے ۔آمین

دعائیہ نظم

دعا کرتا ہوں میں بھی ہاتھ اٹھا کر حق تعالیٰ سے
کہ اپنی خاص رحمت سے وہ اس شادی میں برکت دے
خدایا اس بنی پر اور بنے پر فضل کر اپنا
اور ان کے دل میں پیدا کر دے جوش دیں کی خدمت کا
کلام پاک کی الفت کا انکے دل میں گھر کر دے
نبیؐ سے ہو محبت اور تعشق انکو ہو تجھ سے
ہر اک دشمن کے شر سے تو بچانا اے خدا انکو
ہمیشہ کے لئے رحمت کا تیری ان پہ سایہ ہو
ہمیشہ کے لئے ان پر ہوں یارب برکتیں تیری
دعا کرتا ہوں یہ تجھ سے خدایا سُن دعا میری
انہیں صبح و مسا، دیں اور دنیا میں ترقی دے
نہ انکو کوئی چھوٹا سا بھی آزار اور دکھ پہنچے
عطا کر انکو اپنے فضل سے صحت بھی اے مولیٰ
ہمیشہ ان پر برسا ابر اپنے فضل اور رحمت کا
بہت بھایا ہے اے محمود یہ مصرعہ میرے دل کو
مبارک ہو یہ شادی خانہ آبادی مبارک ہو
(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

(آمین یارب العالمین)

فقط والسلام خاکسار

آپ کا بھائی نذیر احمد سیالکوٹی

اولاد کی تعلیم وتربیت پر عمیقانہ نظر

ہمارے والدین نے بہت گہری نظر سے اپنی اولاد کی دینی تربیت کی اور دینی و دنیاوی علوم سے آراستہ کیا۔ بچوں کا زیادہ وقت تو والدہ محترمہ کے پاس گزرا۔ ہم نے اپنی والدہ کو بہت باریک بینی سے تربیت کی نظر رکھتے ہوئے پایا۔ اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ آپ تمام بہن بھائی میرے پاس، اللہ تعالیٰ اور اس کے بعد میرے مجازی خدا کی امانت ہیں۔ ان کی حفاظت اور نگہداشت میرا اولین فرض ہے۔ ہم میں سے کوئی باہر جاتا تو ڈھیروں دعاؤں سے رخصت کرتیں۔ جو ہم سب کے لئے زرہ کا کام کرتیں۔ اگر ہمیں باہر کسی وجہ سے تاخیر ہو جاتی تو فکر لاحق ہوتی۔ لڑائی جھگڑا بالکل پسند نہ تھا۔ اگر جھگڑا ہو جاتا تو درگذر کرنے کی تلقین فرماتیں۔ بلکہ اگر ہم میں سے کوئی بھائی جھگڑا کر آتا تو اپنے ہی بچے کو ڈانٹتی اور سمجھاتی تھیں کہ لازماً تمہارا قصور ہوگا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اگر ہمیں اپنی شرارت پر منتظم یا زعیم سے سزا ملتی تو ''رونے'' کی صورت میں ہم واپسی پر باہر نلکے سے منہ وغیرہ دھو کر آتے۔ تا مزید پٹائی سے بچ سکیں۔ ابا جان مرحوم ہم بچوں سے اور اپنی آخری عمر میں پوتوں پوتیوں سے قرآن پاک سنتے، تلفظ درست فرماتے، سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی نظمیں سنانے کو کہتے تا بچوں میں علمی شوق پیدا ہو۔

اس سلسلہ میں میری ایک بھتیجی عزیزہ ''نزہت صبا بشیر'' نے میرے نام ایک خط میں اپنے بڑے ابو اور بڑی امیّ کے بارہ میں اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا ہے۔

''آپ آجکل پیارے بڑے ابو اور بڑی امی کے بارے میں لکھ رہے ہیں۔ انہیں تو ہم کبھی بھی بھول نہیں سکتے۔

میں ساڑھے چار سال کی تھی جب غانا سے آئی اس وقت اپنے بڑے ابو اور بڑی امی کو پہلی دفعہ ملی۔ ان سے اتنا پیار ملا اتنا پیار ملا کہ بتا نہیں سکتی۔ میں یسرنا القرآن کے آخری حصہ پر تھی جب آئی تھی۔ قرآن مجید میں نے بڑے ابو اور بڑی امی سے پڑھا۔ وہ ہم سب سے

شرارتیں بھی کرتے اور تربیت بھی کرتے۔ اچھی اچھی باتیں بھی بتاتے اور بہت سی دعائیں بھی دیتے۔ مجھے یاد ہے کہ بڑے ابو جب بہت زیادہ بیمار تھے تو اکثر جب اکیلے ہوتے تو مجھے بلا کر مجھ سے ایک نظم سنا کرتے تھے جو کہ بی بی امتہ القدوس صاحبہ کی ہے۔ اوران دنوں الفضل میں آئی تھی۔

ہماری امیدوں کا مرکز ہے تو ہی ہمیں اپنی رحمت کے جلوے دکھادے
تو چارہ گروں کو عطا کر بصیرت انہیں مالکا دست معجز نمادے
شفادے شفا دے شفاؤں کے مالک
میرے سارے پیاروں کو کامل شفادے

بڑی امی تو ہماری دوست تھیں۔ ہمیں ہر موقعہ پر کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور دیتیں۔ اکثر چیزیں انہوں نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہوتی تھیں۔ کبھی فراک بنا کر دیتیں تو سب Cousins کے لئے بناتیں۔ سویٹر بناتی تو سب کے لئے اپنے ہاتھ سے سویٹر بنا کر دیتیں۔ یادیں تو ان کی بہت ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے ہم سے یہ دو نعمتیں بہت جلد واپس لے لیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔ پیاری بڑی امی کی یاد میں ایک نظم بھیج رہی ہوں یہ نظم میں نے ایک میگزین میں پڑھی تھی۔ مجھے یوں لگا جیسے میری ہی بڑی امی کے بارے میں لکھا ہوا ہے۔

آنسوؤں کی لڑی کو روکے کوئی روک نہیں سکتا
ان کی جدائی کو بھولے کوئی بھول نہیں سکتا

جس کے ساتھ بچپن کا اک اک پل گزرا ہو
راتیں گزری ہوں، شامیں گزری ہوں اور

سجی ہوئی ہنستی ہنساتی محفلیں گزری ہوں
ان کی جدائی کو بھولے کوئی بھول نہیں سکتا

وہ جس کا سایہ ہردم سر پر ساتھ رہتا ہو
وہ جس کا پیار ہر وقت ساتھ رہتا ہو
وہ جس کی نصیحت آمیز باتیں ساتھ رہتی ہوں
وہ جو ہر وقت سب کے لئے دعائیں کرتی تھیں
ان کی جدائی کو بھولے کوئی بھول نہیں سکتا
آنسوؤں کی لڑی کو روکے کوئی روک نہیں سکتا

کبھی سوچا نہ تھا کہ وہ یوں روٹھ جائیں گی
ہمیں تنہا چھوڑ کر یوں چلی جائیں گی
کبھی سوچا بھی نہ تھا، سوچا بھی نہ تھا، سوچا بھی نہ تھا.........

اباجان بھی بہت باریک بینی سے اولاد کی تربیت پر نگاہ رکھتے تھے۔جس کا ذکر اس سیرت وسوانح میں مختلف جگہوں پر ہے۔ مجھے کوئٹہ کا ایک واقعہ یاد آرہا ہے جب میں ابھی بہت چھوٹا تھا۔اور صحیح طور پر بول بھی نہیں سکتا تھا۔ہم دو بھائیوں کو اباجان بازار اپنے ساتھ لے گئے۔ فروٹ خریدنے کے دوران خاکسار نے ایک ''خوبانی'' اُٹھا کر منہ میں ڈال لی۔اس پر اباجان اس قدر خفا ہوئے کہ گھر پہنچنے پر مجھے اندر داخلے کی اجازت نہ ملی۔اور بطور سزا باہر کھڑا کر دیا گیا جبکہ اندھیرا چھا چکا تھا۔چند منٹوں کی تنبیہ اور سرزنش کے بعد مجھے گھر میں اس نصیحت کے ساتھ داخلے کی اجازت ملی کہ ''باہر سے کوئی چیز اُٹھا کر نہیں کھاتے۔مکھیوں اور گرد کی وجہ سے گندی ہوتی ہیں۔''۔۔۔۔بچپن کی یہ نصیحت اس قدر کارگر ثابت ہوئی کہ آج بھی باہر کھڑے ہو کر کوئی چیز کھانے یا پینے میں حجاب محسوس ہوتا ہے۔

محترم اباجان مرحوم کی عادت تھی کہ وہ فروٹ اکٹھا گھر میں لاتے اور سب کو ساتھ بٹھا کر کھانے کی دعوت دیتے۔اوائل میں یہ طریق کھانا کھاتے ''چنگیر'' پر بھی جاری رہا اور بعد میں

Dinning Table پر کھانا لگتا اور ہم سب اکٹھے بیٹھ کر کھاتے۔

امی جان بحیثیت ایک مثالی ساس

امی جان کی زندگی کا ایک اہم پہلو اپنی بہوؤں سے شفقت، پیار اور محبت سے پیش آنا ہے۔ ان کی غلطیوں کو نظر انداز کرنا آپ کی سیرت کا ایک اہم پہلو تھا۔ آپ بہوؤں کو اکثر مخاطب ہو کر کہتی کہ "میری اصل بیٹیاں تو آپ ہیں۔"

اس پہلو پر میری بھاوجہ عزیزہ عقیلہ بشیر زوجہ مکرم مجید احمد بشیر نے درج ذیل نوٹ مجھے لاہور سے بھجوایا ہے۔

"شادی کے فوراً بعد ہم غانا چلے گئے تھے۔ غانا قیام کے دوران میری والدہ کا انتقال ہو گیا اس وقت تعزیت کے خط میں امی جان کے الفاظ تھے کہ "بیٹا کوئی بات نہیں خدا کو یہی منظور تھا لیکن تم خوش قسمت ہو کہ تمہاری ایک ماں ابھی موجود ہے۔"

جب 1988ء میں واپس آئے تو تب بھی امی جان نے پیار سے دلاسہ دیا اور کہا کہ میرے ہوتے ہوئے تمہیں ماں کی کمی محسوس نہیں ہوگی۔ اور واقعی ان کی زندگی میں مجھے ماں کی کمی کا احساس تک نہیں ہوا۔

بہوؤں کے لئے واقعی وہ ساس نہیں، ماں تھیں۔ بہوؤں کو ہمیشہ انہوں نے بیٹیوں سے بڑھ کر پیار دیا میں نے ان کا رویہ ہمیشہ دوستانہ اور مادرانہ ہی محسوس کیا۔ وہ اکثر یہی کہا کرتی تھیں کہ بیٹیاں تو چلی گئیں اب جو میرے گھر میں آئی ہیں یہی میری بیٹیاں ہیں۔ اگر ہر عورت امی جان جیسی ساس ہو تو گھر جنت بن جائیں۔

امی جان کی طبیعت میں بہت نفاست تھی اور بہت صفائی پسند تھیں۔ فارغ تو بیٹھ ہی نہیں سکتی تھیں۔ ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی عادت تھی ہر وقت اپنے آپ کو مصروف رکھتیں۔

ایک دفعہ میں بیمار تھی۔ تہجد کے وقت امی جان نے جائے نماز میرے پاس ہی بچھائی ہوئی تھی مجھے یاد ہے کہ ایسی گڑگڑا کر دعائیں کر رہی تھیں جیسے ہنڈیا ابل رہی ہو۔ خلیفہ وقت

سے جدائی کا غم ،ان کی صحت کے لئے اور واپسی کے لئے دعائیں ،اسیران راہ مولا کے لئے دعائیں ۔سب بچوں، بہوؤں کے نام لے لے کر ان کے سب بچوں کے باری باری نام لے کر بیٹیوں اور دامادوں کے ،نواسے نواسیوں کے باری باری نام لے کر دعائیں مانگ رہی تھیں۔ ڈھیروں دعائیں !اے خدا جتنی دعائیں انہوں نے ساری زندگی اپنی اولاد در اولاد کے لئے مانگی ہیں وہ سب اسی طرح ان کے حق میں قبول ہوتی چلی جائیں اور اللہ تعالیٰ جنت میں ان کو اعلیٰ مقام عطا کرتا چلا جائے۔ آمین''

اولاد کے لئے والدین کی دعائیں

ہر دو وجود دعا گو تھے۔ تہجد اور نمازوں میں ہم اپنے کانوں سے اپنے لئے دعائیں ہوتی سنتے۔ والدہ محترمہ کا تو یہ طریق بن چکا تھا کہ وہ رات بستر پر جانے سے قبل اولاد کے حق میں قرآن و احادیث میں مروی دعائیں اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے حق میں دعائیہ اشعار پڑھ کر ہم سب پر پھونکتی تھیں۔ باتوں باتوں میں نصیحت کر جاتیں اور پھر سوتیں۔

محترم ابا جان مرحوم کی سالہا سال کی ڈائریوں سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولاد کے حق میں دعائیہ اشعار ''تضمین'' کے ساتھ ملے ہیں۔ جن میں سیدنا محمود، بشیر، شریف کی جگہ اپنے بچوں کے نام لکھے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابا جان مرحوم کے ورد میں رہتے تھے۔

ایک شعر تو اس ''تضمین'' کے ساتھ جگہ جگہ پڑھنے کو ملا ہے

؎ تیری قدرت کے آگے روک کیا ہے

وہ سب دے ان کو جو مسیحا کو دیا ہے۔

اولاد کے حق میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی درج ذیل نظم ڈائری میں جگہ بجگہ درج ملی ہے۔

سب کام تو نے بنائے لڑکے بھی تجھ سے پائے

سب کچھ تری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

تو نے ہی میرے جانی خوشیوں کے دن دکھائے

یہ روز کرمبارک سبحان من یرانی

کران کو نیک قسمت دے ان کو دین و دولت

کران کی خود حفاظت ہوان پہ تیری رحمت

دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت

یہ روز کرمبارک سبحان من یرانی

اے میرے بندہ پرور کران کو نیک اختر

رتبہ میں ہوں یہ برتر اور بخش تاج و افسر

تو ہے ہمارا رہبر تیرا نہیں ہے ہمسر

یہ روز کرمبارک سبحان من یرانی

شیطان سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو

جان پُرز نور رکھیو دل پُرسرور رکھیو

ان پر میں تیرے قربان رحمت ضرور رکھیو

یہ روز کرمبارک سبحان من یرانی

میری دعائیں ساری کریو قبول باری

میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری

ہم تیرے در پہ آئے لے کر امید بھاری

یہ روز کرمبارک سبحان من یرانی

O

ناموں کے تخلص بطور تفاؤل

بچوں کے ناموں کے بارہ میں ہم خودنوشت میں پڑھ آئے ہیں۔تمام بچوں کے نام بزرگان سلسلہ کے رکھے ہوئے ہیں۔تاہم ہر بچے کے نام کے ساتھ تخلص محترم اباجان کا خود رکھا ہوا تھا۔مثلاً

خاکسار کے نام حنیف احمد (جو حضرت خلیفہ الثانی نے رکھا تھا) کے ساتھ حضرت خلیفہ ثانی کے نام کی وجہ سے ''محمود'' تخلص رکھا۔

عزیزم مجید احمد کا تخلص حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے نام کی وجہ سے ''بشیر'' رکھا۔

عزیزم مبارک احمد کے نام کے ساتھ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے نام کی وجہ سے ''شریف'' تخلص رکھا۔

عزیزم مظفر احمد مبشر کے نام کے بارہ میں محترم اباجان مرحوم خودنوشت میں لکھ آئے ہیں کہ یہ نام والدہ محترمہ کا رکھا ہوا ہے۔جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ حضرت خلیفہ المسیح الثالثؒ نے دو نام رکھتے ہوئے لکھا تھا۔مظفر احمد رکھ لیں یا مبشر احمد۔والدہ محترمہ نے دونوں ناموں کو ملا کر مظفر احمد مبشر رکھا۔اور یوں اباجان نے لکھا کہ یہ نام والدہ محترمہ کا رکھا ہوا ہے۔

عزیزم نعیم احمد کے نام کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وجہ سے ''صدیق'' اور عزیزم فہیم احمد کے نام کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ کی وجہ سے ''فاروق'' تخلص رکھا گیا۔

تخلص بطور تفاؤل کے رکھنے کا سلسلہ آگے پوتوں میں بھی جاری رہا۔اپنے ایک پوتے کے نام کے ساتھ حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان مرحوم کے بلند نام کی وجہ سے ''ظفر'' رکھا۔

اپنی اولاد کو مخاطب ہو کر اکثر فرمایا کرتے تھے۔کہ میں نے آپ کے ناموں کے ساتھ تخلص بزرگوں کے ناموں کی وجہ سے بطور تفاؤل کے رکھے ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ آپ ان بزرگوں جیسے بن جائیں اور اپنے نام روشن کریں جیسے ان بزرگوں نے کئے۔

ایک دفعہ ایک بھائی نے Nick name سے دوسرے بھائی کو پکارا تو ناراضگی کا

اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اتنے اچھے اور پیارے نام اور پھر تخلص بطور تفاؤل کے۔ان جیسا بنو کیوں Nick name سے پکارتے ہو۔ہم میں سے کسی چھوٹے بھائی کو بڑے بھائی کا نام لے کر پکارنے کی اجازت نہ تھی۔ بھائی جان یا باجی کہہ کر پکارنے کی تعلیم دی گئی تھی۔اس تعلیم کا چھوٹے بھائیوں کی طبیعتوں پر اتنا اثر تھا کہ میرا ایک چھوٹا بھائی اپنی کم سنی میں نیت نماز میں ''حَنِیۡفًا وَّمَا اَنَا'' کی جگہ ''بھائی جان وما انا'' کہہ کر پڑھا کرتا تھا۔اور پوچھنے پر کہتا کہ چونکہ یہ میرے بڑے بھائی جان کا نام ہے اس لئے بڑے کا نام نہیں پکاروں گا۔

یہ صرف اور صرف والدین کی اس حسن تربیت کا اثر تھا جو وہ اپنی اولاد کی خاطر کوششیں کرتے تھے۔

والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک (خطوط حضورانور)

خدمت دین بجالانے والے بچوں کی طرف سے محترم والدین کی آنکھیں بفضلہٖ تعالیٰ ہمیشہ ٹھنڈی رہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے لئے آخرت میں بھی سکون وراحت کا موجب بنائے۔

حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے 1987-88ء میں براعظم افریقہ کا تاریخی دورہ فرمایا تو ہم تین بھائی خاکسار،عزیزم مجید احمد بشیر اور عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد شریف افریقہ میں بالترتیب سیرالیون،غانا اور تنزانیہ میں خدمات بجالا رہے تھے۔

(ا) حضرت صاحب نے دورہ سے واپسی پر والدہ مرحومہ کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا۔

''آپ کا خط ملا۔اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے نوازے۔غانا اور سیرالیون میں آپ کے بیٹوں سے ملاقات ہوئی تھی۔ماشاءاللہ خوب خدمت دین کی توفیق پا رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی سعادت کو بڑھائے اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔آپ کی طرف سے ہمیشہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو دعاؤں کی توفیق دے۔''

(متن خط حضورانور محررہ 17-3-88)

(۲) مکرم ڈاکٹر مبارک احمد شریف جو آجکل ربوہ میں ''مریم میڈیکل سنٹر'' [1] چلا رہے ہیں کے خط کے جواب میں حضور نے تحریر فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے بھائیوں کو محض اپنے فضل سے خدمت دین کی توفیق بخشی ہے اور یہ آپ سب کے لئے ایک اعزاز ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے خاص فضلوں کا وارث بنائے اور دنیا و آخرت کی حسنات سے نوازے۔ عزیزم حنیف احمد محمود صاحب اور عزیزم مجید احمد بشیر کی طرف سے بھی ماشاء اللہ خوشی کی خبریں ملتی رہتی ہیں۔ الحمد للہ

آپ کے والدین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی دعائیں آپ کو پہنچتی رہیں اور آپ سب کی طرف سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔'' (متن خط حضور انور محررہ 16-6-88)

(۳) تنزانیہ میں ہسپتال کی تعمیر کی سعادت بھی میرے بھائی ڈاکٹر مبارک احمد شریف کے حصے میں آئی۔ اس کا ذکر حضور انور نے ایک خط میں یوں فرمایا

''ہسپتال کی تعمیر کی رپورٹس پڑھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ تاریخی سعادت نصیب فرمائی ہے۔ اور آپ کی والدہ کی نیک آرزوؤں کو بارآور فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت کی حسنات سے نوازے اور آپ کی طرف سے ماں باپ کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رکھے۔''

(متن خط حضور انور محررہ 21-7-91)

---

[1] اس خوبصورت میڈیکل سنٹر کا نام عزیز موصوف نے والدہ مرحومہ کے نام پر رکھا ہے۔ جو ہسپتال کی شکل میں ہے اور اب بفضلہ تعالیٰ آپریشن کا آغاز بھی ہو چکا ہے۔ والدہ محترمہ کے نام پر غرباء اور نادار حضرات کا علاج مفت بھی ہو رہا ہے جو والدہ محترمہ کے لئے بطور صدقہ جاریہ کے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا
انا فتحنا لک فتحا مبینا
ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ
خلیفۃ المسیح الرابع
امام جماعت احمدیہ

لندن
17.3.88
1.4.2004

محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے نوازے
گھانا اور سیرالیون میں آپ کے بیٹوں سے ملاقات ہوئی تھی
ماشاءاللہ خوب خدمتِ دین کی توفیق پا رہے ہیں
اللہ تعالیٰ ان کی سعادت کو بڑھائے اور آپ کی آنکھوں کی
ٹھنڈک بنائے۔ آپ کی طرف سے ہمیشہ ان کی آنکھیں
ٹھنڈی رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دعاؤں کی توفیق دے۔

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

12/13 بیت الحبیب
دارالصدر جنوبی
ربوہ

واجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا
انا فتحنا لك فتحا مبينا
ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة

MIRZA TAHIR AHMAD
HEAD OF THE AHMADIYYA COMMUNITY
IN ISLAM

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیارے عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد شریف صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ جزاکم اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اخلاص ودعا میں برکت ڈالے اور خدمت سلسلہ کی بہت توفیق بخشے اور قبول فرمائے۔ کلینک کو جماعت کی نیک شہرت کا موجب بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے بھائیوں کو محض اپنے فضل سے خدمت دین کی توفیق بخشی ہے اور یہ آپ سب کے لئے ایک اعزاز ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے خاص فضلوں کا وارث بنائے اور دنیا و آخرت کی حسنات سے نوازے۔ عزیزم حنیف احمد محمود صاحب اور عزیزم مجید احمد بشیر کی طرف سے بھی ماشاء اللہ خوشی کی خبریں ملتی رہتی ہیں۔ الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ آپ کے والدین کو صحت وتندرستی سے نوازے اور ان کی دعائیں آپ کو پہنچتی رہیں اور آپ سب کی طرف سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

T4044 / 20-6-88

T-2186 / 16.6.88

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

2320
21/7/91

پیارے عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد شریف صاحب۔ تنزانیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ آپ سے مجھے کوئی ناراضگی نہیں۔ آپ کی طرف سے ہمیشہ خوشکن خبریں ملتی رہتی ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت میں مزید برکتیں ڈالے۔ اب بھی میں ڈیڑھ ماہ سفر پر رہا ہوں قبل ازیں بھی ماہ اپریل اور مئی میں دو اڑھائی ہفتوں کے لئے سفر پر تھا اسلئے شاید خطوط کے جوابات میں بے قاعدگی پیدا ہوگئی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے خاص فضلوں سے نوازے۔ آپ کی اہلیہ کو صحت وتندرستی عطا کرے اور نیک اور صالح اولاد سے نوازے۔

ہسپتال کی تعمیر کی رپورٹس پڑھ کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو [redacted]۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا وآخرت کی حسنات سے نوازے اور آپ کی طرف سے ماں باپ کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رکھے۔

والسلام
خاکسار

حضور کے الفاظ جو پڑھے نہیں جارہے ہیں یہ ہیں

یہ تاریخی سعادت نصیب فرمائی ہے اور آپ کی والدہ کی نیک آرزاؤں کو بارآور فرمایا ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

خُدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ ھُوَالنَّاصِر

مکرّم جناب [illegible] السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی طرف سے عہدِ بیعت کی تجدید تحریری طور پر موصول ہوئی۔

ہمارے پیارے امام المصلح الموعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی [illegible] کی جُدائی سے ہمارے دل انتہائی مغموم ہیں اور ہم سب اس صدمہ میں برابر کے شریک ہیں۔ لیکن مشیّت الٰہی کے آگے ہمارے سر خم ہیں اور ہم راضی بالقضاء ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور رحم ہے کہ اُس نے ہمارے نہایت پیارے اور مُبارک امام کے بابرکت دَورِ خلافت کی تکمیل کے بعد جماعت احمدیہ میں ایک دفعہ پھر قدرتِ ثانیہ کی تجلّی دکھائی اور جماعت کو خلافت کی رحمت سے نوازتے ہوئے بُنیان مرصوص بنا دیا۔

یہ عہدِ بیعت جو آپ نے باندھا ہے یہ مجھ سے نہیں بلکہ میرے ہاتھ پر آپ کا یہ عہد اپنے ربّ سے ہے۔ بیعت کے معنے ہیں کہ اپنے نفس اور اس کی تمام طاقتوں اور ارادوں کو خدا کے حضور پیش کر دینا اور اپنی جان اور مال اور عزت اور وقت اور جو کچھ اپنا ہے طاعتِ خالق اور خدمتِ مخلوق کے لئے وقف کر دینا۔ اور اپنی ہر جنبش و سکون اور محبت و عداوت کو محض لِلّٰہ اختیار کرتے ہوئے اس کے آگے سر رکھ دینا تا کہ جو چاہے کرے۔

مَیں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ عہد پُورا کرنے کی توفیق عطا فرماوے اور آپ کو اس پر پوری طرح ثابت قدم رکھے۔ نیز مَیں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ سب کے ساتھ (جنہوں نے یہ اقرارِ اخوّت اس عاجز سے باندھا ہے جس کی نظیر دُنیوی رشتوں میں نہیں ملتی) مل کر اللہ تعالیٰ کی توحید کرۂ ارض پر پھیلانے اور اس کے پاک رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم (فِدَاہُ نَفْسِی) کا نام بلند کرنے کی سعادت حاصل ہو اور اسلام کی سربلندی قرآن مجید کی اشاعت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچانے کی توفیق ملے۔

اللہ تعالیٰ آپ کا اور آپ کے اہل و عیال اور عزیزوں اور دوستوں کا حافظ و ناصر ہو اور آپ پر دینی اور دُنیوی برکات نازل فرمائے۔ میرا دل آپ کے لئے محبّت سے معمور ہے اور مَیں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اپنی دُعا اور تدبیر کے ذریعے آپ کی ہمدردی میں کوشاں رہوں گا۔ انشاء اللہ۔ آپ بھی مجھے اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں اور اپنے ہمدردانہ مشوروں اور عملی تعاون سے میری مدد کرتے رہیں۔ والسّلام

[illegible]

(مرزا ناصر احمد)

خلیفۃ المسیح

(۴) اور ایک خط میں دعاؤں سے نوازنے کے بعد تحریر فرمایا

''ہسپتال کا موٹو لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ بنائیں۔فھو الشافی''

(خط محررہ 27-11-93)

خدا تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی

میرے پیارے والدین اللہ تعالیٰ کے دربار میں اسقدر عاجزی انکساری سے اپنے گناہوں کی ستاری اور غفاری کے لئے اپنے آپ کو پیش فرماتے رہے کہ محض لا شے نظر آتے ہیں۔محترم ابا جان مرحوم نے بزرگوں کی بعض دعائیں اپنی ڈائری پر نوٹ کر رکھی تھیں۔جو آپ اپنے رب کے حضور پیش فرماتے تھے۔اور ہر سال یہ دعائیں نئی ڈائری پر نقل فرما لیتے تا مسلسل زیر ورد رہیں۔

چند ایک یہاں درج ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے خشیت اور اس سے تعلق پیدا کرنے کے لئے جب عبادت میں دل نہ لگ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ کے حضور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے سیرۃ المہدی جلد دوم صفحہ 39 میں ایک بہت پیاری دعا لکھی ہے۔جو اپنی اولاد کے نام خطوط میں بھی بعض اوقات لکھتے رہے۔

''اے میرے آقا اور مولا مجھے کوئی حق نہیں ہے کہ تجھ سے مانگوں۔کیونکہ تیرا کوئی حق ادا کروں تو مانگتے ہوئے بھی بھلا لگتا ہوں۔مگر تو خود کہتا ہے۔کہ مانگو اور یہ شرط بھی نہیں لگائی کہ نیک شخص مانگے اور عاصی نہ مانگے۔پس اپنے مسیح پاک کے طفیل کہ جس سے کچھ درد کی نسبت رکھتا ہوں۔مجھ پر بھی اپنی محبت کا چھینٹا ڈال تا کہ ان مردہ ہڈیوں میں جان آئے اور اس اداس اور جھلسے ہوئے دل میں تازگی پیدا ہو۔اور مجھے اپنی مرضی سے نیست سے ہست میں لانے والے۔تو ایسا نہ کر۔تجھے تیری ذات کی قسم تو ایسا نہ کر کہ میں اپنی شامت اعمال کی وجہ سے تیرے دروازے سے خالی ہاتھ لوٹ جاؤں۔'' اللھم آمین ثم آمین

(۲) والد محترم شاعری تو نہ کرتے تا ہم عجز وانکساری والے اشعار بہت پسند تھے۔محترمہ امی جان کی بھی یہی کیفیت تھی وہ بھی دعا بھرے اشعار اکثر گنگنایا کرتی تھیں۔صبح بیدار ہوتے ہی درود شریف اور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے شعر کا یہ مصرعہ کثرت سے پڑھتیں

؎ ہر دن چڑھے مبارک، ہر شب بخیر گزرے

اور

؎ سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

کوتو ہر وقت پڑھتی رہتیں۔

محترم ابا جان مرحوم کی ایک ڈائری سے ''انتخاب'' کے زیر عنوان اپنی بے کسی اور بے بسی کا اظہار یوں درج ہے۔

یاالٰہی رحم کر اپنا کہ میں بیمار ہوں
دل سے تنگ آیا ہوں جان سے بیزار ہوں
یاالٰہی تیری الفت میں ہوا ہوں مجنون
خواب میں ہی کبھی میں تجھ کو پالوں تو کہوں
اے میرے مولا میرے مالک مری جان کی سپر
مبتلائے رنج و غم ہوں جلد لے میری خبر
کام دیتی ہے عصاء کا آیت لاتقنطوا
ورنہ عصیاں نے تو میری توڑ ڈالی ہے کمر
بے کسی میں رہزن رنج ومصیبت آپڑا
بس متاع صبر وطاقت ہوگئی زیروزبر

تو وہ قادر ہے کہ تیرا کوئی ہمسر نہیں
میں وہ بے بس ہوں کہ بے در بھی ہوں بے پر ہی نہیں
(مصلح موعود)

(۳) آپ کی ڈائری سے درج ذیل ''مناجات'' بھی ملی ہیں۔

گناہ گار ہوں مولیٰ گناہ گار ہوں میں
خطا شعار ہوں ننگ بشر ہوں عار ہوں میں
شکار رنج و محن مبتلائے فکر و بلا
ستم رسیدہ ہوں رنجور و دلفگار ہوں میں
ہے اعتراف مجھے سب اپنی خطاؤں کا
کئے پہ اپنے پشیماں و شرمسار ہوں میں
سفینہ اپنا بھنور میں پھنسائے بیٹھا ہوں
جو تیرا دست کرم کھینچ لے تو پار ہوں میں
نہ لے حساب، حساب وعقاب رہنے دے
الٰہی پہلے ہی ہر سو ذلیل وخوار ہوں میں
پکار سن لے اے میرے سمیع ومجیب
گرا پڑا ہوں تیرے در پر اشکبار ہوں میں
ہوں سر بسجدہ بصد انکسار تیرے حضور
اٹھا اٹھا مجھے پیارے کہ زیر بار ہوں میں
تیری عطا کا تیری مغفرت کا ہوں محتاج
کہ معصیت کے تھپیڑوں سے تار تار ہوں میں

تو اپنے دامن رحمت میں ڈھانپ لے مجھ کو

سراپا عاصی ہوں غافل ہوں نابکار ہوں میں

ہیں تیرے فضل وعنایات ساری دنیا پر

ادھر بھی نظر کرم ہو کہ بے قرار ہوں میں

ہے تیری شان کریمی کا آسرا مجھ کو

تیرے کرم تیری بخشش کا خواستگار ہوں میں

میں تیرے در سے تہی دست آج کیوں لوٹوں

تو لاکھ داتا ہے محتاج وخاکسار ہوں میں

میں اک حقیر سوالی تو شاہ ارض و سماء

نہ پھیر اب مجھے خالی۔ امیدوار ہوں میں

تو چارہ ساز غریباں تو قاضی الحاجات

الم نصیب ہوں بے کس ہوں دلفگار ہوں میں

نہ مال و دولت دنیا پر ہیں میری نظریں

نہ حرص شہرت و اکرام کا شکار ہوں میں

نہ خوف سقر نہ طمع خلد بریں

فقط رضاء کے لئے تیری بے قرار ہوں میں

تجھی کو مانگتا ہوں تجھ سے اے میرے محسن

تیرے ہی حسن ازل پر سدا نثار ہوں میں

فضل خدا کا سایہ ہم پر رہے ہمیشہ

ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گذرے

کیا التجا کروں کہ مجسم دعا ہوں میں

سر تا پا سوال ہوں سائل نہیں ہوں میں

(نواب مبارکہ بیگم)

تجھ کو تیرا ہی واسطہ پیارے

میرے پیاروں کو دے شفا پیارے

مالک ہے جو تو چاہے تو مُردوں کو جلا دے

اے قادر مطلق میرے پیاروں کو شفا دے

(نواب مبارکہ بیگم)

جناب ثاقب زیروی مرحوم کا یہ شعر بھی درج ہے۔

ہماری حالت پرہنسنے والے۔ یہ حال جب تیرے دل کا ہوگا

ہم اپنے غم کی حکایتیں تیری نظر سے سنا کریں گے

(۴) ''اللہ تعالیٰ سے'' کے عنوان سے درج ذیل تین قطعات میں اپنی ستاری ،غفاری اور گناہوں کی معافی کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

(۱) نہ کر عرض میرے عصیان و جرم بے حد کا

کہ تیری ذات غفور الرحیم کہتے ہیں

کہیں نہ کہہ دے عدوّ دیکھ کر مجھے غمگین

یہ اس کا بندہ ہے جس کو کریم کہتے ہیں

(ii) نہ کر حساب ہمارے گناہ بے حد کا

الٰہی تجھ کو غفور الرحیم کہتے ہیں

کہیں کہے نہ عدوّ دیکھکر ذلیل ہمیں

یہ اسکے بندے ہیں جسکو کریم کہتے ہیں

(iii) نہ روک راہ میں مولا! شتاب جانے دے

کھلا تو ہے تیری ''جنت'' کا ''باب'' جانے دے

مجھے تو دامن رحمت میں ڈھانپ لے یونہی

حساب مجھ سے نہ لے ''بے حساب'' جانے دے

سوال مجھ سے نہ کرائے مرے سمیع و بصیر

جواب مانگ نہ اے ''لاجواب'' جانے دے

مرے گنہ تری بخشش سے بڑھ نہیں سکتے

ترے نثار حساب و کتاب جانے دے

تجھے قسم ترے ''ستار'' نام کی پیارے

بروئے حشر سوال و جواب جانے دے

بُلا قریب کہ یہ ''خاک'' پاک ہوجائے

نہ کر یہاں مری مٹی خراب جانے دے

(نواب مبارکہ بیگم)

اللہ کے حضور جانے کی تیاری

یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہر دو وجود صاحب رؤیا و کشوف تھے ۔ابا جان مرحوم تو اپنی خوابوں کا بہت کم ذکر فرماتے تاہم امی جان مجھ سے تعبیر کی غرض سے اپنی خواب کا ذکر کر دیا کرتی تھیں ۔میں نے دیکھا کہ آپ کی اکثر خوابیں سچی ہوتیں تھیں ۔

ابا جان مرحوم تو ایک لمبی بیماری کی وجہ سے اللہ کے حضور جانے کو تیار تھے ۔تاہم آخری بیماری میں نیم بے ہوشی کے عالم میں ایک دن فرمایا کہ ''مجھے بارہ ،ایک بجے جانا ہے ۔'' دراصل اس میں وفات کی طرف اشارہ تھا ۔آپ کی وفات کا یہی وقت تھا ۔اور وفات کے وقت دبے الفاظ میں کہا ۔''اچھا السلام علیکم میں چلتا ہوں ۔'' اور اللہ کو پیارے ہو گئے ۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

محترم ابا جان کی وفات اپنی ذات میں ہم سب کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ تھا ۔مگر شفیق اور مہربان والدہ محترمہ کی موجودگی ہم سب کے لئے ڈھارس کا باعث بنی ۔اور مجھ ناچیز ،نالائق اور خاکی پیکر پر اپنے احسانات اور تلطفات کا تسلسل جاری رہا ۔اور ابا جان کی وفات پر ہم سب کو مخاطب ہو کر امی جان نے حضرت اماں جان سے ملتے جلتے الفاظ کہے ۔

''فکر نہ کریں آپ کے ابا جان آپ تمام کے لئے دعاؤں کا ایک بہت بڑا تحفہ چھوڑ کر گئے ہیں ۔آپ کبھی ضائع نہ جائیں گے ۔''

ہم کو تو ڈھارس دیتی رہیں مگر ابا جان کی وفات کا صدمہ اندر ہی اندر برداشت کیا اور دل کی تکلیف میں مبتلا ہو گئیں ۔اس دوران اکثر اللہ سے ملنے کا ذکر فرماتیں ۔اور ابا جان کا نام لے کر اکثر کہتیں ''تم ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جاؤ ۔ہم پیچھے پیچھے آتے ہیں ۔''

پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نوبل یافتہ کی نومبر 1996 ء میں وفات کی خبر سنتے ہی اپنی رخصتی کا بھی ذکر کیا اور اپنی وفات سے کچھ دن قبل جبکہ بظاہر آپ بالکل ٹھیک تھیں اور عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد شریف کے ہاں مقیم تھیں اپنی بیٹی عزیزہ مبارکہ امینہ کو گوجرانوالہ پیغام

بھجوایا کہ مبارکہ! تم مجھے ربوہ جانے کا کہتی تھی۔ میں نے 25 کو ربوہ جانا ہے اگر میرے ساتھ جانا چاہتی ہو۔ تو آ جاؤ۔

اپنی وفات کی خبر بہت پہلے اللہ تعالیٰ سے پا چکی تھیں اور عجیب اتفاق ہے کہ ہم والدہ محترمہ کی نعش 25 دسمبر کو ربوہ لے کر گئے۔

وفات سے چند دن پہلے اپنی بیٹی عزیزہ مبارکہ کو ملنے گوجرانوالہ تشریف لے گئیں اور واپسی پر عزیزہ کے ہاتھ پر ''عیدی'' رکھتے ہوئے فرمایا کہ ''یہ میری طرف سے عیدی قبول کرو یہ آنے والا رمضان مجھے نہ مل سکے گا''۔ اور حقیقت میں والدہ رمضان سے پہلے اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

عزیزم فہیم احمد نے (جن کی گود میں سر رکھے امی مرحومہ اللہ کو پیاری ہو گئیں) مجھے ایک خواب امی کی بتلائی جو آخری دنوں میں آپ نے دیکھی کہ چار فرشتے سفید لباس میں آئے ہیں اور میری چارپائی کے چاروں کونوں میں کھڑے ہو گئے ہیں۔ اس خواب کے چند دنوں بعد امی اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

محترمہ امی جان کی خوابوں کا تذکرہ چل نکلا ہے تو ایک اور خواب کا ذکر ضرور کر دیتا ہوں اور وہ پیارے ابا جان کی ترقی پانے کے متعلق تھی۔ ایک دفعہ محترم ابا جان مرحوم کی ترقی due تھی۔ مگر مخالفت کی وجہ سے کونے کھُدرے میں لگا دی گئی۔ دعائیں شروع کر دی گئیں۔ ابا جان تو اب بھول ہی چکے تھے مگر امی جان پُر امید تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے ابا جان کی ترقی میں حائل تمام روکیں دور ہو گئی ہیں اور آپ کے ابا ترقی پائیں گے۔ محترم امی جان کی یہ خواب بھی بہت جلد پوری ہوئی جب ابا جان مرحوم ڈپٹی اکاونٹنٹ بنا دیئے گئے۔ الحمد للہ

ایک دفعہ دعا کرتے کرتے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ مجھے کوئی جلوہ دکھا تب آپ نے خواب میں ہمارے ابا جان کو اپنے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے باادب کھڑے دیکھا تو فوراً خدا کا شکر بھی ادا کیا اور اپنے خدا سے مناجات کرتے

ہوئے درخواست کی کہ اے خدا اس سے بڑھ کر کوئی جلوہ بھی دکھلا۔ گویا ہر وقت لقاء باری تعالیٰ کا خیال رہتا تھا۔

امی جان کی وفات کے بعد دنیا سونی سونی سی ہوگئی۔ دعاؤں کا خزانہ چھن گیا۔ ابا جان کی وفات پر اتنا احساس نہ ہوا تھا مگر والدہ محترمہ کی جدائی آج بھی محسوس ہوتی ہے اور یوں لگتا ہے کہ میں ایک اکیلا وجود ہوں۔

سارے جہاں کی دھوپ میرے گھر میں آگئی
سایہ تھا جس درخت کا مجھ پہ وہ گر گیا

☆

دنیا میں سبھی کچھ مل جاتا ہے پر مائیں نہیں ملتیں
چھن جائیں تو بے لوث دعائیں نہیں ملتیں

اپنے پیارے والدین کی یاد سے دل میں اب بھی کسک محسوس ہوتی ہے۔ حوادث زمانہ کے تھپیڑوں کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے نیک تمناؤں اور دلی دعاؤں کے ساتھ ہمیں پالا پوسا۔ ابھی ہم ان کی خدمت کا حق پوری طرح ادا نہ کر پائے تھے کہ وہ اس فانی دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ انکی نیکیوں اور دینی خدمات کو قبول فرمائے۔ ان کے درجات بلند ہوں اور ہم ان کے بہترین وارث ہوں۔

آمین ثم آمین یارب العالمین

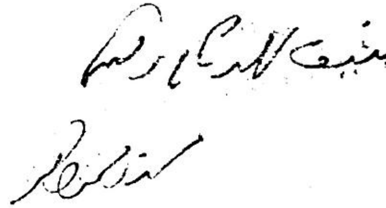

عکس تحریر مبارک حضرت مصلح موعود

اولاد اور شادیاں

ہم چھ بھائی اور دو بہنیں ہیں۔اور تمام بفضلہ تعالیٰ شادی شدہ ہیں۔ان کی تفصیل بغرض ریکارڈ یہاں درج کر دیتا ہوں۔

(ا) مکرمہ صادقہ پروین صاحبہ ایم ایس سی (دختر)۔ان کی شادی مکرم رانا بشیر احمد صاحب ناصر آف کینڈا سے ہوئی جو درویش قادیان مکرم چوہدری محمد احمد خان صاحب مرحوم ابن حضرت چوہدری نور احمد خاں صاحب آف ہوشیار پور (رفیق حضرت مسیح موعودؑ) کے بیٹے ہیں جو 313 درویشان میں سے ہیں۔حضرت چوہدری نور احمد خان صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ رہے اور 1965ء میں وفات پائی۔

ہمارے بہنوئی مکرم رانا بشیر احمد ناصر صاحب کو 1997ء سے تا حال جلسہ سالانہ یو۔کے میں ''آفیشل جلسہ فوٹو گرافر'' ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے 2000ء کے جلسہ سالانہ یو۔کے پر ایک ملاقات کے دوران برادرم محترم موصوف کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مبارک کپڑوں کا تبرک اس تحریر کے ساتھ از راہ شفقت عنایت فرمایا۔

''حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مقدس کپڑوں کا یہ تبرک مَیں
عزیزم بشیر احمد صاحب ناصر آف قادیان حال ٹورنٹو کینڈا کو
ان کی شاندار فوٹو گرافی کے لئے بطور اعزاز پیش کرتا ہوں۔''

(دستخط) مرزا طاہر احمد

25-07-2000

اس اعزاز کی خبر معہ فوٹو گراف احمدیہ گزٹ کینڈا شمارہ اگست تا نومبر 2000ء کے صفحہ 71-70 میں شائع شدہ ہے جس پر ایک تعارفی نوٹ روزنامہ ''الفضل'' پاکستان نے 16/مارچ 2001ء کی اشاعت میں شائع کیا ہے۔

اس طرح برادرم موصوف کی فوٹو گرافی سے متاثر ہو کر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے 1997ء کے جلسہ سالانہ پر ایک گھڑی جس پر ''مرزا طاہر احمد'' کے دستخط کندہ ہیں عنایت فرمائی جبکہ اگلے سال 1998ء کو اس طرح کی ایک ''Lady watch'' برادرم موصوف کے ذریعہ ہمشیرہ محترمہ صادقہ پروین صاحبہ کو کینیڈا بھجوائی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ

ان سے دو بچیاں ہیں جن کی تفصیل کتاب کے صفحہ نمبر 26-27 پر دیکھی جا سکتی ہے

(۲) خاکسار حنیف احمد محمود شاہد۔ مولوی فاضل (پسر) خاکسار کی شادی محترمہ زکیہ فردوس کومل صاحبہ بنت مکرم صوفی نذیر احمد صاحب آف جرمنی سے ہوئی جن کو سندھ کی زمینوں میں ایک لمبا عرصہ خدمت کرنے کا موقع ملا۔ خاکسار کے چار بچے ہیں۔ جن کے نام سوانح حیات کے صفحہ نمبر 27 پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

(۳) عزیزم مجید احمد بشیر صاحب ایم ایس سی (پسر)۔ ان کی شادی مکرم عبد المنان صاحب (منان آئس کریم والے ربوہ) کی بیٹی عزیزہ عقیلہ قدوس صاحبہ سے ہوئی۔ جن سے تین بچے ہیں۔ جن کے اسماء کتاب کے صفحہ نمبر 27 پر ملاحظہ کریں۔

(۴) عزیزہ مکرمہ مبارکہ امینہ صاحبہ (دختر) ان کی شادی مکرم ڈاکٹر (ہومیو) مبشر احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر (ہومیو) عبد القادر بھٹی صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ شہر حال ربوہ سے ہوئی۔ ان سے تین بچے ہیں۔ ان کے اسماء کتاب کے صفحہ نمبر 27 پر دیکھیں۔

(۵) عزیزم مکرم ڈاکٹر مبارک احمد شریف صاحب ایم بی بی ایس (پسر)۔ ان کی شادی عزیزہ ڈاکٹر رشیدہ فوزیہ بنت مکرم قریشی محمد سعید صاحب سابق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ اٹک سے ہوئی۔ عزیزہ موصوفہ ہماری سب سے چھوٹی پھوپھو مکرمہ سعیدہ قریشی کی بیٹی ہیں۔ ان سے دو بیٹیاں ہیں جن کے نام اس کتاب کے صفحہ نمبر 27 پر آ چکے ہیں۔

(۶) عزیزم مکرم مظفر احمد مبشر ایم ایس سی (پسر)۔ ان کو چھوٹی عمر میں ہی خالہ مکرمہ

خورشید بیگم صاحبہ اور خالو مکرم ماسٹر محمد صدیق سیکرٹری امانت تربیت سرگودھا نے متبنیٰ بنا لیا تھا۔ انہوں نے ہی عزیز موصوف کو پالا پوسا۔ تعلیم دلوائی۔ فجزاھم اللہ تعالی

ابا جان کی اس عنایت کا ذکر خالو جان مکرم ماسٹر محمد صدیق صاحب نے ابا جان کے نام ایک خط میں یوں کیا ہے۔

''محترم بھائی جان! یہ آپ کی بے مثال قربانی ہے ایسی قربانی ہے جس کا بدل میں آپ کو ساری زندگی میں ہرگز ہرگز نہیں دے سکتا۔ ہاں صرف یہ دعا تہہ دل سے کر سکتا ہوں کہ خداوند کریم اپنے فضل اور رحم سے آپ کو اس نیکی کا اجر عظیم دے۔ آپ نے ہمارے آنسو پونچھے ہیں آپ نے ہمارے سونے سونے اور سنسان گھر کو رونق بخش دی ہے وہ گھر جس میں عشاء کے بعد خاموشی ہی خاموشی کا عالم تھا اب قہقہوں کا عالم ہوتا ہے۔ وہ کمی جسے ہم ایک مدت سے شدت سے محسوس کر رہے تھے خداوند کریم نے اپنے فضل اور رحمت کے ساتھ پوری کر دی ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے۔''

آپ کی شادی مکرم محمد شبیر صاحب ہرل سیکرٹری اصلاح وارشاد سرگودھا کی صاحبزادی عزیزہ عابدہ کلثوم طیبہ صاحبہ سے ہوئی۔ جن سے تین بچے ہیں جن کے نام آپ کتاب کے صفحہ نمبر 44-45 پر دیکھ سکتے ہیں۔

(۷) عزیزم مکرم نعیم احمد صدیق صاحب ایم ایس سی (پسر)۔ ان کی شادی عزیزہ دُرّ زرین صاحبہ بنت مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ سابق ممبر مجلس کارپرداز ربوہ سے ہوئی ان کے تین بچے ہیں۔ جن کے نام کتاب کے صفحہ نمبر 45 پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

(۸) عزیزم مکرم فہیم احمد فاروق (پسر)۔ عزیزم موصوف کی شادی عزیزہ امتہ القدوس بنت مکرم مرزا حمید احمد صاحب مرحوم (واقف زندگی) کارکن دفتر آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ سے ہوئی۔ آپ کے دو بچے ہیں۔ جن کے اسماء کتاب کے صفحہ نمبر 45 پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

اباجان مرحوم شادی بیاہ کے موقعہ پر

محترمہ زکیہ فردوس کی رخصتی کے موقعہ پر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح)
دعا کرواتے ہوئے

خاکسار کی شادی کے موقع پر۔ حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم مفتی سلسلہ
دعا کراتے ہوئے

عزیزم مجید احمد بشیر کی شادی خانہ آبادی

عزیزم مبارک احمد شریف کی شادی خانہ آبادی

عزیزم مظفر احمد مبشر کے ولیمہ پر لی گئی ایک یادگار تصویر

عزیزم مظفر احمد مبشر کی شادی پر ہم پانچ بھائیوں کا گروپ فوٹو

عزیزم نعیم احمد صدیق کی منگنی کے موقعہ پر لی گئی ایک تصویر

عزیزم ڈاکٹر (ہومیو) مبشر احمد کی ربوہ بارات آمد پر ایک یادگار تصویر

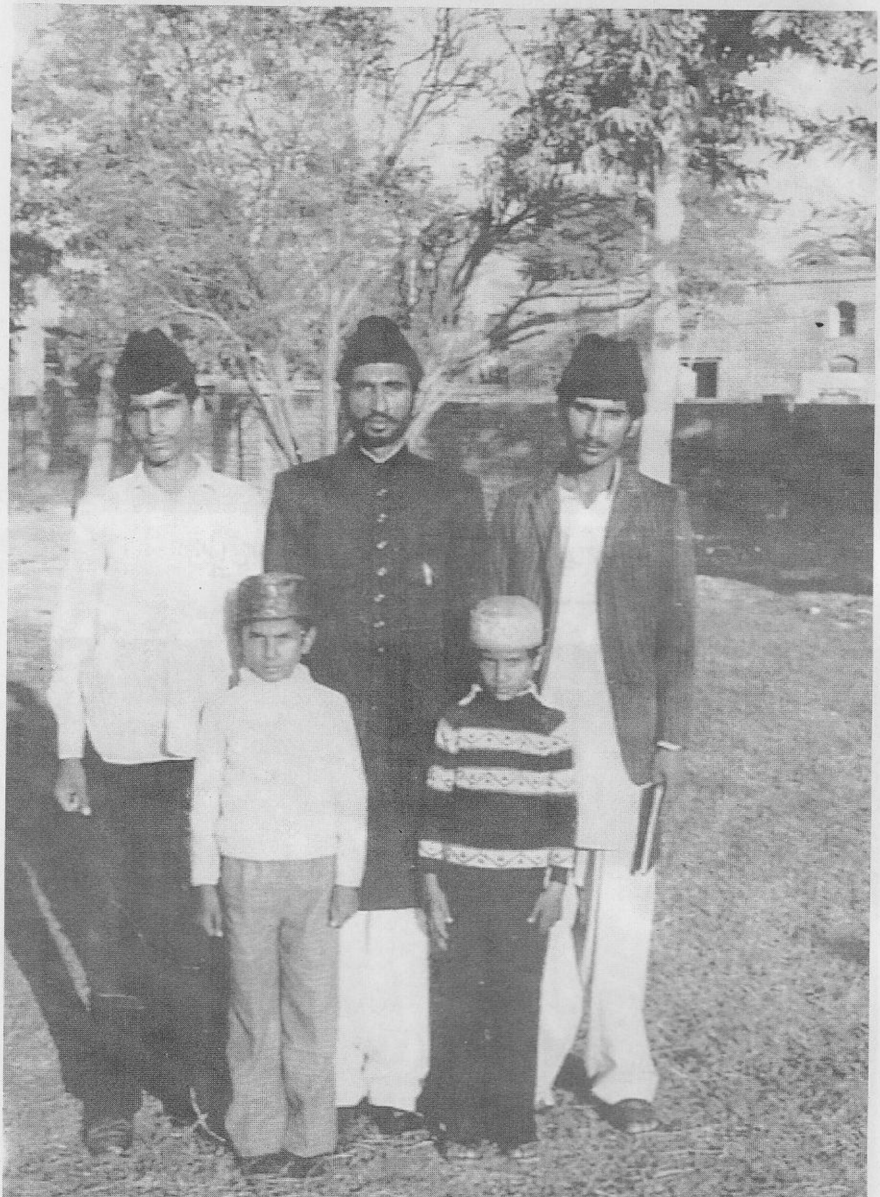

مجلس خدام الاحمدیہ دارالصدر جنوبی ربوہ کے زعیم کی حیثیت سے چار بھائی
جو میری مجلس عاملہ میں شامل تھے

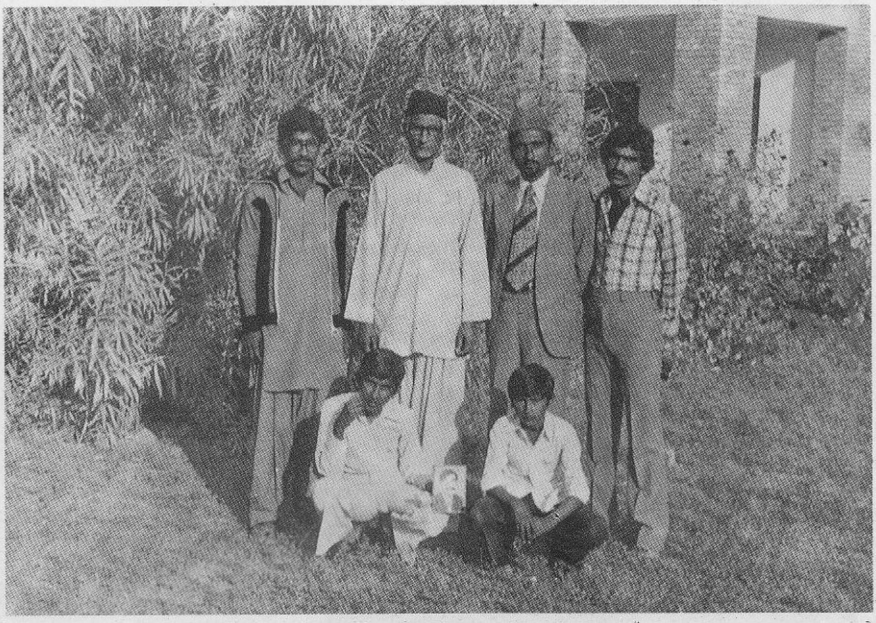

ہم پانچ بھائی ابا جان مرحوم کے ساتھ۔ جبکہ عزیزم مجید احمد بیرون ملک
خدمت دین میں مصروف ہے

بحیثیت منتظم اطفال مجلس اطفال الاحمدیہ دار الصدر جنوبی علم انعامی کے ہمراہ

بو۔سیرالیون حضور انور کی تشریف آوری پر جماعت احمدیہ بو۔ریجن نے
حضور انور کی خدمت میں ایک چھڑی پیش کی۔خاکسار اس وفد میں شامل تھا

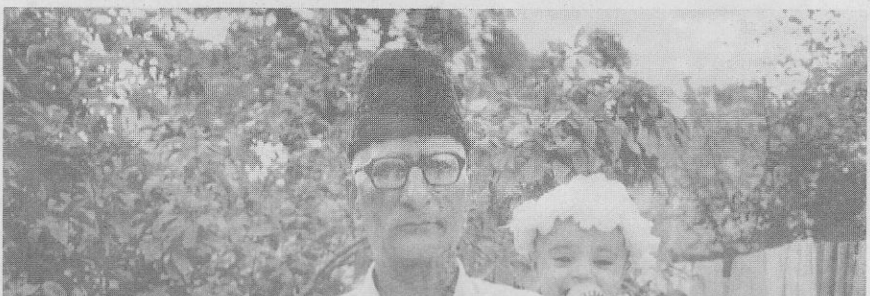

عزیزہ قرۃ العین اپنے نانا کی گود میں

آنریبل جناب ڈوگوما لے چیلا وزیر اعظم تنزانیہ کھونڈا ہسپتال کا افتتاح کرر ہے ہیں اور
عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد ساتھ کھڑے ہیں۔

اور یوں اب تک والد صاحب مرحوم کے نو پوتے ۔آٹھ پوتیاں ،دونواسے اور تین نُواسیاں ہیں۔ اللہم زدفزدوبارك لہم

اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ وبار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک **سبحان من یرانی**

تعزیتی خطوط و پیغامات

والدین کی وفات لاہور ہی میں ہوئی۔محترم ابا جان وفات کے وقت عزیزم مجید احمد بشیر کے ہاں جبکہ والدہ محترمہ عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد شریف کے پاس مقیم تھیں۔ابا جان کی نماز جنازہ ''دارالذکر'' لاہور میں محترم چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے پڑھائی۔جس میں ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔محترم ابا جان کے جنازہ پر تعداد کو دیکھ امی جان نے مجھے کہا کہ ''حنیف! میرے جنازہ پر بھی اتنے لوگ اکٹھے ہو جائیں گے۔''

اور خدا کا کرنا ایسا ہی ہوا کہ امی کے جنازہ پر''دارالذکر'' لاہور میں تعداد ابا جان کے جنازہ سے بھی کہیں زیادہ تھی جو خاکسار نے پڑھائی ـــــ ربوہ ''بیت مبارک'' میں مکرم ومحترم مولانا سلطان محمود انور صاحب (ناظر اصلاح وارشاد) نے ابا جان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب (وکیل المال الثانی) نے دعا کروائی۔اور امی جان مرحومہ کی نماز جنازہ ''بیت مبارک'' ربوہ میں محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت نے بعد نماز عصر پڑھائی اور بہشتی مقبرہ تدفین کے بعد مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق ناظم وقف جدید نے دعا کروائی۔

فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا
انا فتحنا لک فتحا مبینا
ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ
خلیفۃ المسیح الرابع
امام جماعت احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

لندن
19.11.93
3039 J

پیارے عزیزم حنیف محمود صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے والد محترم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی کی وفات کا بہت افسوس ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ مجھے ان کی بیماری کی اطلاعیں دیر سے مل رہی تھیں۔ بہت لمبی بیماری ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو، آپ کی والدہ محترمہ اور بہن بھائیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ میری طرف سے آپ سب کو دلی تعزیت اور ہمدردی کا پیغام ہے۔ اللہ آپ کو ان کی نیکیوں پر قائم رہنے کی توفیق بخشے اور آئندہ ابتلاؤں اور غموں سے محفوظ رکھے۔ خدا حافظ۔
نماز جنازہ غائب ان شاء اللہ پڑھاؤں گا۔ اللہ درجات بلند فرمائے۔
عزیزہ فردوس کو سلام اور بچوں کو پیار۔ سب کو تعزیت

والسلام
خاکسار

مرزا طاہر احمد

اندرون و بیرون ملک سے والدین کی وفات پر بذریعہ فون اور خطوط تعزیتی پیغامات ملتے رہے۔ سب سے زیادہ ڈھارس کا پیغام تو ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کا بنا۔ جب سیدی و مولائی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے والد محترم کی وفات پر بنفس نفیس فون پر اپنے حقیر غلام (یعنی خاکسار) سے تعزیت فرمائی اور پیارے ابا جان کے اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ''ذاتی طور پر انہیں جانتا تھا۔ بہت نیک۔ نمازی اور خادم دین وجود تھے۔'' پیارے آقا نے پیاری اُمی جان سے بھی تعزیت فرمائی ______ بعدازاں تعزیت کے بے شمار خطوط بھی موصول ہوئے۔

پیارے آقا کے خطوط کے ساتھ چند ایک ایسے تعزیتی پیغامات ابا جان مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کی خاطر درج کر رہا ہوں۔ جن میں مرحوم ابا جان کے اوصاف کا ذکر ہے۔

سب سے پہلے حضور انور کے خطوط خاکسار اور عزیزم برادرم ڈاکٹر مبارک احمد شریف کے نام درج ہیں۔

(۱) مجھے مخاطب کر کے حضور انور نے تحریر فرمایا۔

''آپکے والد محترم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی کی وفات کا بہت افسوس ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ مجھے ان کی بیماری کی اطلاعیں بڑی دیر سے مل رہی تھیں بہت لمبی بیماری پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کی والدہ محترمہ اور بہن بھائیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے میری طرف سے آپ سب کو دلی تعزیت اور ہمدردی و تسلی کا پیغام ہے۔ اللہ اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق بخشے اور آئندہ ابتلاؤں اور غموں سے محفوظ رکھے۔ خدا حافظ۔

نماز جنازہ غائب انشاء اللہ پڑھا دوں گا۔ اللہ درجات بلند فرمائے۔

عزیزہ فردوس کو سلام اور بچوں کو پیار۔ سب کو تعزیت۔''

(خط حضور انور محررہ 93-11-19)

(۲) پیارے عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد شریف سے تعزیت کرتے ہوئے حضور نے تحریر فرمایا۔

''آپ کے والد صاحب کی وفات کا بہت افسوس ہوا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ نماز جنازہ غائب انشاء اللہ پڑھا دوں گا۔ میری طرف سے تمام رشتہ داروں کو دلی تعزیت اور ہمدردی کا پیغام دیں۔ نیز محبت بھرا سلام اور تسلی دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور غموں اور دکھوں کے ابتلاء سے بچائے۔''

(متن خط حضور انور محررہ 93-11-27)

(۳) بزرگوار محترم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب (مرحوم) صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے مکرم تایا جان کے نام خط میں لکھا۔

''میں مرحوم کے بچوں میں سے کسی کو ذاتی طور پر نہیں جانتا آپ ان کے ساتھ میری طرف سے تعزیت کر دیں۔ میں شکر گزار ہونگا۔ سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد مرحوم نے خدمت دین کی اچھی مثال قائم کی۔ امید ہے ان کی اولاد بھی اس معاملہ میں ان کے نقش قدم پر چلے گی۔''

(۴) مکرم شیخ محمد حنیف صاحب (مرحوم) سابق امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ (بلوچستان) نے لاہور سے تعزیتی خط میں یوں خراج تحسین پیش فرمایا۔

''خاکسار آپ کے مرحوم والد صاحب سے اس وقت سے واقف ہے جبکہ وہ بسلسلہ ملازمت وہاں (کوئٹہ) متعین تھے۔ میرا مشاہدہ ہے کہ مرحوم ایک مخلص اور دیندار، با اخلاق انسان تھے۔''

(۵) ابا جان مرحوم کے ایک بہت ہی قریبی دوست مکرم عبدالمجید صاحب نے گلشن اقبال کراچی سے اپنے یکے بعد دیگرے دو خطوط میں ابا جان کے اوصاف کا یوں ذکر فرمایا۔

''مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔سب سے بڑی خوبی ان کی خدمت دین و سلسلہ سے والہانہ لگاؤ تھا۔ساری عمر آخری دم تک سلسلہ کی خدمت میں مصروف رہے اور اپنی اولاد کو بھی اسی راہ پر لگایا۔جو خدا کے فضل سے خدمت دین و سلسلہ میں مصروف اور مرحوم کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔''

☆ میرے نام پھر ایک خط محررہ 93-12-22 میں لکھا۔

''حقیقت یہ ہے کہ چوہدری صاحب مرحوم کی زندگی محبت اور خلوص کا مرقع تھی۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے والہانہ لگاؤ اور خدمت سلسلہ کے لئے بے پناہ جذبہ رکھتے تھے۔کراچی میں جتنا عرصہ رہے خدمت سلسلہ میں منہمک رہے۔جماعت احمدیہ کراچی کے شعبہ مال سے منسلک رہے۔مالی معاملات میں اچھی خاصی دسترس رکھتے تھے جس سے جماعت احمدیہ کراچی کے شعبہ مال کو ایک بے لوث تجربہ کار خدمت گزار کی خدمات سے بہت فائدہ پہنچتا رہا۔ چوہدری صاحب مرحوم خدمت کے کسی موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ وہ نہ صرف جماعتی امور کی سرانجام دہی میں خدمات بجالاتے رہے۔مجلس خدام الاحمدیہ،اطفال الاحمدیہ اور انصار اللہ کے کاموں میں بھی بڑی دلچسپی سے حصہ لیتے رہتے تھے اور جہاں بھی ضرورت ہوتی ہر طرح ان کے مدومعاون ہوتے گویا سلسلہ کی خدمت ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ ان کی اس صفت کا عکس اپنی گھریلو زندگی میں بچوں کی نیک تربیت اور اپنے اہل خانہ کو احمدیت کی تعلیم پر عامل اور بیشتر بیٹوں کو خدمت دین کے لئے وقف کی صورت میں ظاہر ہوئی۔اور اپنے عزیزوں دوستوں پر جن کے ساتھ بھی ان کا واسطہ رہا۔حقیقت احمدیت کے نقوش ثبت کر گئی۔''

(٦) میرے سسر مکرم صوفی نذیر احمد صاحب نے جرمنی سے ان الفاظ میں تعزیت فرمائی۔

''ہمارا پیارا بھائی بہت ہی خوبیوں کے مالک تھا۔لمبا عرصہ گورنمنٹ کی ملازت کے بعد خلیفہ وقت کی خدمت میں اپنے آپ کو وقف کے لئے حاضر کر دیا اور پھر اپنے کام کو بہترین رنگ میں احسن طور پر نبھایا۔اللہ تعالیٰ ان کے وقف کو اور خدمات دینیہ کو قبول فرمائے۔''

(۷) راولپنڈی سے ابا جان مرحوم کے ایک دیرینہ دوست مکرم شیخ بشیر احمد صاحب (مرحوم) نے تعزیتی خط میں مجھے لکھا۔

''بہت افسوس ہوا بڑا ہی پیارا دوست تھا۔''

یہ دوست معہ فیملی ہمیشہ ہمارے غریب خانہ میں جلسہ سالانہ کے ایام میں قیام پذیر ہوا کرتے تھے۔ میرے سے ایک ملاقات میں انہوں نے ابا جان مرحوم کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

میرا پیارا بھائی جو بھائیوں جیسا تھا۔ لحہ بہ لحہ نیکی کی ترغیب دیا کرتا تھا۔ انہی کے کہنے پر میں وصیت کے مبارک نظام سے منسلک ہوا۔ انہی کی ترغیب پر میں نے فجر کی نماز بیت النور مری روڈ میں ادا کرنا شروع کی۔ اور انہی کی درخواست پر میں نے ربوہ میں پلاٹ لیا۔''

(۸) ہمارے ایک عزیز مکرم احمد الدین صاحب نے پیپلز کالونی فیصل آباد سے لکھا۔

''چوہدری صاحب موصوف نیک فطرت اور شریف النفس انسان تھے۔ ہنس مکھ طبعیت پائی تھی۔ اکثر ربوہ جانا پڑتا تو آپ سے شرف ملاقات ہوتی۔''

(۹) عزیزم برادرم محمد الیاس منیر صاحب اسیر راہ مولیٰ ساہیوال حال جرمنی نے سنٹرل جیل فیصل آباد نے ان الفاظ میں تعزیت فرمائی۔

''اس بزرگ نے تو جانے کتنے درد سے میری رہائی کے لئے دعائیں کی ہونگی اور نہ جانے کتنے مضطرب اور پر سوز جذبات دل میں لئے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئے مگر میں بد قسمت رہا کہ انہیں یہ خوشی نہ پہنچا سکا جس کے لئے وہ تڑپتے رہے۔''

(۱۰) مکرم محمود احمد چیمہ صاحب مبلغ سلسلہ نے انڈونیشیا سے لکھا۔

''مرحوم بہت نیک مخلص فدائی جماعت اور شریعت کے احکام کی پوری پابندی کرنے والے تھے۔ احباب جماعت سے بہت اچھا صلہ رحمی کا تعلق رکھنے والے تھے۔''

(۱۱) مکرم سمیع اللہ قمر صاحب مبلغ زمباوے نے میرے نام اپنے خط میں لکھا۔

''آپ کے ابا جان نے تو ماشاء اللہ بڑی کامیاب زندگی گزاری۔ ریٹائرڈ ہونے کے

بعد خدمت دین بجالاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت و بخشش کا سلوک فرمائے۔''

(۱۲) مکرم منیر احمد منور صاحب مربی تر کی حال جرمنی نے لکھا۔

''مرحوم گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے اور وقف زندگی کی روح سے بھرپور۔ اس سے بہتر انجام بخیر کیا ہوسکتا ہے کہ ایک واقف زندگی کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے۔''

(۱۳) مکرم ملک منصور احمد عمر صاحب مربی راولپنڈی حال ربوہ نے ان الفاظ میں تعزیت کی۔

''آپ کے والد صاحب مرحوم کے ساتھ میری کئی بار ملاقات ہوئی اور ہر بار ان کے اخلاق عالیہ سے بے حد متاثر ہوا۔ نیک اولاد انہوں نے چھوڑی ہے یہ خدا تعالیٰ کا کتنا فضل ہے۔''

(۱۴) مکرم محمد محمود طاہر صاحب مربی سلسلہ نے اپنے خط میں تحریر فرمایا۔

''والدین بچوں کیلئے ڈھال ہوا کرتے ہیں۔ انکی دعائیں اپنے بچوں کے لئے قبولیت کا مقام حاصل کرتی ہیں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ تمام دعائیں جو آپ کے والد صاحب نے آپ کے لئے اور اپنی اولاد کے لئے کی تھیں ان کو قبول فرمائے۔ آمین''

(۱۵) ابا جان کے ایک دوست مکرم رفیع الدین بٹ صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ بدوملہی ضلع نارووال حال ربوہ نے لکھا۔

''محترم مرحوم برادرم سے عرصہ دراز سے تعلقات رہے۔ دوران ملازمت بھی اکھٹے رہے۔ بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند سے بلند فرماتا رہے۔''

(۱۶) ابا جان مرحوم کے ایک اور دوست مکرم لطیف احمد صاحب انچارج احمدیہ بک ڈپو احمدیہ ہال کراچی نے لکھا۔

''خاکسار کے ساتھ ان کا کافی عرصہ کراچی میں ساتھ رہا۔ بڑی یادیں ان کے ساتھ وابستہ تھیں۔''

(۱۷) ابا جان کے ایک اور دوست مکرم نثار احمد صاحب نے شاہراہ فیصل کراچی سے لکھا۔

''ان کا اخلاص اور عملی نمونہ بے حد بہتر اور قابل رشک تھا۔ مجھے ان کو کافی قریب

سے دیکھنے اور ان کی صحبت کا فائدہ اٹھانے کا موقع ملا اور دعائیں لیں۔''

(۱۸) مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں۔

''آپ کے والد محترم مجھ سے مدرسہ احمدیہ میں اغلباً دو سال پیچھے تھے اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب مرحوم (اللہ ان سے راضی ہو) مجھے کئی دفعہ جب کسی پیریڈ میں کوئی استاد نہ آیا ہوتا تو انکی کلاس میں بھجوایا کرتے تھے۔ میں جب جامعہ میں چلا گیا تو اسکے بعد پھر کبھی ان سے ملاقات نہ ہوسکی تا آنکہ میں 1971ء میں افریقہ سے مستقل واپس آ گیا پھر کبھی کبھار ربوہ میں ان سے ملاقات ہو جایا کرتی تھی اور آخری سالوں میں تو وہ وکالت مال میں ہوا کرتے تھے اسلئے کئی دفعہ ملاقات ہو جاتی تھی۔ بڑے محنتی اور خاموش طبع تھے۔''

(۱۹) زیمبیا سے محترمہ سکینہ صالحہ محمود صاحبہ نے پیاری امی جان کے نام خط میں تعزیت کرتے ہوئے لکھا۔

''آپ دونوں کا میرے ساتھ جو شفقت بھرا سلوک تھا۔ وہ مجھے زندگی بھر یاد رہے گا۔ یہ اور بات ہے کہ حالات اور وقت کچھ دوریاں پیدا کر دیتے ہیں مگر میں نے ہمیشہ آپ کو یاد رکھا۔''

(۲۰) ہمارے ایک عزیز بزرگوار محمد ابراہیم شاد صاحب نے خانیوال سے تعزیتی پیغام میں لکھا۔

''مجھے ان سے ایک عمیق تعلق تھا اور انشاء اللہ رہے گا۔ وہ ایک مخلص اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ مجھے ان کی محبت کبھی فراموش نہیں ہو سکتی۔''

(۲۱) ایک بچی نے لاہور سے مجھے ایک طویل خط لکھا۔ جس میں ان کے ابو مکرم ملک ارشاد الحق صاحب نے ابا جان کے بارہ میں اپنے تاثرات یوں لکھوائے۔

''وہ بہت ہی نیک اور سعید فطرت اور جماعت کے ساتھ اور امام وقت کے ساتھ محبت کرنے والے اور دین کی خدمت کرنے والے دعا گو بزرگ تھے۔''

پیغامات تعزیت بروفات والدہ محترمہ

اسی طرح والدہ محترمہ کی وفات پر بھی مختلف اطراف سے تعزیت کے پیغامات موصول ہوئے۔ان میں سے چند ایک کا یہاں بطور ''ذکر خیر'' والدہ محترمہ کو ثواب پہنچانے کی غرض سے درج کرتا ہوں۔

(۱) حضرت طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ تعزیتی خط میں لکھتی ہیں۔

''آپ کی امی کی طرف سے بھجوائے ہوئے تحفہ کے ساتھ آپ کا خط ملا۔ جسے پڑھکر بے حد دھچکہ لگا اور سخت صدمہ ہوا۔ مجھے بہت محبت سے ملنے آیا کرتی تھیں اور بظاہر تو انکی صحت اچھی تھی۔انکی یاد سے دلی تکلیف ہو رہی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بہت بلند فرمائے۔ اور آپ سب کو اپنے سایہ رحمت میں ہمیشہ رکھے۔دین کی خدمت کی بے انتہا توفیق دے۔ کیونکہ یہی آپ کی والدہ کی دلی تمنا تھی۔سب بہن بھائیوں سے میری طرف سے دلی تعزیت کر دیں۔جزاکم اللہ''

(۲) حضرت مرزا عبدالحق صاحب امیر جماعت احمدیہ سرگودھا نے لکھا۔

''اللہ تعالیٰ انہیں بڑے درجات عطا فرمائے۔ان کی اولاد میں سے مربی ہونا ان کا صدقہ جاریہ ہے۔''

(۳) مکرم ومحترم چوہدری محمد علی صاحب وکیل التصنیف تحریک جدید ربوہ (اسوقت وکیل وقف نو) نے خاکسار کے نام تعزیتی پیغام میں لکھا۔

''میں ایسی خوش قسمت ماں کو وفات یافتہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔جس نے آپ جیسا عالم باعمل خادم دین بیٹا اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہمیش کے لئے ان کے حق میں صدقہ جاریہ بنائے۔اور آپ کی نیکیوں کی خوشبو ان تک پہنچتی رہے۔اور جنت

فردوس میں ان کی مسرت اور بلندی درجات کا باعث بنتی رہے۔''

(۴) مکرم ومحترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت نے ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔

''خداتعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں آنحضرتؐ کے مبارک قدموں میں جگہ دے اوران کی دعائیں عرش سے آپ کو ہمیشہ عطا ہوتی رہیں۔اور یہ خزانہ کبھی ختم نہ ہو۔''

(۵) محترم پروفیسر منور شمیم خالد صاحب نے ربوہ سے لکھا۔

''آپ کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر خاکسار کو کچھ وقت تعزیت کرنے والوں کے درمیاں بیٹھ کر آنمکرم کے بھائیوں اور عزیزوں سے مِلکر مرحومہ کے اوصاف حمیدہ جاننے اور ایک مثالی احمدی ماں کے طور پر ساری زندگی نہایت کامیاب طریق پر گزارنے سے متعلق آگاہی ہوئی اور پہلے سے بڑھ کر مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعائیں کرنے کی توفیق ملی۔واقعی بہت مجاہدہ خاتون تھیں۔اور خوش نصیب تھی کہ آپ جیسے خادم دین بیٹے عطا ہوئے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں بلند مقامِ قرب سے سرفراز کرتا رہے۔آمین''

(۶) امی جان مرحومہ کے ایک عزیز مکرم عبدالرشید ظفر صاحب نظارت زراعت نے یوں تعزیتی پیغام بھجوایا۔

''ہماری خالہ جان بہت ہی نیک۔صوم وصلوۃ کی پابند،عقلمند،عزیزواقارب،رشتہ دار سے پیار کرنے والی،ہمدرد اور مہربان خاتون تھیں۔دنیا میں وہ نیک پھل چھوڑ کر گئی ہیں۔ اب انکی یادیں ہی ہماری زندگی سے وابستہ رہیں گی۔''

(۷) ایک سابق مربی نے مجھے خط میں لکھا۔

''آپ خوش نصیب بھائی ہیں جن کو والدین کی خدمت کی توفیق ملی اور آپ کے والدین بھی خوش نصیب ہیں کہ جن کے لائق قابل بیٹوں میں سے ایک مربی بھی ہے اور ایسی

نیک اولاد یقیناً اخروی زندگی میں ماں باپ کی بلندی درجات کا باعث بنتی ہے۔''

(۸) لاہور سے ایک مخلص خاتون مکرمہ ستارہ مظفر صاحبہ نے خط کا آغاز یوں کیا۔

''آپ کی عظیم خوش قسمت والدہ ماجدہ کی وفات کا سن کا بہت افسوس ہوا۔''

(۹) جماعت کے ایک بزرگ خواجہ منظور احمد صاحب سٹیلا ئیٹ ٹاؤن سرگودھا نے والدہ محترمہ کی وفات پر تعزیتی خط میں یوں تعارف کروایا۔

''خاکسار عاجز آپ کے والد صاحب کا قادیان میں کچھ دیر شاگرد بھی رہا ہے اور مکرم ومحترم جناب چوہدری حبیب اللہ صاحب مرحوم آپ کے دادا جان کے ساتھ بھی قادیان میں تجارتی تعلق رہا ہے اور سب سے بڑا رشتہ احمدیت کا ہے اس ناطے میں ہم آپ کے صدمہ میں برابر کے شریک ہیں۔''

اور

(۱۰) برادرم مکرم راجہ نصیر احمد صاحب (ناظر اصلاح وارشاد) نے اپنے تعزیتی مکتوب میں لکھا ''والدہ کی برکات اور دعاؤں سے محرومی یقیناً ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر رنگ میں اس کی تلافی فرمائے۔ ہمیشہ آپ پر برکات نازل فرماتا رہے۔'' آمین

فجزاهم الله تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرة

ضمیمہ

کیونڈا ہسپتال کی تعمیر کی اطلاع جب عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد نے ربوہ اپنے دفتر میں بھجوائی تو جواباً مکرم مبارک طاہر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں نے لکھا۔

''اس نئے میڈیکل سنٹر کا پہلا، میڈیکل آفیسر بننے کا اعزاز آپ کے حصہ آیا۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادت مبارک کرے۔ اس سنٹر کے قیام، عمارت کی تکمیل اور افتتاحی تقریب کو ہر طرح کامیاب بنانے میں آپ نے جس قدر کوشش اور محنت کی ہے وہ لائق ستائش ہے۔''

اللہ آپ کو غریق رحمت کرے

ابا جان محترم کی وفات پر ''یادِ رفتگان'' کے نام سے مکرم بزرگوارم تایا جان اور خاکسار کے مضامین روزنامہ الفضل کی اشاعت میں بالترتیب 2 جنوری 1994ء اور 23۔جنوری 1994 شائع ہوئے۔ خاکسار کے مضمون کی تمام تفاصیل تو کتاب میں کسی نہ کسی جگہ آ گئی ہیں۔جن کا یہاں اعادہ نہیں کیا جا رہا۔تاہم تایا جان مکرم بشیر احمد صاحب سیالکوٹی کا مضمون من وعن یہاں دیا جا رہا ہے۔

''میرے چھوٹے بھائی چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی مورخہ 93-11-17 کو اپنے بیٹوں کے پاس لاہور میں رحلت فرما گئے۔(ہم سب اللہ کے لئے ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں) آپ 1924ء کو موضع چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے تھے اور مجھ سے چھ سال چھوٹے تھے۔ہم 1930ء کے قریب موضع مذکور سے قادیان آ گئے تھے۔انہوں نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی اور حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے چھوٹے صاحبزادگان کے کلاس فیلو تھے اور نہایت ذہین اور ہوشیار طالب علم تھے۔کچھ عرصہ مدرسہ احمدیہ قادیان میں بھی زیر تعلیم رہے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد قادیان میں دفتر الفضل میں ملازم ہو گئے اس کے بعد تقسیم ملک کا سانحہ پیش آیا۔آپ الفضل کے ساتھ ہی لاہور آ گئے۔لاہور آ کر سی ایم اے میں ملازم ہو گئے اور پوری ملازمت کرنے کے بعد اسی محکمہ سے ریٹائر ہو کر باعزت پنشن پائی۔اور ریٹائرمنٹ کے بعد وقف میں شامل ہو گئے اور وکالت مال تحریک جدید میں تاحین حیات کام کرتے رہے۔حساب وکتاب اور آڈٹ کے حسابات میں بہت ماہر تھے۔آپ کے چھ لڑکے ہیں جو تمام کے تمام سوائے ایک کے شادی شدہ اور برسرروزگار ہیں سب سے بڑا لڑکا حنیف احمد محمود دارلذکر لاہور (حال بیت الذکر اسلام آباد) میں مربی ہے تین لڑکے ایم ایس سی کر کے ٹیچنگ کا کام لاہور میں سرانجام دے رہے ہیں۔ایک لڑکا ڈاکٹر ہے۔اس کی اہلیہ بھی ڈاکٹر ہے۔دونوں میاں بیوی نے مل کر لاہور میں ہی بیدیاں روڈ پر اپنا ہسپتال قائم کیا ہے۔جس کا نام اپنی والدہ کے نام پر ''مریم ہسپتال'' رکھا ہے۔(جواب ربوہ Shift ہو چکا ہے۔ناقل) تمام بچے خدا تعالیٰ کے فضل سے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں ایک لڑکا نصرت جہاں سکیم کے ماتحت وقف کر کے افریقین ممالک میں ٹیچنگ کا کام بھی کرتا رہا ہے۔اور ڈاکٹر بھی وقف کر کے تنزانیہ (مشرقی افریقہ) میں کچھ عرصہ کام کر کے حال ہی میں واپس آیا ہے۔تمام بچوں کو آپ نے اعلیٰ تعلیم دلوائی اور اپنی زندگی میں بچوں کی شادیاں کر کے اور برسر روزگار دیکھ کر آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کی۔آپ موصی تھے اور اپنا حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ہی ادا کر کے اس فریضہ سے سبکدوش ہو چکے تھے۔چنانچہ جس دن فوت ہوئے۔اسی دن عشاء کے بعد بیت مبارک ربوہ میں جنازہ مکرم مولوی سلطان محمود انور صاحب نے پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں لائی گئی۔

آپ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔بسلسلہ ملازمت بڑی بڑی جماعتوں میں رہے اور تمام جماعتوں میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات سرانجام دیں۔کراچی، لاہور، کوئٹہ، اٹک، کوہاٹ اور راولپنڈی میں جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔وفات سے قبل محلہ دارالصدر جنوبی کے سیکرٹری مال اور مجلس انصار اللہ کے آڈیٹر کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔اور وکالت مال میں اپنی ڈیوٹی برابر ادا کرتے رہے۔جب تک بیماری نے نڈھال نہ کر دیا اور صاحب فراز ہو گئے اس وقت تک تمام خدمات دینیہ سرانجام دیتے رہے۔

آپ بہت خوبیوں کے مالک تھے۔عبادت بالالتزام ادا کرتے تھے۔اور بہت دعائیں کرنے والے بزرگ انسان تھے۔اللہ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت کرے اور آپ کے تمام پسماندگان کا حافظ وناصر ہو۔جن دوستوں نے بذریعہ خطوط یا گھر پر تشریف لا کر ان کی تعزیت فرمائی ہے اور دعائیں دی ہیں۔میں ان سب کا اپنی طرف سے اور ان کے بچوں کی طرف سے تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ تمام احباب کو جزائے خیر دے۔ہم سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھ کر ممنون فرمائیں۔''

روزنامہ ''الفضل'' میں وفات کی خبریں

سانحہ ارتحال

مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی (واقف زندگی) مورخہ 17۔نومبر 1993ء کو درمیانی شب لاہور میں ایک لمبی بیماری کے بعد وفات پا گئے۔محترم موصوف ایک گزیٹڈ آفیسر کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے اور بعد میں زندگی وقف کر کے دفتر وکالت مال ثانی میں بطور کارکن کام کرتے رہے۔آپ کی عمر 68 سال تھی۔آپ بے لوث خدمت کرنے والے خادم سلسلہ تھے۔آپ کی اولاد میں پانچ بیٹوں نے زندگی وقف کی۔جن میں سے ایک مکرم حنیف احمد محمود صاحب مربی ضلع لاہور ہیں اور باقی چار نصرت جہاں اسکیم کے تحت مختلف ممالک میں خدمت بجالاتے رہے یا بجالانے کے لئے تیار ہیں۔آپ نے پسماندگان میں ایک بیوہ چھ بیٹے، دو بیٹیاں اور سولہ پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔دوست دعا کریں اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ (روزنامہ الفضل 21۔نومبر 1993)

سانحہ ارتحال

مکرم حنیف احمد محمود صاحب مربی ضلع لاہور کی والدہ محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی صاحب اسسٹنٹ کنٹرولر سی ایم اے مورخہ 24۔دسمبر 1996ء کو لاہور میں بوجہ ہارٹ فیل وفات پا گئیں۔

اگلے روز مورخہ 25۔دسمبر کو دارالذکر میں ان کے بڑے بیٹے مکرم حنیف احمد محمود صاحب مربی سلسلہ نے جنازہ پڑھایا جس میں لاہور کے کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔بعد ازاں اسی روز ربوہ بیت مبارک میں بعد عصر محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت نے جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق ناظم وقف جدید نے دعا کروائی۔

موصوفہ موصیہ تھیں۔اور 62 سال کی عمر میں موصوفہ نے وفات پائی۔موصوفہ کا بڑا بیٹا مربی ہے جبکہ تین بچے نصرت جہاں کے تحت افریقہ میں خدمت بجالا رہے ہیں یا بجا چکے ہیں۔

محترم مجید احمد بشیر صاحب ایم ایس سی 9 سال تک غانا میں۔محترم ڈاکٹر مبارک احمد شریف صاحب 6 سال تک تنزانیہ میں خدمت بجالا چکے ہیں جبکہ محترم مظفر احمد مبشر صاحب ایم ایس سی آج کل گیمبیا میں خدمت بجالا رہے ہیں۔احباب جماعت دعا کریں اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے اور تمام پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔آمین۔ (روزنامہ الفضل 30۔دسمبر 1996ء)

تحدیث نعمت کے طور پر دو ذاتی

قابل ذکر، ایمان افروز۔۔واقعات

میرا جامعہ احمدیہ داخلہ لینا، مرّبی بننا بھی اپنی ذات میں ایک قابل ذکر واقعہ ہے اور حضرت مصلح موعود (نور اللہ مرقدہ) کی دعاؤں کی قبولیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہر چند میرا یہ واقعہ محترم والدین کی سیرت وسوانح کا ایک کردار ہے، مگر اسے تحریر میں لانے اور بیان کرنے میں مجھے حجاب ہی رہا۔ لیکن جب 27 مئی 2002ء کو اپنے پیارے والدین کے سوانح حیات لکھ کر فارغ ہوا تو 27 مئی کے حوالہ سے خلافت کی اہمیت و برکات اور خلیفہ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کے واقعات ایک علمی اجلاس میں بیان کرنے کے لئے لکھنے بیٹھا تو نہ چاہتے ہوئے بھی دل نے یہی چاہا کہ اپنے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کی قبولیت کا واقعہ بھی درج کروں۔

میں پیدائشی لحاظ سے کمزوری کے سبب 10-9 سال کی عمر تک بولنے سے بھی قاصر تھا۔ اس صورت حال سے نیز پہلا بیٹا ہونے کے ناطے سے والدین پریشان بھی تھے۔ دعاؤں کے ساتھ ساتھ علاج بھی کروایا۔ لوگوں کے مشورہ پر ''تندوا'' بھی کٹوایا گیا، مگر عمر بڑھتی گئی اور بولنے کی کوئی صورت نہ بنی۔

اسی پریشانی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں دعا کے لئے

عرض کیا جاتا رہا۔ ایک دن والدہ محترمہ صبح سویرے مجھے گود میں لے کر حضور سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئیں ۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ حضور ابھی ناشتہ فرمارہے تھے کہ میں نے تمہارے نہ بول سکنے کے متعلق پریشانی کا اظہار کر کے دعا کی درخواست کی۔ حضور نوراللہ مرقدہ نے فرمایا۔

''بی بی! فکر نہ کرو یہ بچہ بولے گا اور اس کی آواز دنیا سنے گی''۔

یہ دعاؤں بھری خوشخبری لے کر امی جان مرحومہ واپس آئیں۔ اِدھر نہ بولنے کی وجہ سے تمام عزیز واقارب مجھ سے بہت پیار سے پیش آتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرے ایک پھوپھا جان مرحوم مکرم منیر احمد صاحب، کاتب الفضل تھے۔ کتابت کرتے وقت مجھے اپنے پاس بٹھا لیتے اور چار آنے کا لالچ دے کر مجھے ''پھوپھا'' لفظ کہنے کو کہتے تھے۔ یہ غالباً 1960ء کی بات ہے۔

پھوپھا جان مرحوم کی دواڑھائی ماہ کی کوششوں کے بعد خاکسار نے سب سے پہلے ''پھوپھا'' کا لفظ بولا تو گھر میں ایک جشن منایا گیا۔ مجھے انعام میں ''چونی'' ملی، مٹھائی تقسیم ہوئی۔

اب میں عمر کی اس حد کو چھو رہا تھا جو اسکول جانے کی عمر ہوتی ہے۔ باوجود بہت کم اور توتلا بولنے کے مجھے اپنے سے چھوٹے بھائی کے ساتھ اسکول میں بٹھا دیا گیا۔ ذہنی طور پر اسکول دور میں بہت کمزور ہی رہا۔ اور رعایتی نمبروں کے ساتھ اگلی کلاس میں ترقی ملتی رہی۔ یہاں تک کہ آٹھویں کلاس یعنی مڈل کے بورڈ کے امتحان کا وقت آگیا۔ جس کا داخلہ بھجوایا گیا تھا، مگر میری تعلیمی حالت کو دیکھ کر (تعلیم الاسلام ہائی اسکول) والوں نے رولنمبر سلپ دینے سے انکار کر دیا اور میں اسکول کا امتحان دے کر نویں جماعت میں ہو گیا۔ جہاں میں نے اپنے چھوٹے بھائی کی دیکھا دیکھی ہائیجین فزیالوجی رکھ لی تا ڈاکٹر بنوں .... نویں کا امتحان تو انہی مضامین میں رعایتی طور پر پاس کیا اور میٹرک کے لئے جب داخلے کے کاغذات کی تیاری کا وقت آیا تو اچانک میرے دل میں ہائیجین فزیالوجی کی جگہ ''اسلامیات'' میں امتحان دینے کی

تحریک پیدا ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کی قبولیت کا ایک اظہار تھا۔ میں نے محترم ابا جان مرحوم سے جو اس وقت کراچی میں ملازمت کرتے تھے، مضمون کے تبادلہ کی تحریری اجازت مانگی۔ جو نہ ملی اور داخلہ ہائیجین فزیالوجی مضامین میں بھجوادیا گیا۔

رفتہ رفتہ امتحان کا وقت قریب آ گیا اور ایک دفعہ پھر اسکول والوں نے میری نالائقی اور تعلیمی کمزوری کو دیکھ کر رولنمبر سلپ دینے سے انکار کردیا۔ اچانک ابا جان کراچی سے کچھ مدت کی رخصت پر ربوہ آ گئے۔ ابا جان سے عرض کی کہ اسکول جا کر ہیڈ ماسٹر صاحب سے رولنمبر سلپ کی درخواست کریں۔ مگر ابا جان اپنی طبیعت کے پیش نظر کہاں ماننے والے تھے۔ فوراً بولے کہ

''میں سارا وقت ایک لائق طالب علم رہنے والا ایک نالائق طالب علم کے لئے کیسے جاسکتا ہوں''۔

ادھر خاکسار کے چھوٹے بھائی کو رولنمبر سلپ مل چکی تھی۔ خاکسار بہت پریشان تھا خاکسار نے ایک ''حربہ'' استعمال کیا اور امی جان مرحومہ کے ذریعہ ابا جان کو کہلوایا کہ چھوٹے بھائی کو slip مل چکی ہے اور امتحان دینے کی صورت میں وہ آگے نکل جائے گا اور بڑا بھائی پیچھے رہ جائے گا۔ یہ بات محترم ابا جان کے دل کو لگی اور ایک دن خود ہی اسکول جا پہنچے اور محترم ہیڈ ماسٹر صاحب کو Undertaking (تحریری یقین دہانی) دے کر رولنمبر سلپ لے آئے۔ اور آتے ہی اپنی رخصت میں اضافہ کی درخواست بھجوادی۔ اور مجھے پڑھانے کی خود ذمہ داری لے لی۔ امتحان ہونے میں 22-20 دن باقی تھے۔ تیاری شروع کی۔ انگریزی اور حساب میں 7-5 نمبر لینے والا اب اپنے آپ کو بہت بہتر پانے لگا۔ بالآخر امتحان میں شامل ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوا اور 472/850 نمبر لے کر درجہ دوم میں کامیابی حاصل کی۔

نتیجہ نکلنے کے بعد ہم دو بھائی اور ایک کزن کالج میں داخلہ لینے کے لئے اپنے گھر

واقع دارالصدر جنوبی سے نکلے۔ ہم پیدل ہی ریلوے پٹڑی پر کالج کی طرف چل دیئے۔ جونہی جامعہ احمدیہ کی عمارت آئی خاکسار بغیر سوچے سمجھے اور بغیر اپنے ساتھیوں سے مشورہ کے جامعہ احمدیہ کی طرف مُڑ گیا اور داخلہ فارم لے آیا۔ الفضل اخبار میں تو پڑھ ہی رہا تھا مگر ادھر کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ ہاں حضرت خلیفۃ المسیح کی دعائیں تھیں جو قبولیت کا اثر دکھلانا چاہ رہی تھیں۔ گھر واپسی پر ابا جان سے مشورہ کیا۔ ابا جان نے کہا کہ تایا جان سے پوچھ لو۔ جن سے بات کرنے پر جامعہ احمدیہ میں جانے سے قبل B.A. کرنے کا مشورہ ملا۔

مگر یہ کوئی غیبی طاقت تھی۔ جس نے ماسوا جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے تمام دیگر راہوں پر قدغن لگا رکھی تھی۔ وکالت دیوان کے انٹرویو میں کامیابی کے بعد سے جامعہ احمدیہ کے سفر کا آغاز ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے دل و دماغ کو روشن کیا اور ہر سال ہی نمایاں نمبروں کے ساتھ کامیابی حاصل کرتا رہا۔ ''صرف ونحو'' اور ''موازنہ مذاہب'' میرے من پسند مضامین رہے۔ صرف ونحو پسندیدہ مضمون ہونے کی وجہ سے استاذی المحترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم بہت پیار کرتے اور امتحان کے روز ہی میرا پرچہ چیک کرتے۔ بُلا کر نمبروں پر شاباش دیتے اور خوشنودی کا اظہار فرماتے۔ کچھ ایسی ہی کیفیت موازنہ مذاہب میں بھی تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دفعہ غالباً درجہ ثالثہ کی بات ہے ''موازنہ مذاہب'' کے پرچے میں 10 سوال حل کرنے تھے اور ہر سوال کی 10 شقیں تھیں۔ خاکسار ہر سوال کی 10 شقیں لکھ کر نیچے '' تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَة '' لکھتا چلا گیا۔ اور ممتحن صاحب نے بھی ہر سوال کے 10 نمبر دے کر '' تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَة '' لکھا۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کی دعاؤں کے طفیل مجھ حقیر، لاشے محض پر نازل ہوا اور باوجود اپنی انتہائی کمزوریوں اور معصیتوں کے جامعہ احمدیہ میں ''شاہد'' کی ڈگری حاصل کی۔ اور امسال ماہ مئی میں پورے چوبیس سال خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمد لله على ذلك۔ اب تک درج ذیل

اندرون و بیرون ملک جماعتوں میں خدمت دین کی توفیق مل چکی ہے۔اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے الفاظ کہ ''یہ بولے گا اور دنیا اس کی آواز سنے گی'' پورے ہورہے ہیں :

۱۔ بدوملہی ضلع نارووال

۲۔ پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

۳۔ بواور بواجے بو۔۔۔ سیرالیون (مغربی افریقہ)

۴۔ وکالت تبشیر۔۔۔ لندن

۵۔ لاہور، بحیثیت مربی ضلع

۶۔ پشاور بحیثیت مربی ضلع

۷۔ اسلام آباد بحیثیت مربی ضلع تاحال

عرصہ جامعہ احمدیہ کے دوران محلّہ دارالصدر جنوبی (کوارٹرز تحریک جدید اس وقت اس کا حصہ تھے) میں منتظم اطفال اور بعد میں زعیم خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔منتظم اطفال کی حیثیت سے دوبار مقابلہ مابین محلّہ جات ربوہ ''علم انعامی'' حاصل کرنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔

اللھم تقبل منا انك انت السمیع العلیم۔ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے۔

نرینہ اولاد کی پیدائش بطور ایک معجزہ

میرے بیٹے عزیزم سعید الدین احمد سلمہٗ اللہ تعالیٰ (واقف نو) کی پیدائش بھی ایک معجزے سے کم نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کی قبولیت کا ثمرہ ہے۔ اس کی پیدائش Bo شہر کی ہے جو سیرالیون کے Southern Province کا دارالخلافہ ہے۔جہاں میں بطور مربی خدمات سرانجام دے رہا تھا۔

وقف نو کی بابرکت تحریک نے جہاں دنیا بھر کے احمدیوں کے گھروں کو اللہ تعالیٰ کے

فضلوں اور برکتوں سے بھر دیا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے خاکسار اور خاکسار کے اہل خانہ کو بھی اس مبارک تحریک میں شمولیت کی وجہ سے انعامات سے نوازا ہے۔ الحمد لله علی ذلك اور یہ واحد نرینہ اولاد ہے جو خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اس مبارک تحریک کے تحت عطا فرمائی اور دعا ''رَبِّ اِنِّی نَذَرْتُ لَكَ مَا فِی بَطْنِی مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّی '' کی قبولیت کا زندہ نشان ہے اور یوں عزیزم سعید الدین احمد کی پیدائش ایک معجزے سے کم نہیں۔ واقعہ کی تفصیل یوں ہے۔

''امام وقت حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقف نو کی تحریک کا اعلان فرمایا۔ تو میری اہلیہ محترمہ زکیہ فردوس کومل صاحبہ اُمید سے تھیں۔ محترم خلیل احمد مبشر صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ سیرالیون نے مجھے اس تحریک سے آگاہ کیا اور اس تحریک کے تحت ''مَا فِی بَطْنِی '' کو وقف کرنے کی درخواست کی۔ خاکسار نے اپنی اہلیہ محترمہ کے مشورہ سے فوراً حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ''مَا فِی بَطْنِی ''کو وقف کرنے کا خط لکھ دیا۔ اور یوں عزیزم سعید الدین کا شمار ابتدائی واقفین نو میں ہوا اور اس کو 70B نمبر الاٹ ہوا۔

چونکہ پہلے میری تین بیٹیاں تھیں اس لئے طبعاً نرینہ اولاد کی خواہش تھی۔ خود بھی دعا کی، احباب جماعت سے بھی دعا کی درخواست کرتا رہا اور سب سے بڑھ کر امام جماعت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کو دعائیہ خطوط لکھے اور یہ فیصلہ کیا کہ ہر جمعۃ المبارک ایک دعائیہ خط حضور کی خدمت میں بھجوایا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس عزم کو پورا کرنے کی توفیق دی بلکہ دوران حمل کوئی پچاس کے لگ بھگ خطوط بھجوانے کی توفیق ملی۔ (اس کے لئے مکرم شیخ محمد نعیم صاحب مربی سلسلہ جو اس وقت فری ٹاؤن دارالخلافہ میں بطور مربی خدمات بجا لا رہے تھے، کا ممنون ہوں۔ جنہوں نے خطوط کی ترسیل میں بہت تعاون کیا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)

اس سارے عرصہ کے دوران حضرت صاحب کی طرف سے بہت ہی زیادہ تسلی و تشفی والے خطوط موصول ہوتے رہے۔ جس میں حضور انور نے نرینہ اولاد اور صحت مند نرینہ اولاد کی

دعا سے نوازا۔ بلکہ ایک خط میں میری ''گھبراہٹ'' پر تحریر فرمایا۔

'' آپ کا خط ملا۔ گھبرائیں مت۔ دینی کاموں میں ہمہ تن مصروف رہیں۔ اس دفعہ اللہ تعالیٰ انشاء اللہ چندماہتاب لڑکے سے نوازے گا''۔

چونکہ خطوط محترم امیر صاحب کی وساطت سے ملتے تھے۔ ایک اور احمدی دوست کے خط میں حضور نے ''چندِ ماہتاب اولاد'' کے الفاظ استعمال فرمائے اور میرے خط میں ''چند ماہتاب لڑکے'' کے الفاظ سے دعا دی۔ اور یوں مکرم امیر صاحب نے فون پر مجھے حضور انور کے الفاظ میں پوشیدہ خوشخبری سے آگاہ کیا (افسوس حضور انور کا یہ خط تبادلے کے دوران کہیں کھو گیا، جس کا مجھے بے حد افسوس ہے، مگر حضور انور کے یہ الفاظ میرے دل میں نقش کالحجر ہیں)۔

دعائیہ خطوط کا سلسلہ تو میری طرف سے حضور انور کی خدمت میں جاری تھا اور ولادت کا وقت جوں جوں قریب آرہا تھا، خاکسار نومولود کا نام رکھنے کی بھی درخواست کر رہا تھا۔ حضور انور کی شفقت میرے شامل حال تھی۔ کہ میرے ایک خط کے جواب میں تحریر فرمایا کہ ''نام پہلے بھجوا چکا ہوں''۔ نام والا یہ خط مجھے بہت بعد میں ملا۔ جس میں حضور انور نے اپنے دست مبارک سے ''سعیدالدین احمد/ سعدیہ محمود'' تحریر فرمایا کہ لڑکا ہونے کی صورت میں سعید الدین احمد اور لڑکی کی صورت میں سعدیہ محمود نام رکھیں۔

ولادت کی بات چلی ہے تو اس سے متعلقہ ایمان بڑھانے والی چند مزید باتوں کا تذکرہ ہو جائے۔ عزیزم سعیدالدین احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ محترمہ نے دوران حمل خواب دیکھا کہ

'' چاندنی رات ہے اور اکتوبر کا مہینہ ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے، جو جسم کو بھلی محسوس ہو رہی ہے اور چاند اپنے پورے جوبن کے ساتھ چمک رہا ہے تا آنکہ آنکھوں کو خیرہ کر رہا ہے''۔

حضور کو جب یہ خواب بھجوائی گئی تو حضور نے تحریر فرمایا کہ'' اس کی پیدائش سے پہلے

والی خواب مبارک ہے، الحمد للہ''۔۔۔۔اور عزیزم احمد کی پیدائش اکتوبر میں ہی ہوئی۔ چاندنی رات تھی اور جمعہ کا مبارک دن تھا (شاید اللہ تعالیٰ نے اس دن کا چناؤ اس لئے کیا کہ میں ہر جمعہ حضور کی خدمت میں دعائیہ خط ارسال کرتا تھا اور خدا تعالیٰ نے دعاؤں کی قبولیت کا تحفہ اور نذرانہ جمعہ ہی کو عطا فرمایا) بادلوں کی آغوش میں ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور بعد میں موسلا دھار بارش بھی ہوئی۔

افریقہ میں تمام جدید قسم کی سہولیات سے محروم علاقہ ہو، جس میں طبی معائنہ کرنے کا بھی معقول انتظام نہ ہو، وہاں اگر ڈلیوری کیس پیچیدہ ہو جائے تو پھر باری تعالیٰ ہی اپنے فضلوں سے تمام روکیں دور کرتا ہے اور فضل بھی وہ جو خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کے طفیل نازل ہو رہے ہوں۔ والدہ سعیدالدین احمد کا معاملہ بھی پیچیدگی اختیار کرگیا تھا اور دوران حمل internal bleeding ہوتی رہی جس کا ڈاکٹر کو اندازہ نہ ہوسکا۔ بچے کی پیدائش پر ڈاکٹر جو عیسائی تھے اور نام اُنکا Mr.Frazor تھا، میرے پاس آئے۔ پریشانی کے عالم میں مجھے بیٹے کی اطلاع دیتے ہوئے کہا کہ'' تمہاری بیوی اور بچہ کس طرح زندہ ہیں۔ اس قدر internal bleeding ہے کہ ایسی حالت میں زچہ و بچہ کا زندہ رہنا مشکل ہے۔ میری زندگی میں زچہ و بچہ کا ایسی حالت میں محفوظ رہنے کا یہ پہلا کیس ہے۔'' خاکسار نے جواباً کہا کہ '' ڈاکٹر فریزر! اس بچے کیلئے ایک عظیم روحانی ہستی نے دعائیں کر رکھی ہیں جو خدا کے حضور مقبول ہوتی ہیں۔'' ڈاکٹر فوراً کھڑے ہوگئے اور بولے کہ کیا میں ایسی ہستی کو دیکھ سکتا ہوں، جس کی دعائیں آج کی دنیا میں بھی مقبول ہوتی ہیں۔'' اور میں نے اگلے روز ڈاکٹر صاحب کو قرآن کریم انگریزی اور ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا انگریزی ترجمہ پیش کیا جو انہوں نے بخوشی قبول کرلیا اور کہا'' کہ میں ہر صبح بائبل کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا کروں گا۔''

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ ایک دو ماہ تک سیرالیون کا دورہ کرنے والے تھے۔ حضور کی تشریف آوری پر خاکسار نے ڈاکٹر صاحب موصوف کی حضرت صاحب سے

ملاقات کروادی۔

حضور انور نے خاکسار اور اہلیہ محترمہ کے خطوط (جن میں ملک کے خراب معاشی حالات کا ذکر تھا) کے جواب میں ایک دفعہ تحریر فرمایا تھا کہ'' اس بچے کی پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ اس ملک کے حالات بدل دے گا''۔

حضور انور کی اس دعا کو بھی ہم نے اپنی آنکھوں سے قبول ہوتے دیکھا۔حکومت نے معاشی حالت بہتر بنانے کیلئے بعض ایسے اقدامات کئے ،جنکی وجہ سے ملک کی معیشت بہت بہتر ہوگئی اور Bo (سیرالیون کا دوسرا بڑا شہر اور سب سے بڑے صوبہ کا دارالخلافہ تھا) شہر جو بجلی جیسی نعمت سے محروم تھا میں بجلی کا انتظام بھی ہوگیا۔

حضور انور کی سیرالیون آمد پر اگر حضور انور کے عزیزم سعید الدین احمد سلمہٗ اللہ تعالیٰ کیلئے شفقت بھرے جذبات کا ذکر نہ کروں تو شاید مضمون ادھورا رہ جائے۔۔۔۔ائیر پورٹ پر ہم سب حضور کے استقبال کیلئے جمع تھے۔ چونکہ حضور نے انٹرنیشنل ائیر پورٹ Lungi (لنگی) سے بذریعہ ہیلی کاپٹر فری ٹاؤن ائیر پورٹ آنا تھا ،حضور کا عملہ پہلی پرواز میں آ گیا۔جن میں مکرم ہادی علی چوہدری صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری) جو جامعہ احمدیہ میں میرے ہم جماعت بھی رہے ہیں،شامل تھے۔ مجھے دیکھتے ہی بولے کہ'' حنیف! فیر تکےّ نال لے لیا ای'' یعنی دعاؤں کے زور پر نرینہ اولاد سے اپنی جھولی بھر لی ہے۔۔۔۔ معاً بعد جب حضور انور مستطر پر اترے۔ابتدائی سلام دعا کے بعد VIP Room میں خاکسار حضور انور کی طرف ترسی ہوئی مگر محبت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ ہاں دیکھتا کیوں نہ، اپنے آقا سے سات سال بعد ملاقات کا موقعہ مل رہا تھا۔۔۔۔حضور نے اس انداز میں اپنی طرف مجھے دیکھتے ہوئے بُلایا۔ معانقہ اس طرح ہوا کہ حضور کے جسم مبارک اور خاکسار کے درمیان ایک تپائی حائل تھی۔ حضور انور نے حال احوال پوچھا۔اہلیہ محترمہ کا پوچھا اور فرمایا ''ننھا مجاہد کہاں ہے''۔ میں نے عرض کی کہ حضور وہ تو Bo میں ہے، جہاں میں مقیم تھا۔فرمایا'' ہاں ،کل ہم وہاں جا رہے ہیں۔

ملاقات ہوگی۔''۔۔۔حضور انور جب Bo تشریف لائے تو کیا عجب نظارہ تھا۔ ہر طرف نور ہی نور بکھرا ہوا نظر آتا تھا۔حضور انور کی رہائش تو کسی سرکاری گیسٹ ہاؤس میں تھی۔حضور انور جب ''بیت الذکر'' نماز جمعہ کیلئے تشریف لائے تو ملحقہ مشن ہاؤس میں بھی قدم رنجہ فرمایا۔ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ مرحومہ بھی ہمراہ تھیں۔۔۔۔محترمہ بیگم صاحبہ مرحومہ نے میری اہلیہ محترمہ سے فرمایا'' کہ حضور تمہارے بچے کے لئے لندن سے تحفہ لائے ہوئے ہیں، جو میں فری ٹاؤن بھول آئی ہوں۔ واپسی پر وہ مجھ سے لے لیں۔''اس قدر پیار و شفقت میرے آقا کی اپنے غلام کے ساتھ۔ میں نے جب وہ پیکٹ وصول کیا تو روزمرہ کے استعمال کی ہر چیز اس پیکٹ میں موجود تھی۔

اللہ تعالیٰ میرے آقا کو صحت تندرستی والی فعال لمبی عمر عطا فرمائے اور میرے بیٹے عزیزم سعید الدین احمد سلمہ اللہ کو وقف کے تمام تقاضوں پر پورا اترنے کی توفیق دے۔

آمین ثم آمین یارب العالمین

اظہار تشکر

کمپوزنگ سے اشاعت تک درج ذیل احباب کا میرے ساتھ تعاون رہا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جناب سے اسکی نیک جزاء عطا فرمائے۔ آمین

۱۔ عزیزم فضل اللہ منصور احمد نے کمپوزنگ کے فرائض انجام دیئے۔

۲۔ مکرم چوہدری شاہد احمد صاحب اسلام آباد نے سارے مسودہ کی نہ صرف نوک پلک درست کی بلکہ مفید مشورہ جات سے بھی نوازا۔

۳۔ برادرم عزیزم عبدالمعظم خان نے ترتیب وتزیین میں مدد فرمائی۔

۴۔ عزیزم مجید احمد بشیر صاحب آف لاہور اور ان کے اہل خانہ نے اشاعت کے تمام اخراجات برداشت کئے۔

۵۔ عزیزم ڈاکٹر مبارک احمد شریف صاحب مریم میڈیکل سنٹر ربوہ ترسیل کے تمام اخراجات برداشت کر رہے ہیں۔

(فجزاھم اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرہ)

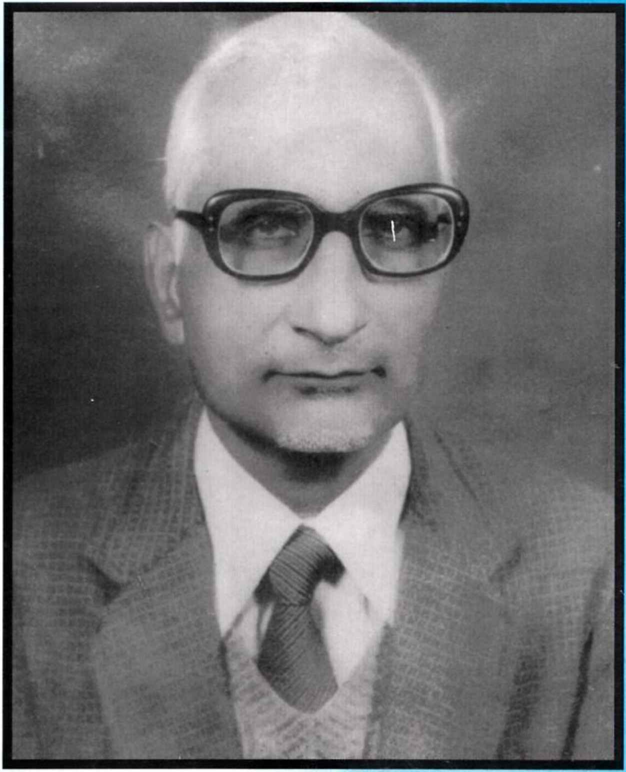

ابا جان مرحوم

محترم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی

(1924ء - 1993ء)

ضمیمہ

میرے محسن والدین

(حنیف احمد محمود مربی ضلع اسلام آباد)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کہ ''ہر خاندان کو اپنے بزرگوں کی تاریخ اکھٹا کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔'' کے تحت خاکسار نے اللہ تعالیٰ اور محض اللہ تعالیٰ سے توفیق پا کر اپنے محترم والدین (محترمہ مریم صدیقہ مرحومہ اور محترم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی مرحوم) کی سیرت و سوانح پر ایک کتاب تصنیف کی۔ جسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت پذیرائی نصیب ہوئی اور پاکستان و بیرون پاکستان سے بے شمار جاننے والے احباب و خواتین اور عزیز و اقارب نے ٹیلی فونز اور خطوط و فیکسز کے ذریعہ میری اس حقیر سی کوشش کو پسند فرمایا اور والدین کے حق میں دُعا دی اور ابھی بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور دوسرے تیسرے دن کسی فون یا خط کے ذریعہ والدین کے حق میں دُعا مل جاتی ہے۔ بعض دوستوں نے اپنی یادیں جو والدین سے وابستہ تھیں بھجوائیں۔ بعض نے بھجوانے کا وعدہ کیا۔ اور بعض کے لئے میری یہ تصنیف اپنے بزرگوں کی یادوں کو تازہ کرنے کا پیش خیمہ بنی اور انہوں نے بھی حضور انور کے ارشاد کی روشنی میں اپنے والدین کی سیرت و سوانح لکھنے کے عہد باندھے۔۔۔ اور میرے بعض کرم فرماؤں نے کتابت کی غلطیوں کی نشاندہی کی۔ جبکہ خاکسار نے یہ کوشش کی تھی کہ کتابت کی کوئی غلطی نہ رہ جائے لیکن پروف ریڈنگ ایک بہت ہی مشکل امر ہے۔ اور باوجود بہت کوشش اور غلطی نہ چاہتے ہوئے بھی کوئی نہ کوئی غلطی رہ جاتی ہے۔ میں ان غلطیوں پر معذرت خواہ ہوں۔ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے یا میرے کسی بہن بھائی یا عزیز و اقارب کو اسکی اشاعت کی دوبارہ توفیق دی تو ان غلطیوں کے ازالہ کے لئے ضرور کوشش کی جائے گی۔

تاہم یہاں حضور رحمہ اللہ کے ارشاد ''(شکر گزاری کا) سب سے بہتر تحفہ

جزاکم الله تعالیٰ احسن الجزاء کی دُعا ہے۔" (خطبہ جمعہ ۷۔ مارچ ۲۰۰۳ء) کے تحت ان تمام احباب کے حق میں جزاھم الله تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ کی دُعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پیار و محبت کے اس رشتہ کو جو اسلام اور احمدیت کی اساس ہے بڑھائے اور ہم سب کو اپنے بزرگوں اور آباء و اجداد جن میں سب سے بڑھ کر کامل و اکمل انسان سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، کے اُسوہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

"میرے محسن والدین" میں خاکسار نے کوشش تو کی تھی کہ تمام یادیں جو والدین کی سیرت کا حصہ ہیں آجائیں۔ لیکن کتاب کی اشاعت کے بعد بعض ایسی یادوں نے ذہن میں کروٹیں لینی شروع کیں جو یا تو ذہن میں آئی نہیں یا باوجود ذہن میں ہونے کے ضبط تحریر میں آنی رہ گئیں۔ شاید اُس کی وجہ روزمرّہ کے نوٹس میں اُن کا درج ہونے سے رہ جانا ہے۔ جیسے ابا جان مرحوم کی اپنے آقا مولیٰ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے پیار اور عقیدت کے ضمن میں ایک واقعہ درج ہونے سے رہ گیا۔ وہ یہ کہ ابا جان مرحوم سنت رسولؐ پر چلتے ہوئے ہر کام کو دائیں ہاتھ سے شروع کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ جوتا پہننا ہو تو دائیاں پہلے۔ کپڑے پہننے میں بھی یہی طریق رکھا حتیٰ کہ عرف عام میں مَردوں کے طریق سے ہٹ کر گھڑی بھی دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے اور بالوں کی مانگ بھی دائیں طرف ہی نکالا کرتے تھے۔

کتاب کی اشاعت سے قبل بھی تو مواد مہیا کرنے میں میرے بہن بھائیوں نے بھرپور تعاون کیا تھا لیکن اشاعت کے بعد بہن بھائیوں کی نجی محفلوں میں والدین کی باتوں اور مزید چند حسین یادوں کا آپس میں تبادلہ ہوتا رہا۔ جن کو تاریخ کا حصہ بنانے کے لئے یہاں محفوظ کر رہا ہوں۔ نیز اُن دوست احباب کے تبصرے جو خطوط یا فیکسز کی صورت میں تحریراً ملے اور جن میں مرحوم روحوں کو مختلف دُعاؤں سے نوازا گیا ہے۔ محض اس نیت سے مہیا کر رہا ہوں کہ جو بھی انہیں پڑھے وہ میرے والدین کی مغفرت کے لئے یوں دُعا کر دے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَارْفَعْ دَرَجَاتِھِمْ ۔اَکْرِمْ مَثْوَاھُمْ وَ

نَوِّرَ مَرْقَدَهُمْ وَادْخِلْهُمْ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ۔

مزید چند یادیں تحریر میں لانے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا خاندانوں کی تاریخ کو زندہ رکھنے کے بارے ایک اور اقتباس (ایک اقتباس کو خاکسار نے میرے محسن والدین کی بنیاد بنایا تھا) یہاں بطور برکت کے پیش کیا جاتا ہے۔

''جرمنی میں حضرت خلیفہ الرابعؒ نے بعض واقفین نو سے ان کے والد اور دادا کا نام پوچھا۔ بعض کو اپنے دادا کا نام تک نہیں آتا تھا اور نہ انہیں یہ علم تھا کہ ان کے خاندان میں احمدیت کب آئی۔ اس پر حضرت خلیفہ الرابعؒ نے اس پر فرمایا کہ'' آپ کو اپنے دادا کے نام کا بھی صحیح نہیں پتہ۔ اگر پتہ ہے تو ان کی احمدیت کا کچھ پتہ نہیں۔ اب تم لوگ کیا یادیں لے کر آگے بڑھو گے''۔

مزید حضورؒ نے فرمایا کہ ''میں کئی سال سے جماعت کو نصیحت کر رہا ہوں کہ خدا کے لئے اپنے اپنے خاندانوں کی تاریخ کو زندہ رکھیں اور اپنے خاندانوں کو تاریخ احمدیت سے شروع کریں۔ وہ کب احمدی ہوئے پھر انہوں نے کیا کیا قربانیاں کیں، کیا کیا تکلیفیں اُٹھائیں، پھر اللہ نے ان پر کیا فضل فرمائے۔ یہ ساری سچی کہانیاں ہیں اور بڑی دلچسپ اور دردناک بھی ہیں۔ یہ ساری باتیں یاد رکھو گے تو زندہ رہو گے ورنہ مٹی میں مل جاؤ گے۔ اگلی نسلوں کو پتہ ہی کوئی نہیں ہوگا کہ کن کی نسلیں ہیں، کہاں کہاں سے آئے ہیں ان کی کیا نیک روایات ہیں''۔

حضورؒ نے عربوں کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ''وہ لوگ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام تک اپنے نسب نامے یاد رکھتے تھے۔ اپنے اچھے پاک ماں باپ کی باتیں یاد رکھنا اور ان کے ساتھ اپنے رشتے ملانا بڑی اچھی بات ہے۔ آپ لوگ ان کی باتیں یاد رکھیں گے تو زندہ رہیں گے''۔ حضور نے سلطان محمود غزنوی کے وفادار خادم ایاز کی کہانی سنا کر بتایا کہ وہ کس طرح بادشاہ کا مقرب ہونے کے باوجود اپنے ماضی کو یاد رکھتا تھا اور نصیحت فرمائی کہ خدا کا خوف کریں اور آپ نے احمدیت کا جو فیض پایا ہے ان کی یادوں کو زندہ رکھیں۔ تب آپ کو پتہ چلے گا کہ آپ کیا تھے اور خدا نے کیا سے کیا بنا دیا''۔ (کچھ کلیاں کچھ پھول۔ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ اسلام آباد صفحہ ۱۲۴۔۱۲۵)

سنت رسول کی پیروی میں ہر دو وجود بہت کوشاں رہتے تھے اوران کی کوشش ہوتی کہ کوئی ایسا مبارک عمل نہ رہ جائے جو سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ کی سنت سے ثابت ہو۔بعینہ اُس صحابیؓ کی طرح جس نے تمام احکام خداوندی پر ایک ایک کر کے عمل کر لیا اور جب صرف ایک حکم (وَاِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۔النور:۲۹) پر عمل کرنا باقی رہ گیا تو ''چلے جاؤ'' کی آواز سننے کے اشتیاق اور'' فَارْجِعُوا '' کے حکم کی تعمیل میں بے تاب یہ صحابیؓ مدینہ کی گلیوں میں نکلے اور ہر گھر کا دروازہ کھٹکایا۔تا اس حکم کی بھی تعمیل ہو سکے۔مگر آنحضور ﷺ کی محبت اور قوت قدسیہ کے پیش نظر صحابہؓ کی تربیت کا یہ عالم تھا کہ اس صحابیؓ کو فَارْجِعُوا کی آواز سننے کو نہ ملی ۔اور ہر صحابیؓ نے دروازہ کھٹکانے پر انہیں اپنے گلے سے لگایا۔

۱۹۸۹ء رمضان کی آمد آمد تھی تو ابا جان نے یہ کہہ کر بیت مبارک میں اعتکاف بیٹھنے کی درخواست دی کہ یہ بھی ایک سنت رسول ہے جس پر عمل ہونا رہ گیا ہے ۔ایک دفعہ جب ہم راولپنڈی میں مقیم تھے اور ہم ابھی بچپن کا دَور گزار رہے تھے کہ ایک دن میں عزیزم مجید احمد کے ہمراہ نماز کے لئے نماز سینٹر گیا۔ابا جان بھی ساتھ تھے تو راستے میں کانٹے نظر آئے تو ابا جان مرحوم نے ہمیں ہٹا دینے کو کہا۔ہم جب واپس گھر آئے تو والدہ محترمہ مرحومہ کو بہت خوشی کے ساتھ یہ خبر دی کہ آج آپ کے بیٹے حکم خداوندی کی تعمیل میں راستے سے کانٹے ہٹا آئے ہیں اور ۷۰ گنا ثواب حاصل کر آئے ہیں۔

بچوں کو نصیحت کا طریق بھی بہت نرالا تھا۔جس کے مختلف انداز کتاب میں بیان ہو چکے ہیں ۔تربیت کا ایک انداز یہ تھا کہ جب محسوس کرتے کہ میری نصیحت سے بچہ بُرا منائے گا یا اُسکی خفگی ہو گی تو موقعہ پا کر اخبار الفضل یا کسی اور جریدہ سے اُس نصیحت بارے مضمون کا تراشہ خاموشی کے ساتھ اُس بچہ کو پڑھنے کو دے دیتے ۔مجھے یاد ہے کبھی تمباکو بارے مضمون ،کبھی زکوۃ بارے مضمون ،کبھی چندے بارے مضمون کے تراشے مختلف بچوں کے حوالے کئے ۔نصیحت کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے ۔ایک دفعہ جب چھوٹا بھائی نصرت جہاں سکیم کے تحت زندگی

وقف کر کے غانا روانہ ہونے لگا تو اُس کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو۔ بیٹا! جہاں تم جا رہے ہو وہاں پیسہ نہیں خدمت ہے اور اسی جذبہ سے جاؤ۔

اپنے کام سے بہت دیانت دار تھے۔ آخری عمر میں جب وقف کر کے دفاتر تحریک جدید میں خدمات بجا لا رہے تھے۔ تو وقت پر دفتر جاتے ، وقت پر واپس آتے۔ گھر چونکہ دفتر سے قریب تھا اس لئے ۱۰ بجے کی چائے گھر آ کر نوش فرماتے۔ لیکن اس وقت کو بھی ضائع نہ کرتے۔ جتنی دیر چائے تیار ہوتی اُتنی دیر تلاوت قرآن پاک بلند آواز سے کرتے اور چائے پینے کے دوران بھی نوٹس لے رہے ہوتے۔ گویا کہ اپنے وقت کو کسی پہلو سے بھی ضائع نہ کرتے۔

امی جان اور ابا جان مرحومین کا آپس میں رشتہ ازدواج بھی مثالی تھا۔ میں نے امی جان کو ابا جان کی بہت خدمت کرتے دیکھا۔ اور بہت چھوٹے چھوٹے امور میں بھی خاوند کی اطاعت اور خدمت امی جان کا شعار تھا۔ اور ہر وقت اس میں کوشاں رہتیں کہ میری وجہ سے میرے میاں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ حتی کہ گھر میں بھروں کریلے (جو ابا جان مرحوم کو بہت پسند تھے) پکتے تو ابا جان کو کھانے میں پیش کرتے وقت اُوپر سے دھاگہ اُتار دیتیں۔ بسا اوقات میں مذاق سے امی مرحومہ کو کہتا کہ امی جان! ہمیں دیئے گئے کریلوں کا بھی دھاگہ اُتار دیا کریں ۔۔۔ اُس وقت آپ اُتار تو دیتیں لیکن ساتھ ہی فرماتیں کہ دیکھو! وہ آپ کے ابو ہیں اور میرے میاں (سرتاج کہا کرتی تھیں) اُن کی سہولیات کا خیال رکھنا میرے فرائض میں شامل ہے۔ کبھی اپنے میاں کا راز فاش نہ کرتیں۔ اُن کی عزت و توقیر کے مقابل پر ایک مضبوط دیوار بن جاتیں اور کبھی کوئی بات اُن کے خلاف سُننا گوارا نہ کرتیں۔

اس سال 2003ء میں بفضلہ تعالیٰ مرکزی مجلس مشاورت میں خاکسار کو مربیان پاکستان (اصلاح وارشاد مرکزیہ) کے نمائندہ کے طور پر شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ مجلس شوریٰ کی مناسبت سے ایک یاد نے کروٹ لینی شروع کی کہ ابا جان مرحوم جماعت کے تمام فنکشنز میں ضرور حصہ لیتے۔ شوریٰ میں یا تو نمائندہ کے طور پر شامل ہو رہے ہوتے۔ اگر کسی سال

نمائندگی نہیں ملی تو زائر کی حیثیت سے ضرور شامل ہوتے ۔اور تمام کارروائی کو بغور سنتے ۔۔۔مجلس انصاراللہ کے اجتماع کے موقعہ پر جہاں علمی مقابلہ جات میں بھرپور حصہ لیتے (جس کا کتاب میں ذکر ہے) وہاں ورزشی مقابلہ جات میں بھی حصہ لیتے۔رسہ کشی ،والی بال اور دیگر ورزشی مقابلوں میں حصہ لیتے۔اور کہا کرتے تھے کہ یہ بھی تربیت کا حصہ ہے۔

☆ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن سے لکھتے ہیں۔

"آپ کی تازہ کتاب جو آپ نے اپنے بزرگ والدین کی سیرت وسوانح پر تحریر فرمائی ہے۔حضور انور رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچی ہے۔بعد ملاحظہ حضور نے آپ کی اس کاوش کو پسند فرمایا اور آپ کے مرحوم والدین کے درجات کی بلندی کے لئے دُعا کی ہے۔جزاکم اللہ احسن الجزاء ۔اللہ تعالیٰ تمام نیک روحوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے۔آپ اور آپ کے بہن بھائیوں کو ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نیکی اور تقویٰ میں ترقی عطاء فرمائے اور سلسلہ کی خدمت کی توفیق عطاء فرمائے۔عزیزہ فردوس اور بچوں کو حضور انور کی طرف سے پیار،سلام اور دعا۔"

☆ مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لندن لکھتے ہیں۔

"آپ کی تازہ تصنیف "میرے محسن والدین" ملی۔بہت بہت شکریہ۔آپ نے مرحوم والدین کی بہت اچھی اور قائم رہنے والی خدمت کی ہے۔یقین ہے کہ ان کی روحیں جنت میں آپ سے شادکام ہونگی اور ان کی دعاؤں کا فیض جاری وساری رہے گا۔یہ کتاب بھجوانے کا بہت بہت شکریہ۔ایک سرسری نظر ڈالی ہے اور انشاء اللہ اس کو بعدازاں بالاستیعاب پڑھوں گا۔"

اور مطالعہ کے بعد اپنے ایک خط میں تحریر کیا۔

"آپ نے یہ کتاب شائع کر کے والدین کی پیاری یادوں کو خوب محفوظ کیا ہے۔ بہت مفید،معلوماتی اور سبق آموز کتاب ہے جس سے والدین کے حالات اور سیرت پر خوب

روشنی پڑتی ہے۔ بہت اچھی کتاب ہے جس میں والدین کی نیکیوں کو محفوظ کرنے کے علاوہ ان کے نیک تذکرہ کو بہت محبت اور پیار سے آپ نے صفحات قرطاس پر منتقل کر دیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء ۔ آپ کے والدگرامی سے مجھے ربوہ میں ملاقات کا موقع ملتا رہا۔ اب کتاب سے ان کی اعلیٰ اور بلند شخصیت کا علم ہوا۔ اور یہ افسوس ہو رہا ہے کہ کبھی ان سے تفصیلی ملاقات کی صورت نہ بن سکی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم والدین کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو یہ کتاب لکھنے کی جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔''

☆ مکرم محمود احمد صاحب امیر و مشنری انچارج آسٹریلیا تحریر کرتے ہیں۔

''آپ کی طرف سے کتاب ''میرے محسن والدین'' ملی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ آپ کو تحریر کا بھی شوق ہے اس کار خیر کو جاری رکھیں۔''

☆ مکرم ہادی علی صاحب لندن سے تحریر کرتے ہیں۔

''آپ کی مرسلہ کتاب ''میرے محسن والدین'' موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء ۔ سرسری طور پر جائزہ لیا ہے ماشاءاللہ بہت خوبصورت رنگ میں آپ نے دعا ''ربّ ارحمہما ۔۔۔۔'' کو ۱۲۳ صفحات میں پھیلایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور مرحوم والدین کے لئے مقبول دُعا بنا دے۔''

☆ مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ جرمنی سے لکھتے ہیں۔

''ابھی جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ کی طرف سے تصنیف ''میرے محسن والدین'' ملی۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء ۔ خاکسار نے اس کا فوراً مطالعہ شروع کر دیا جس سے آپ کے والدین اور میرے نہایت بزرگ اور محترم ہستیوں کی سیرت کے ایسے ایسے گوشے سامنے آئے جو باوجود اس کے کہ ہم اپنے بچپن سے انہیں دیکھتے چلے آرہے تھے مگر پھر بھی ہماری آنکھوں سے اوجھل تھے۔ چنانچہ میں آپ کا اس لئے بھی شکرگزار ہوں کہ آپ کی اس نوازش کے نتیجہ میں مجھے ان نیکیوں اور ان کی ان خوبیوں سے بھی آگاہی ہوئی جن کے بارے مجھے وہم

وگمان بھی نہ ہوسکتا تھا۔''

☆ مکرم ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر صاحب احمدیہ میڈیکل سنٹر موروگورو (تنزانیہ) سے لکھتے ہیں۔

''آپ کی طرف سے بھجوائی جانے والی کتاب ''میرے محسن والدین'' بوساطت امیر صاحب تنزانیہ موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار نے خداتعالیٰ کے فضل سے اس کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے اور اس بات سے خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنے والدین کی سیرت وسوانح لکھ کر اُن سے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے۔ یقیناً ان کی بے شمار ایسی خوبیاں منظر عام پر آئی ہیں جو اس کتاب کے عدم اشاعت کی وجہ سے پوشیدہ رہ جاتیں۔ خاکسار نے ایک بات کو خصوصیت سے نوٹ کیا ہے وہ آپ کے والد صاحب کی نظام وصیت سے متعلق ہے۔ آپ نے لکھا ہے ''محترم ابا جان مرحوم کی خواہش تھی کہ میرے اہل خانہ کا ہر فرد نظام وصیت سے منسلک ہو۔۔۔۔۔ اور ابا جان کی وفات سے قبل ساری اولاد اور تمام بہوئیں موصی تھیں۔'' میرے نزدیک یہ اس بات کی قطعی شہادت ہوسکتی ہے کہ آپ کے والد محترم دنیادار نہیں تھے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے تھے۔ خداتعالیٰ انہیں اس کا اجر عطا فرمائے۔ آمین۔ اسی طرح صفحہ نمبر ۲۲ پر ۱۵ روپے ملنے اور بعد میں صدقہ میں جمع کروانے کا واقعہ بھی بہت ایمان افروز ہے۔ اسی طرح آپ کی والدہ محترمہ کا حضرت مسیح موعودؑ کا قصیدہ یا عین فیض اللہ زبانی یاد کرنا اور صبح کی نماز کے بعد معہ ترجمہ دھرانا ایک حیرت انگیز بات ہے یہ ان کے دینی شغف اور یقین وایمان پر دلالت کرتی ہے۔

محترم ڈاکٹر مبارک احمد شریف صاحب نے تنزانیہ میں بہت اعلیٰ خدمات سرانجام دی ہیں ابھی تک لوگ ان کو یاد کرتے ہیں۔''

☆ مکرم ظہور احمد بشیر صاحب مربی سلسلہ لندن لکھتے ہیں۔

''آپ کی طرف سے آپ کا مجموعہ مضامین موصول ہوا۔ ماشاء اللہ بہت اچھی

کوشش ہے۔خاص طور پر آجکل کے لحاظ یعنی رمضان المبارک کے حوالہ سے یہ مضامین نہایت اہم ہیں۔ میں خود بھی ان سے فائدہ اُٹھا رہا ہوں اور بعض دوسرے مبلغین بھی تقاریر اور درسوں وغیرہ کے لئے آپ کی یہ کتاب مجھ سے مطالبہ کرتے ہیں۔مضامین کے علاوہ اس کا ٹائٹل کور ماشاء اللہ بہت خوبصورت ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش کو ہر لحاظ سے باعث برکت بنائے۔آمین۔

اس سے قبل آپ کی کتاب ''میرے محسن والدین'' بھی مطالعہ سے گذری ہے وہ آپ نے قمر صاحب کو بھجوائی تھی ان سے میں نے لے کر دیکھی ہے۔محترم چچا جان کے متعلق تھوڑا بہت تو علم تھا مگر اس کتاب کے مطالعہ سے ان کے متعلق تفصیلی حالات پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ آپ نے ان کی زندگی کے بارہ میں کافی تفصیل بیان کی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کی ان کوششوں کو باعث برکت بنائے۔''

☆ مکرم مولانا سید شمشاد احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ واشنگٹن نے امریکہ سے بذریعہ فیکس درج ذیل تاثرات بھجوائے ہیں۔

''آپ کی کتاب ''میرے محسن والدین'' کا مطالعہ کیا۔بہت اچھی اور مفید پائی۔ جزاکم اللہ ۔اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پیارے والدین کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے ۔۔۔۔اور آپ سب بہن بھائیوں کو پیار و محبت اور اتفاق سے رکھے اور ہمیشہ خوشیاں نصیب کرے اور برکتوں سے معمور زندگیاں عطاء کرے۔آمین۔''

اپنے ایک اور خط میں مولانا صاحب موصوف تحریر کرتے ہیں۔

''آج کی ڈاک میں مکرم کوثر صاحب نے آپ کی کتاب ''میرے محسن والدین'' بھجوائی اللہ تعالیٰ آپ کے قلم میں مزید برکت اور زور پیدا فرمائے۔آمین۔آپ اس ناچیز کو یاد رکھتے ہیں اس پر جتنا بھی آپ کا شکریہ ادا کروں کم ہے۔بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ وہ آپ کو اپنے خاص فضلوں سے نوازے۔اور خدمتِ دین کی احسن رنگ میں توفیق دے۔''

☆ مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب سابق پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول کینما سیرالیون حال امریکہ لکھتے ہیں۔

"بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے یہ گرانقدر تحفہ ارسال فرمایا۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء ۔آپ کے والد بزرگوار کے حالات زندگی اوران کی صفات حسنہ اور مناقب کا مطالعہ کر کے دل سے ان کی بلندی درجات کے لئے دعا نکلی ۔خداوند کریم نے حضرت مسیح موعودؑ کی پاک جماعت کو کیسے کیسے نیک دل اور فدائی خدام عطا فرمائے ہیں ۔حضرت مرحوم کی اس بات کا دل پر خاص اثر ہوا کہ انہوں نے اپنے بچوں کے ناموں کے ساتھ حضرت اقدسؑ کے صاحبزادوں کے اسمائے گرامی پر تخلّص تجویز فرمائے ۔اظہار محبت و تعلق کا کیسا نرالا انداز اختیار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کی تمام اولاد کو اسم بامسمیٰ بنائے ۔آمین۔"

☆ مکرم خلیل احمد مبشّر صاحب مشنری ایڈمنٹن کینیڈا تحریر کرتے ہیں۔

"آپ کی طرف سے "میرے محسن والدین" کتاب موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء ۔کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھنے کا موقعہ ملا۔ آپ نے دل وجان سے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت ارشاد "اپنے بزرگوں کی تاریخ کو اکھٹا کرنے" پر عمل کرنے کی سعادت پائی ۔اور اپنے بزرگ والدین کے حالات یکجا کر کے کتابی صورت میں شائع کرنے کی توفیق پائی ۔اس پر آپ دلی مبارک باد کے مستحق ہیں ۔اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش اور سعی کو قبول فرمائے اور آپ کے بزرگ والدین کی مغفرت فرمائے ۔ان کے درجات بلند فرماتا رہے۔ اور آپ سب بھائی ، بہنوں کو ان کی نیکیوں کو زندہ رکھنے اور ان نیکیوں کو آگے سے آگے بڑھانے کی توفیق دے۔ اور آپ سب کی نیکیوں اور خدمتوں کا ثواب اور اجر بھی آپ کے والدین کو پہنچتا رہے۔ آمین

براہ کرم میرا سلام اپنے بھائیوں اور بہنوں تک پہنچا دیں ۔اللہ سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور خدمت دین سے نوازتا رہے۔"

☆ مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اصلاح وارشاد قادیان نے میرے بہنوئی مکرم بشیر احمد ناصر آف کینیڈا کو بتلایا کہ

''میں نے کتاب کا بلا ستیعاب مطالعہ کر لیا تھا۔آپ کا ذکر بھی بہت عمدگی کے ساتھ کیا گیا ہے ۔اس طرح والدین کو زندہ رکھنے کا سلسلہ جماعت میں جاری رہنا چاہیے ۔حنیف صاحب نے بہت محنت سے زندگی کی تمام یادوں کو اکھٹا کر دیا ہے۔''

☆ مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت ربوہ سے لکھتے ہیں۔

''آپ کی نظر کرم سے آپ کی تازہ شاندار علمی اور روح پرور پیشکش ''میرے محسن والدین'' باعث اعزاز وافتخار ہوئی۔فجزاکم اللہ۔

رب العرش اسے دنیائے احمدیت کے لئے موجب صد برکات بنائے اور آپ کا مع جملہ خاندان ہر لمحہ حافظ و ناصر ہو۔آمین''

۲۰۰۲ء کی مطبوعات سلسلہ میں آپ کی کتاب کا نام بھی شامل ریکارڈ کر دیا گیا ہے۔

☆ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ ربوہ سے لکھتے ہیں۔

''آپ کی طرف سے آپ کی لکھی ہوئی ''میرے محسن والدین'' کتاب ملی۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اپنے والدین کو خراج عقیدت پیش کرنے کی آپ کی یہ کوشش قابل تعریف ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کے والدین کو جوار رحمت میں بلند مقام عطا فرمائے اور آپ سب کو ان کی دعاؤں کا وارث بنائے۔''

☆ مکرم مرزا خورشید احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان حال ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ تحریر کرتے ہیں۔

''آپ کی طرف سے کتاب ''میرے محسن والدین'' مل گئی تھی۔جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

میں مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی کو تو جانتا تھا۔ ان سے گاہے بگاہے ملاقات بھی ہوتی رہتی تھی لیکن مجھے بالکل علم نہیں تھا کہ وہ آپ کے والد تھے جس طرح مکرم میاں مسرور احمد صاحب نے لکھا ہے بہت ہی باقاعدگی اور سلیقہ سے لیکن نہایت خاموشی سے کام کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے اور آپ سب بہن بھائیوں کو ان کی نیکیوں کا وارث بنائے۔"

☆ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر خدمت درویشاں نے ملاقات کے دوران فرمایا کہ

"مجھے آپ سے شکوہ ہے کہ آپ نے اباجان کی سیرت لکھی اور مجھے بتلایا نہیں۔ میرے ساتھ اُن کی زندگی کے بہت سے واقعات وابستہ ہیں۔ آئندہ اگر قلم اُٹھانے کا موقعہ ملے تو ضرور اطلاع دینا۔

تاہم جتنا لکھا ہے سطر سطر پر ان دو وجودوں نے دُعا لی ہے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور آپ تمام بہن بھائیوں کو عملاً ان کے نام زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

☆ مکرم چوہدری اللہ بخش صادق صاحب سابق ناظم ارشاد وقف جدید ربوہ لکھتے ہیں۔

"آپ کی طرف سے مرسلہ کتاب "میرے محسن والدین" موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ابھی پڑھ تو نہیں سکا۔ لیکن خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے دونوں بزرگوں کے حالات اور ان کی نیکیوں کا تذکرہ چھپوا دیا ہے۔ اللہ قبول فرمائے۔ دونوں کی طبیعت میں اللہ کے فضل سے سادگی اور نیکی ودیعت کی گئی تھی۔ ہمارے ساتھ چونکہ ان کا ذاتی تعلق بھی تھا۔ اس لئے وہ بسا اوقات یاد آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نیکیاں آگے جاری رہیں۔ آمین۔"

☆ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد ربوہ نے لکھا۔

''آپ کی طرف سے کتاب ''میرے محسن والدین'' موصول ہوئی۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بزرگ والدین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کی نسلوں کو ان کے اوصاف اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔''

☆ مکرم مولانا محمد صدیق شاہد صاحب نائب وکیل التبشیر ربوہ نے لکھا۔

''آپ کی طرف سے کتاب ''میرے محسن والدین'' ملی جسے میں نے ایک ہی sitting میں مطالعہ کرلیا۔بہت بہت شکریہ۔

آپ نے یہ کتاب لکھ کر اپنے والدین کا حق خدمت ادا کرنے کی اچھی کوشش کی ہے۔ کوشش کا لفظ میں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ والدین جس پیار ومحبت اور جذبہ ایثار وقربانی کے تحت اپنی اولاد کی پرورش کرتے ہیں پھر انہیں پروان چڑھاتے ہیں اور جو احسانات والدین کے اولاد پر ہوتے ہیں ان کا حق تو اولاد کبھی بھی اور کسی صورت میں بھی ادا نہیں کرسکتی۔ بہرحال آپ نے اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کے بعض اوصاف حمیدہ اور دینی خدمات کا تذکرہ کر کے اپنی آئندہ نسل کے ذہنوں میں ان کو متحضر رکھنے کے لئے جو کوشش کی ہے یقیناً قابل تعریف اور قابل داد ہے۔فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

میں آپ کے والد صاحب کو قادیان سے جانتا ہوں بلکہ مدرسہ احمدیہ سے کیونکہ میں ان دنوں مدرسہ احمدیہ کا طالب علم تھا اور آپ مجھ سے آگے تھے آپ واقع میں ایک محنتی اور ذہین طالب علم تھے پھر ربوہ میں بھی آپ سے تعلقات رہے ملاقات ہوتی رہتی تھی آپ ایک مخلص اور فدائی انسان تھے اور آپ نے نہایت اخلاص اور کامل فرمانبرداری اور اطاعت کے ساتھ جماعتی خدمات سرانجام دیں۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ آپ کے والدین کو جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور سب لواحقین کا حافظ وناصر ہو۔''

☆ مکرم منیر الدین احمد صاحب انچارج شعبہ رشتہ ناطہ ربوہ سے لکھتے ہیں۔

''آپ کی طرف سے ارسال کردہ تحفہ ''میرے محسن والدین'' موصول ہوا۔ بہت بہت شکریہ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

آپ نے خوب محنت و کاوش کی ہے۔ والدین، خاندان کے علاوہ تاریخ احمدیت کا بھی تذکرہ ہو گیا ہے۔ تصاویر بھی نئی پرانی آپ نے خوب مزین کی ہے ان کی وجہ سے کتاب زیادہ قیمتی اور خوبصورت ہو گئی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی محنت کو قبول فرمائے والدین کے درجات بلند کرے اور عزیزان کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے اور دوسروں کے لئے بھی یہ کتاب ازدیادِ علم کا باعث بنے۔ آمین۔''

☆ مکرم چوہدری محمد علی صاحب وکیل التصنیف ربوہ لکھتے ہیں۔

''آپ کی طرف سے مرسلہ کتاب بعنوان ''میرے محسن والدین'' موصول ہوئی۔ کتاب کو دیکھا تو بہت ہی دلکش اور دیدہ زیب ٹائیٹل جس کے آخری صفحہ پر آپ کے والد محترم کی بڑی پیاری تصویر شائع ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے والدین کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

آپ نے اس کتاب کو شائع کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس تاریخی تحریک کو کہ ''اپنے بزرگوں کی تاریخ کو اکٹھا کرو'' عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔''

☆ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ لکھتے ہیں۔

''آپ کی محنت شاقہ اور احترام والدین کا نتیجہ بصورت ''میرے محسن والدین'' وصول پا کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ نے اس میں بڑی قابل قدر یادیں محفوظ فرما دی ہیں۔ جو نئی نسل کی تربیت کے لئے ضروری ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

بفضل خدا آپ اپنے قلم سے صحیح اور بابرکت کام لے رہے ہیں۔''

ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

☆ مکرم لئیق احمد عابد صاحب ایڈیشنل وکیل المال اوّل نے تحریر فرمایا کہ آج گھر سے جب دفتر پہنچا تو میز پر بہت خوبصورت تحفہ ''میرے محسن والدین'' کے نام سے پایا۔ فجزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

دیکھتے ہی مطالعہ شروع کر دیا۔ اور دفتر میں بیٹھے بیٹھے ہی اس کا مطالعہ کر ڈالا۔ گھر جا کر بیگم صاحبہ کو پڑھنے کے لئے دی تو انہوں نے بھی ایک ہی نشست میں پڑھ کر دم لیا۔

چونکہ اِن دنوں میرے بیٹے کو BCSE میں داخلہ ملا تھا میں نے اُن نصائح کی فوٹو کاپی کروا کر اپنے بیٹے کو دیں جو آپ کے ابا مرحوم نے اپنے بیٹے ڈاکٹر مبارک احمد شریف کو میڈیکل میں داخلہ کے وقت لکھ کر کی تھیں اور کتاب کے صفحہ ۶۰ ۔ ۶۱ پر درج ہیں۔ اور میں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میری بھی تمہیں یہی بنیادی نصائح ہیں۔

اگر موقعہ ملا تو الفضل اور دیگر جرائد میں بھی ''ایک والد کی اپنے بیٹے کو نصائح'' کے نام پر دوسروں کے استفادہ کے لئے بھجواؤں گا۔۔۔۔۔ ساری کتاب پڑھنے اور پڑھانے سے تعلق رکھتی ہے۔ بہت عمدگی سے تمام یادوں کو پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسکی نیک جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔

☆ مکرم مبارک احمد طاہر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ سے لکھتے ہیں۔

''آپ کا یہ حسین تحفہ میری میز پر سامنے پڑا ہے۔ جستہ جستہ دیکھا ہے آپ نے اس پر جو محنت کی ہے۔ وہ ظاہر ہے اور اس کی جو قیمت درج فرمائی ہے وہ بھی بے شمار ہے۔ ''والدین کے لئے دعائے مغفرت'' انشاء اللہ حسب توفیق ادائیگی قیمت کی جاتی رہے گی۔

کتاب کا مواد معلومات سے پُر ہے ساری فیملی سے تعارف ہو جاتا ہے۔ تعارف تو خیر پہلے بھی تھا اب بلند مقام سے بھی اطلاع ہوگئی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ہمارے بزرگوں کی عاجزی اور سادگی کا ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ ان کے رخصت ہو جانے کے بعد یہ بات منظر عام پر آتی ہے کہ وہ صاحب رویاء وکشوف تھے اور پھر افسوس ہوتا ہے

کہ ان کی زندگی میں ہم ان کی دعائیں نہ لے سکے۔ آپ کے والدین کی سوانح کے بعد بھی مجھے یہی احساس ہو رہا ہے۔ والدین ایسی شے ہیں کہ اگر ایک بار ان سے محروم ہو جائیں تو دوبارہ نہیں ملتے۔ بیگم فوت ہو جائے تو اور دوسری مل جاتی ہے وہ اتنی ہی سگی اور اصلی ہوتی ہے جتنی پہلی لیکن والدین کا نعم البدل نہیں ملتا۔ آپ کی والدہ کے حالات میں مجھے یہ شعر بہت پسند آیا اور دل پر اُتر گیا۔ ؎

سارے جہاں کی دھوپ میرے گھر میں آ گئی
سایہ تھا جس درخت کا مجھ پہ وہ گر گیا

اللہ تعالیٰ آپ کی محنت قبول فرمائے اور والدین کی نیکیاں زندہ رکھنے کی توفیق دے۔"

☆ مکرم بشیر الدین احمد خاکی صاحب اسلام آباد حال ربوہ لکھتے ہیں۔

"آپ کے والدین کے ذکر خیر پر لکھی ہوئی کتاب ملی جس کے لئے بے حد شکر گزار ہوں۔ اگرچہ اب مطالعہ کی رفتار کم ہو چکی ہے مگر اس کتاب کو شروع کر کے ایک وقفہ کے سوا پوری کتاب پڑھنے سے بہت قابل قدر معلومات حاصل ہوئیں اور مطالعہ کے دوران یوں لگا جیسے کسی روحانی سفر پر ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے والدین کے درجات بلند سے بلند فرماتا جائے اور ان کے حالات زندگی پڑھنے والوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جس میں اپنے آپ کو بھی شامل کرتا ہوں۔ اُن کا چہرہ کافی شناسا ہے اس کی وجہ پنڈی میں ان کے قیام کے دوران کی ملاقاتیں ہیں۔ شیخ بشیر احمد صاحب جن کا ذکر اکثر ہوا ہے ان کے ساتھ مغرب کی نماز بیت نور میں ساتھ ہی ہوتی تھی۔ میرے اسلام آباد والے گھر میں بھی آئے تھے۔ کمیٹی محلے میں ان کے خاندان کے اور گھر بھی تھے جہاں جانے کا مجھے اتفاق ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آپ نے مجھے "سیر روحانی" کرا دی۔ ربوہ آ کر مریم میڈیکل سنٹر اور آپ کے دولت خانہ کے پاس سے اکثر گزرنے کا اتفاق ہوا ہے اب جغرافیہ کے لحاظ سے بھی آپ کے والدین اور آپ کے گھر کے حالات کو اور محل وقوع سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔ میں دارالصدر غربی میں ہوں آپ کے والد محترم اور پھر آپ بھی ہر لحاظ سے بہت enterprising رہے جس میں دین کا

پہلو بھاری رہا اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔عزیزم سعید الدین احمد کو تو دیکھنے کا اور ملنے کا اتفاق ہوا ہے ماشاء اللہ ایک خادم دین کے روپ میں اُبھر رہا ہے۔اللہ تعالیٰ دین ودنیا کی نعمتوں سے نوازے آمین ۔اللہ تعالیٰ آپ کے والدین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائے اور درجات بلند فرمائے آمین ۔اللہ تعالیٰ آپ کو بھی خدمت دین کی بیش از پیش توفیق عطا فرمائے اور آپ کے اہل وعیال اور سارے خاندان کا حافظ وناصر ہو۔آمین۔''

☆ مکرم محمد طارق محمود صاحب مربی سلسلہ شعبہ رشتہ ناطہ ربوہ لکھتے ہیں۔

''حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنے مرحوم والدین کو اس کتاب کے ذریعہ زندہ کر دیا ہے آپ کی اس کاوش کو دیکھ کر مجھے حضرت رسول مقبول ﷺ کا وہ قول یاد آ گیا کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کی نیک اور صالح اولاد صدقہ جاریہ ہوتی ہے۔بعض لوگ اپنے والدین کے مقبروں کو سنگ مرمر اور چپس اور رنگا رنگ کے Paints سے مزین کرتے ہیں۔لیکن ایک ایسی کوشش جس کے نتیجہ میں والدین کا مقام اور نیکی اور اخلاق اور تقویٰ ظاہر ہو کسی خوش قسمت کو ہی نصیب ہوتا ہے۔اور ایسے والدین بھی خوش قسمت ہی ہوتے ہیں۔مجھے ذاتی طور پر آپ کے ساتھ تعلق کی وجہ سے آپ کے والد محترم مرحوم چوہدری نذیر احمد صاحب کے ساتھ ایک عرصہ تعلق رہا۔جب کبھی ملاقات ہوتی مرحوم بڑی شفقت سے پیش آتے ۔شرافت اور قناعت ان کے چہرے سے نمایاں نظر آتی تھی۔طبیعت میں سادگی اور دھیمی آواز اور نرم گفتگو۔یہ تین چیزیں ہمیشہ ان کی نمایاں خصوصیت تھیں۔

میری دعا ہے کہ مولیٰ کریم! اللہ کے حضور ہونے والوں کو اپنی عاطفت میں جگہ عطا فرمائے۔اور آپ کو اس کار خیر کا اجر عطا فرمائے۔''

☆ مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب مربی سلسلہ وقف جدید تحریر کرتے ہیں۔

''آپ کی کتاب ''میرے محسن والدین'' ملی جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ والدین کی ساری دعائیں آپ کے حق میں، آپ کے خاندان کے حق میں

مقبول و منظور فرمائے۔اور تمام بھلائیوں اور نیکیوں کا وارث بنائے۔آمین۔

آپ جیسے قرآن سے محبت و الفت کرنے والے والدین سب کو عطا ہوں۔جنہوں نے ساری زندگی دین کی خدمت ،خلافت سے محبت اور اللہ و رسول کی اطاعت میں گزاری اور اپنی اولاد کو بھی یہی سبق دیا۔اللھم زدفزد و بارک وسلم۔بہت ہی محنت سے آپ نے کتاب تیار کی۔اور مضامین کے اعتبار سے بھی بہت خوبصورت ہے۔''

☆ مکرم ڈاکٹر عبد القادر بھٹی صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ گوجرانولہ شہر حال ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

''کتاب ماشاء اللہ بہت خوبی سے تحریر کی گئی ہے اور محترم والدین کے احسانات کا بہت اعلیٰ تذکرہ ہے جزاکم اللہ احسن الجزاء۔اللہ تعالیٰ محترم بھائی صاحب اور ہمشیرہ صاحبہ کے ہرآن درجات بلند کرتا رہے۔آمین۔

محترم بھائی صاحب سے میری پہلی ملاقات راولپنڈی میں ہوئی تھی۔ایک بار انصار اللہ کا تقریری مقابلہ ہوا۔جس میں محترم بھائی صاحب اول اور خاکسار دوم آیا۔اکثر ملاقات مسجد میں ہی ہوتی تھی۔کیونکہ وہ چکلالہ میں رہتے تھے۔اور خاکسار حلقہ اردو منزل کا کئی سال تک صدر رہا۔یہ اردو منزل نمبر ۲۲ چونگی میں تھی۔لال کڑتی ،صدر کا علاقہ میرے حلقہ میں تھا۔اور سب سے بڑا بجٹ ہمارے حلقہ کا ہوتا تھا۔کیونکہ سب ملٹری آفیسرز میرے حلقہ میں تھے۔۔۔محترم بھائی صاحب سے اچھے تعلقات رہے۔جو بعد میں رشتہ داری میں تبدیل ہو گئے۔میرے ساتھ محترم بھائی صاحب اور محترمہ ہمشیرہ صاحبہ کے تعلقات بہت اچھے رہے بہت محبت سے ملتے تھے۔ایک دو بار رات بھی ان کے پاس رہنے کا موقعہ ملا۔اکٹھے نماز تہجد ادا کرتے رہے۔مرحوم بہت خوبیوں کے مالک تھے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔آمین۔''

☆ مکرم محمد ارشد کاتب صاحب نظارت اشاعت ربوہ نے مجھے زبانی کہا کہ

''آپ کے والدین کی سیرت وسوانح والی کتاب گو آپ نے مجھے قریبی تعلق ہونے

کے باوجود نہیں بھجوائی مگر میں نے کسی سے لے کر پڑھ لی ہے۔ میں آپ کے خاندان کو قادیان سے جانتا ہوں۔ آپ نے اپنے والدین کی یادیں تحریر کر کے اُن کو زندہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔''

☆ مکرم محمد یوسف بقاپوری صاحب اسلام آباد سے تحریر کرتے ہیں۔

''''میرے محسن والدین'' نامی کتاب آپ کی طرف سے دعاؤں کی درخواست کے ساتھ ملی۔ جزاك الله۔ رات ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالی۔ ماشاء اللہ بہت خوب لکھی ہے اور دلچسپ سوانح ہے۔ ایک کامیاب ریٹائرڈ سول سرونٹ کے بعد خدمت دین کے لئے وقف کرنا بہت بڑا اعزاز ہے۔ دوران ملازمت بھی جہاں جہاں رہے۔ خدمت دین کی توفیق پاتے رہے۔ اور ہم جیسوں کے لئے مشعل راہ بنے۔ جو ابھی ملازمت میں ہیں۔ غالباً ان کا موٹو تھا کہ خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو۔

مجھے یاد ہے کہ ۵۷ء میں جب ''خلافت حقہ اسلامیہ'' کے امتحان کا نتیجہ اخبار الفضل میں چھپا تو میں نے بھی بطور طفل کراچی سے امتحان دیا تھا۔ اور ۵۰ نمبر لئے تھے اور مکرم مولانا عبد المالک خان صاحب مرحوم کے بیٹے مکرم عبد الرب خان نے ۵۵ نمبر لئے۔ آپ کے والد صاحب پورے پاکستان میں اوّل آئے تھے اور غالباً کراچی کی ڈاکٹر محمودہ صاحبہ ان کے بھی ۹۷ نمبر تھے مستورات میں اوّل آئی تھیں۔ اس امتحان کا کافی چرچا ہوا۔ اور لوگوں نے بڑی دلچسپی سے اس امتحان میں حصہ لیا۔ غالباً آپ کے والد صاحب ڈپٹی کنٹرولر سے ریٹائر ہوئے ہونگے۔ صفحہ ۲۱ پر ڈپٹی اکاؤنٹنٹ لکھا ہوا ہے (جزاهم الله ۔ ابا جان مرحوم ڈپٹی کنٹرولر کے عہدہ سے ہی ریٹائرڈ ہوئے تھے جس کی تصحیح بعد کے نسخوں میں کر دی گئی تھی۔ ناقل) کتاب پڑھ کر اندازہ ہوا کہ ماشاء اللہ آپ کا خاندان علمی لحاظ سے اعلیٰ خدمت دین میں مخلص ہے۔ خاندان کے بچے پانچ چھ سال کی عمر میں قرآن شریف کا دور مکمل کر رہے ہیں۔ اور اکثریت وقف نو میں شامل ہے۔ اللّٰھم زِد فزِد۔ آپ کا اکلوتا بچہ بھی وقف نو میں شامل ہے۔ اس طرح آئندہ نسل بھی خدمت دین

کے لئے تیار ہورہی ہے۔ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔کتاب تصاویر سے مزین ہے۔جو پڑھنے والے کو پرانی یادیں یاددلاتی ہے میں نے اس کتاب کو ایک ہی نشست میں ختم کیا ہے۔''

☆ مکرمہ رقیہ چراغ صاحبہ اسلام آباد سے لکھتی ہیں۔

''آپ کی کتاب ''میرے محسن والدین'' جو آپ نے بطور تحفہ عنایت فرمائی۔اس کے لئے بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھ جیسی ناچیز کو اس قابل سمجھا۔کتاب میری نظر سے گزری۔ آپ نے اولاد ہونے کے ناطے جو والدین کی خدمت ان کی زندگی کے بعد کی وہ قابل تحسین ہے۔اور آپ نے اپنے حقوق بہ احسن نبھائے ہیں۔صفحہ نمبر ۸۹ پر جو اشعار آپ نے لکھے وہ میرے دل کو چھو گئے اور مجھے اشکبار کر گئے۔میں تو زندگی میں ویسے ہی تنہا تھی اور والدہ محترمہ میرے لئے ایک ڈھال تھیں ۔۔۔۔۔آپ نے تو اپنے والدین کو خراج عقیدت پیش کیا۔ہم اس قابل بھی نہیں۔کہ اپنے جذبات کو یہ جامہ پہنا سکیں۔میں خود حاضر ہوکر آپ کو مبارکباد دیتی لیکن میرا یہ کمزور پہلو ہے۔میں شاہد اپنا مؤقف بیان نہ کرسکتی۔کیونکہ ان کی یاد میرے دل سے محو نہیں ہوتی اور میں اپنے پر قابو رکھ نہیں سکتی۔اور آپ کی کتاب نے آج سارے بند توڑ دیے اور مجھے اپنی کم مائیگی کا احساس ہوا۔کیا ہم اپنے والدین کی نیکیوں اور دن رات کی کاوشوں کو لفظوں میں نہیں سمو سکتے۔نہیں ہماری کمزوریاں آڑے آئی ہیں۔ہمارے پاس ریکارڈ بھی نہیں ہے اور صلاحیت بھی۔''

☆ مسز لبنیٰ مطہر صاحبہ نگران صدر لجنہ اماء اللہ حلقہ F-7,E-7 اسلام آباد نے میری اہلیہ محترمہ کو بتلایا کہ

''مربی صاحب نے اپنے والدین کی سیرت وسوانح لکھ کر اپنے خاندان پر احسان تو کیا ہی ہے۔ہم ممبران جماعت پر بھی بہت بڑا احسان ہے۔اپنے بزرگ والدین کی ایسی ایسی نصائح کو ایسے احسن رنگ میں قلم بند کردیا ہے کہ آج کے دَور میں ہم سب اُن کو اپنالیں تو گھروں کی حالت درست ہوجائے۔مثلاً مربی صاحب کے والدمحترم کا اپنی ہمشیرہ کی شادی کے وقت

نصیحت پر مشتمل خط جو غالباً صفحہ ۶۲ پر ہے پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔لجنہ کو اپنے اجلاسات میں اس خط کو پڑھ کر سنانا چاہیے تا نوجوان بچیاں اس کو حرزِ جان بنا کر اپنے اپنے گھر جائیں۔

میں تو اپنے حلقہ کے اگلے اجلاس میں اس خط کو سنوانے کا انتظام کر رہی ہوں۔اور آپ نے ہی اس کو پڑھ کر سنوانا ہے۔''

☆ مکرم انتصار احمد ازکیٰ صاحب اسلام آباد سے لکھتے ہیں۔

''میرے محسن والدین'' ملی۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

بہت عمدہ کوشش ہے۔اور کتاب دیدہ زیب بھی۔چند اغلاط کی نشان دہی کر رہا ہوں آئندہ ایڈیشن میں اگر درست ہوسکیں۔تو کرلیں۔''

☆ مکرم محمد خضر شہباز صاحب اسلام آباد سے اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں۔

''آپ کی کتاب 'میرے والدین' آج کل میرے زیرِ مطالعہ ہے۔مجھے بھی مکرم ومحترم جناب چوہدری صاحب کے ساتھ ان کی نگرانی میں کام کرنے کا موقع ملا۔زیادہ تو یاد نہیں مگر اتنا یاد ہے کہ اُن کے سمجھانے کا انداز بڑا ہی پیارا تھا اور اُن کے ساتھ کام کرنے میں بڑا مزہ آتا تھا۔

ایک دفعہ احمدیہ ہال کراچی میں جمعہ کی نماز اُن کے ساتھ پڑھی۔سلام پھیرنے کے بعد نہایت پیار اور محبت کے انداز میں مجھے کہنے لگے، بیٹا ننگے سر نماز نہیں پڑھتے۔یہ واقعہ اور اُن کا انداز مجھے اب تک یاد ہے اور میں ہمیشہ اس پر عمل کرتا ہوں۔اکثر نماز پڑھنے سے قبل جب ٹوپی ڈھونڈتا ہوں تو واقعہ یاد آجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب کے درجات بلند کرے''۔

☆ مکرم عبدالغفار ڈار صاحب راولپنڈی سے تحریر کرتے ہیں۔

''آپ کی مرسلہ نہایت خوبصورت کتاب کا تحفہ موصول ہوا۔ 'میرے محسن والدین' نام کے یہ ایک سو چوبیس صفحات کی دیدہ زیب کتاب لکھ کر والدین مرحومین کا حق خدمت ادا کر دیا ہے۔میں آپ کے ابا جان مرحوم کو ذاتی طور پر جانتا ہوں وہ واقعی اس قابل تھے کہ ان کے ذکر خیر کے طور پر جامع مانع طریق سے ان کے خیالات لکھے جاتے۔میں نے ورق ورق واقعہ واقعہ

حرف حرف آپ کی اس کتاب کا پڑھا اور جہاں آپ کو داد دینا یاد آرہا تھا ساتھ ساتھ آپ کے بزرگ والدین کے حق میں بلندی درجات کی دعا بھی کرتا رہا اور حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ کے بقول ''آپ نے جو کچھ ان کے بارے میں لکھا ہے وہ ان میں موجود خوبیوں کے مقابلہ میں نہایت کم ہے۔'' لکھنا پڑھنا تو آسان ہے مگر کتاب تصنیف کرنا اور تاریخی مواد کو باتصویر محفوظ کرنا معمولی کام نہیں، آپ نے ابتک اس سے قبل بھی بہت کچھ سلسلہ کی قلمی خدمت کی ہے مگر اپنے خاندان کی خدمت کا بھی آپ نے حق ادا کر دیا ہے۔

عہ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

دل بہت کچھ لکھنے کو چاہتا ہے مگر آپ کی یاد فرمائی کے شکریہ کے طور پر بوجہ علالت اس پر اکتفا کرتا ہوں۔ اتفاق سے مجھے ایک احراری مولوی قاضی احسان احمد کا اختراء اور کذب بیانی پر محمول ''دہشت گرد کون'' ایک شائع شدہ مضمون ملا ہے۔ جو کسی آپ کے ہی مضمون کے جواب طور پر لکھا ہے اگر آپ نے اسکا جواب الجواب نہ لکھا ہو تو میں تحریک کرتا ہوں کہ اس کا منہ بند کر دیں۔ کتاب لاجواب کا پھر شکریہ۔

میں یہ لکھے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ نے نہایت مناسب طریق نہایت قیمتی مطالعہ مواد اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ یہ کتاب پڑھنے کے لائق ہے میں نے اس پر لکھ دیا ہے کہ اس کتاب کی نہ صرف ورق گردانی کی جائے بلکہ اسے سنجیدگی کے ساتھ پڑھا جائے کہ کتاب کا یہ حق ہوتا ہے کہ اسے پڑھا جائے اور اس سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ خدا کرے کہ اس کتاب سے بھی بہتوں کا بھلا ہو۔''

☆ مکرم اقبال احمد نجم صاحب مربی سلسلہ لاہور لکھتے ہیں۔

''آپ کی بھجوائی ہوئی کتاب ''میرے محسن والدین'' مل گئی جزاکم اللہ ۔خاکسار نے ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالی اور بہت پسند آئی۔ قیمت آپ نے اس کی بہت رکھی ہے۔ یعنی والدین کے لئے دعائے مغفرت پھر یہ سوچ کر وہ تو پہلے ہی بخشی ہوئی روحیں ہیں اس لئے دل کو

تسلی ہوئی کہ دعا میں اگر کچھ کمی رہ بھی گئی تو وہ اللہ خود ہی اپنی ستاری سے پردہ پوشی فرمادے گا۔''

☆ محترمہ بی بی فوزیہ شمیم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ لاہور نے لکھا۔

''میں آپ کے خطوط اور مختلف کتب کے تحفوں کے جواب کے قرض میں دبی پڑی ہوں۔ میرے بھائی کی وفات پر بھی تعزیت پر مشتمل خط مل گیا تھا۔جزاکم الله احسن الجزاء۔

آپ کے والدین کی سیرت وسوانح پر مشتمل کتاب بھی ملی تھی۔تفصیل سے پڑھنے کا موقعہ ملا۔آپ کی والدہ محترمہ سے لاہور میں مختلف مقامات پر ملاقات کا موقعہ ملتا رہتا تھا۔واقعتہً ایک نیک اور منکسر المزاج خاتون تھیں۔اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔آمین۔''

☆ مکرم چوہدری منیر نواز صاحب (شیزان) نے لاہور سے بذریعہ فون خاکسار سے رابطہ کیا اور کتاب کی وصولی پر فرمایا کہ

''بہت اچھی اور عمدہ کوشش ہے۔آپ نے بہت چھوٹے چھوٹے واقعات کو تحریر میں لاکر اُن کی یادوں کو تازہ کیا ہے۔والدین حقیقت میں ایک نعمت ہوتے ہیں۔جن کی دعاؤں کی اُن کی وفات کے بعد بھی ضرورت رہتی ہے۔''

☆ مکرم محمد ضیاء اللہ صاحب گارڈن ٹاؤن لاہور سے لکھتے ہیں۔

''دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مرحوم والدین کو جنت میں بلند درجات عطا فرمائے اور اپنے قرب خاص میں جگہ دے۔''

☆ مکرم یاسر زیروی ایڈیٹر ہفت روزہ ''لاہور'' تحریر کرتے ہیں۔

''خدا تعالیٰ آپ کو بہت جزا دے۔آپ نے والد صاحب کو زندہ کر دیا۔آپ نسلاً بعد نسلٍ سلسلہ کی خدمت کرنے والوں میں ہیں اور امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے اور عملاً اطاعت کرنے والوں میں شامل ہیں۔خدا تعالیٰ آپ کی اس نیکی کو قبول فرمائے اور آنے والی نسل میں یہ سلسلہ چلتا رہے۔میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے نہایت سعادت مندی کے ساتھ اپنے والدین کا ذکر عام فہم میں کر کے ایک اچھی کتاب کا اضافہ کیا۔''

☆ مکرم خالد ہدایت بھٹی صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور سے لکھتے ہیں۔

''آپ کا مرسلہ بے بہا تحفہ ''میرے محسن والدین'' جو آپ کی نئی تصنیف ہے مل گئی تھی پہلے اسے میری اہلیہ نے اپنے قبضے میں لے لیا۔ پھر خاکسار نے تھوڑا تھوڑا کر کے اسے پڑھا۔ ماشاء اللہ۔ ھل جزاء الاحسان الاالاحسان کا شاندار نمونہ ہے۔ اب تو ماشاء اللہ آپ کا قلم آب رواں کی طرح چلتا ہے۔ انتخاب وتدوین وترتیب بھی بہت خوب ہے۔ یہ بات میرے لئے نئی ہے اور بہت ہی ایمان افروز کہ آپ کے تین بھائی صاحبان کو افریقہ میں نصرت جہاں سکیم کے تحت خدمت کی توفیق ملی ۔ آپ کی خدمتوں کا ،آپ کے بھائیوں کی خدمتوں کا اور آپ لوگوں کی اولادوں کی خدمت کا ثواب یقیناً ہمیشہ آپ کے بزرگ والدین کو پہنچتا رہے گا۔ ایسے لوگ بہت خوش قسمت ہوتے ہیں۔ جو اچھی اولادیں خاص طور پر جو دین کی خدمت کر رہی ہوں چھوڑ جاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے والدین کے درجات بلند کرے اور اپنے خاص مقرب لوگوں کے درمیان ان کو رکھے اور انکی اولاد اور اولاد در اولاد میں سے اور بھی خدمت گذار پیدا کرے۔ آمین ۔۔۔۔۔ آپ کے والدین نے جو تربیت آپ لوگوں کی کی اور پھر جو آدھی راتوں میں دعائیں کیں وہ کتنی آب وتاب سے قبول ہوئیں۔ یہ آپ کی کتاب ''میرے محسن والدین'' کے ایک ایک لفظ سے ظاہر وباہر ہیں۔ یعنی ان واقعات کو اور نتائج کو جو آپ نے درج فرمائے ہیں قبولیت دعا کے ثبوت کے طور پر بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔''

☆ مکرم رانا مبارک احمد صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ لاہور لکھتے ہیں۔

''آپ نے ''میرے محسن والدین'' کتاب لکھ کر اپنے والدین کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے۔ خاکسار کی اہلیہ نے بھی بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھی ۔ ہم سب گھر والے دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے والدین کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین ۔ اور آپ سب کو ان کے نقش قدم چلنے کی توفیق دے۔ بہت ہی پیارے وجود تھے۔ کتاب لکھ کر آپ نے دوسرے والدین کے لئے سبق کا نمونہ پیش کیا ہے۔''

☆ مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب بیڈن روڈ لاہور سے لکھتے ہیں۔

''حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد فرمودہ خطبہ جمعہ ۱۷۔مارچ ۱۹۸۹ء کی تعمیل میں تحریر کردہ یہ کتاب یقینی طور پر محترم چوہدری صاحب مرحوم کے لئے تو دعائے مغفرت اور بلندی درجات کا ضرور باعث ہوگی لیکن علاوہ ازیں میرے جیسے بہت سے لوگوں کے لئے ان کا نیک نمونہ نیکیوں میں مزید آگے بڑھنے کا باعث ہوگا۔انشاء اللہ۔محترم چوہدری صاحب مرحوم اور آپ کے تایا ابو محترم چوہدری بشیر احمد صاحب سیالکوٹی قادیان کے زمانہ سے ہی مجھے اچھی طرح جانتے تھے کیونکہ ہماری رہائش محلہ دارالرحمت قادیان سے ایک دوسرے کے بالکل قریب قریب تھی۔بیت الذکر نماز کے لئے جاتے ہوئے اکثر ملاقات ہوجاتی ربوہ کے زمانہ میں بھی بہت اخلاص اور پیار محبت سے بھرپور طریقہ سے ملاقات ہوتی۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اوران کے درجات جنت الفردوس میں بلند سے بلندتر کرتا چلا جاوے۔آمین۔''

☆ محترمہ عطیہ عارف صاحبہ ماڈل ٹاؤن لاہور سے تحریر کرتی ہیں۔

''آپ کی ارسال کردہ کتاب ''میرے محسن والدین'' دستی وصول ہوئی۔ جزاك الله

آپ نے اپنی ایک بہن کو یاد رکھا۔میں نے تو ایک نشست میں ہی اسکو ختم کرلیا۔ بہت مزا آیا اور فوراً تحریک پیدا ہوئی کہ ہم بھی اپنے بزرگوں کی نیکیاں اور خدمت دینیہ کو دہرانے کے لئے نئی نسل کو بتانے کے لئے لفظوں کو صفحوں پر ثبت کر کے محفوظ کرلیں ۔۔۔۔آپ کے والدین کو خدا تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے ۔آمین۔آپ کی والدہ سے متعدد بار ملاقات گلبرگ میں ہوئی تھی۔نہایت سادہ اور پُر خلوص خاتون تھیں اور واقعی جذبۂ جنون والی عورت جنہوں نے تمام بچوں میں وقف کا جذبہ پیدا کر دیا تھا۔''

☆ مکرم مرزا مبشر احمد صاحب بوبی شوز لاہور سے لکھتے ہیں۔

''اس ناچیز کو یاد رکھنے کا اور آپ کے گراں قدر تحفہ کا نہایت مشکور ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزاء دے اور جماعت کو بھی اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین۔''

☆ مکرم محمد رشید ہاشمی صاحب لاہور کینٹ سے لکھتے ہیں۔

''میں خوش قسمت ہوں کہ آپ مجھ جیسے فرد کی قدر کرتے ہوئے اپنی نئی تصنیف پہلی فرصت میں بھجوا دیتے ہیں۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے۔آپ کے اہل وعیال کا حامی و ناصر ہو۔ہر شر، آفت اور بیماری سے آپ کو محفوظ رکھے۔آمین۔اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔''

☆ مکرم شیخ عبدالوحید صاحب اعظم کلاتھ مارکیٹ لاہور سے لکھتے ہیں۔

''آپ کی طرف عطا کردہ کتاب ''میرے محسن والدین'' مجھے مل گئی ہے۔تحفہ بھیجنے کا بہت بہت شکریہ۔کتاب بہت اچھی لکھی ہوئی ہے۔اور آپ نے جس محنت سے اس کی تیاری کی ہے۔وہ قابل تحسین ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دے اور آپ کے والدین کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔آمین۔کتاب میں تصویروں کا بہت اچھا خزانہ آپ نے جمع کیا ہے۔جس کو دیکھ کر پرانی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔اللہ آپ کو اجر دے۔آمین۔''

☆ مکرم ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ صاحب شاہدرہ۔لاہور لکھتے ہیں۔

''آپ کے والدین تو قابل رشک والدین تھے۔اور آپ نے جس انداز میں حالات اور واقعات مدوّن کئے ہیں۔وہ بھی قابل رشک ہیں۔اللہ تعالیٰ قابل صد احترام والدین کو ہمیشہ اپنے ٹھنڈے سایہ تلے رکھے اور آپ کی اس عظیم خدمت کے بدلے اجر عظیم عطاء فرمائے۔آمین والدین قابل احترام اس لئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ پر یقین کامل حضرت محمد ﷺ فداہ ابی واُمی کے والہ وشیوا۔مسیح موعودؑ سے گہری عقیدت،خلفاء کے عاشق صادق،احمدیت پر فریفتہ اور احمدیت سے والہانہ التفات جیسی ارفع صفات سے متصف تھے۔انہوں نے اپنے تمام بچوں کی شادیاں بھی ایسے خاندانوں میں کیں جو کسی نہ کسی صورت جماعتی خدمات میں پیش پیش رہے۔

محترم والد صاحب کے تربیتی خطوط اور مضامین،دیگر نصائح کے علاوہ بہن کی شادی پر نصائح اور اس پر ان کا مربیانہ،ادیبانہ اور منفرد انداز بیان موثر اور قابل ستائش ہی نہیں قابل

تقلید بھی ہے ۔ان کے جوش ایمانی کا اندازہ لگانا ناممکن ہے جن کا ورد زبان ہمیشہ یہ شعر ہو۔

ہمارے دل کی خواہش ہے کہ سارا جگ مسلماں ہو

مگر یہ چھینتے پھرتے ہیں ہم سے بھی مسلمانی

آپ کی امی جان یقیناً بحیثیت ماں بھی مثالی تھیں اور بحیثیت ساس بھی مثالی اور قابل تقلید ،عزیزم سعید الدین احمد کی معجزانہ پیدائش کا واقعہ خلیفہ المسیح کی اپنے خدا تعالیٰ سے قریبی تعلق کی نشاندہی کرتا ہے ۔اور افراد جماعت کو حضور کی دعاؤں پر مکمل اعتماد پیدا کرتا ہے اور اس بات پر پختہ یقین ہو جاتا ہے کہ دعا یقیناً ناممکن کو ممکن بنا دیتی ہے ۔اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اتنا پیارا وجود ہمیں عطا فرمایا۔

''میرے محسن والدین'' پڑھ کر جہاں انتہائی خوشی محسوس ہوئی وہاں اپنے آپ کو کوستا بھی رہا کہ ہم ان سے قریب رہتے ہوئے بھی دور رہے ۔ان کی قدم بوسی کر کے دعائیں نہ لے سکے ۔اور پھر ''انشاء اللہ'' صاحب کے نواسہ صاحب نے بھی تو ایسا موقع فراہم نہ کیا تھا ۔اور انہیں ایسا خیال بھی کیسے آسکتا تھا ۔ہماری قسمت میں ہوتا تو ضرور استفادہ کرتے اور صحبت صالح سے متمتع ہوتے ۔

''بھائی جان و ماانا۔۔۔۔۔'' کا انداز احترام ومحبت بھی نرالا ہے اور کہنے والے کی کم سنی کے لحاظ سے پر لطف بھی ۔یہ بھی محض والدین کی تربیت کا اثر تھا ورنہ اس پُر آشوب معاشرے میں ایسے لوگوں کی تلاش عبث ہے ۔تربیتی نکتہ نظر سے اس کتاب کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی ضرورت ہے ۔رہی قیمت کی بات تو اس کی قیمت ''والدین کے لئے دعائے مغفرت'' کے علاوہ اتنی تو ہو جائے کہ اسکی اشاعت کا بار بار انتظام ہو سکے ۔(آپ کی اور دیگر خیر خواہوں کی خواہش پر ہی رُوحوں کو ثواب پہنچانے کی خاطر خطوط کی اشاعت کی جا رہی ہے ۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ۔آمین (ناقل)

''بھائی جان و ماانا۔۔۔۔۔'' سے ابھی ابھی ایک مزیدار لطیفہ یاد آ گیا ۔امید ہے آپکو پسند آئے گا ۔کہتے ہیں پرانے وقتوں میں ایک عورت اپنے خاوند کا نام نہیں لیتی تھی ۔اس

کے خاوند کا نام مکھن تھا۔ جب کوئی پوچھتا کہ تمہارے خاوند کا کیا نام ہے تو کہتی ''وہ جولسی پر تیرتا ہے۔۔۔۔ایک اور لطیفہ یوں ہے کہ ایک عورت کے خاوند کا نام رحمت اللہ تھا اور وہ نماز کے اخر پر کہتی ''السلام علیکم منے کے ابا''۔

یہ خط آپکو چند روز پہلے ہی لکھتا مگر شاید اللہ تعالیٰ کو کچھ تاخیر اسلئے مقصود تھی کہ اس دن لکھوں جس دن آپ کے والد کا یوم وصال ہو۔''

(موصوف نے اپنے مکتوب میں بعض اغلاط کی نشاندہی کی ہے اور آئندہ اشاعت کے لئے بعض مشورے بھی دیئے ہیں۔فجزاہ اللہ تعالیٰ۔)

☆ مکرم رکن الدین صاحب نائب جماعت احمدیہ کراچی تحریر کرتے ہیں۔

''آپ کی ارسال کردہ کتاب ''میرے محسن والدین'' شرف صدور لائی۔جزاکم اللہ تعالیٰ ۔مکرم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی صاحب مرحوم ومغفور سے خاکسار کی ملاقات ان کے کراچی کے قیام کے دوران اکثر ہوا کرتی تھی اور بعد میں ربوہ میں بھی۔ میں نے مرحوم کو بہت ملنسار اور سلسلہ کا فدائی پایا۔ ہمیشہ ہی سلسلہ کی باتیں کیا کرتے تھے۔آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس تحریک پر کہ دوست اپنے خاندان کے حالات محفوظ کریں لبیک کہتے ہوئے زیر مطالعہ کتاب لکھ کر دراصل ثواب حاصل کیا ہے کیونکہ آپ نے جہاں اپنے والدین کے حالات زندگی محفوظ کئے ہیں وہاں حضور پُر نور کی تحریک، پر لبیک کہہ کر باقی احمدی بھائیوں کے لئے عمدہ نمونہ پیش کیا ہے۔آپ کے والدین کے زندگی کے حالات قابل تقلید ہیں لیکن اس مصروف دنیا میں رہتے ہوئے جو احمدی دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں وہ گویا اپنی اس بے ثبات زندگی کے مقصد کو پا جاتے ہیں ۔آپ کے والدین کے بھی ایسے ہی حالات دکھائی دیتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو ہمیشہ ان کے اعلیٰ نمونہ کو قائم رکھنے کی توفیق دے۔آمین۔

میں مشکور ہوں کہ آپ نے پیارے چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی صاحب کی یادیں تازہ رکھنے کے مطبوعہ کتاب بھجوائی۔جزاکم اللہ تعالیٰ۔''

☆ مکرم لطیف احمد شاد صاحب انچارج احمدیہ بکڈ پو کراچی سے تحریر کرتے ہیں۔

''آپ نے تو اپنے والدین کا حق ادا کر دیا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ خاکسار کے ساتھ بھی آپ کے والد محترم کا تعلق کافی عرصہ کراچی کے قیام کے دوارن بڑا قریبی تھا۔ انشاء اللہ جو کچھ خاکسار کی ذات سے یادیں وابستہ ہیں تحریر میں لے آؤنگا۔ لنڈن میں بھی جلسہ سالانہ پر ملاقات ہوئی تھی بڑی بے تکلفی تھی اس زمانہ میں ہمارے کراچی کے آڈیٹر بھی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی خدمت کی توفیق دی ۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ آپ کو بھی اعلیٰ رنگ میں خدمت کی اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔''

☆ بیرسٹر مکرم مبارک احمد صاحب کراچی سے تحریر کرتے ہیں۔

''نہ صرف اولاد صالحہ عطیہ خداوندی ہوتی ہے۔ بلکہ نیک والدین بھی نعمت خداوندی ہوتے ہیں۔ اُن کی مثال روشن قندیلوں کی سی ہوتی ہے۔ جس کی روشنی آنے والی نسلوں کے لئے راہیں متعین کرتی ہے۔

میں مشکور ہوں آپنے اپنی تحریر کردہ کتاب ''میرے محسن والدین'' ارسال کی ۔ مطالعہ کے بعد حقیقت سامنے آئی کہ آپ نے اولاد ہونے کا کماحقہ حق ادا کر دیا اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جیسا آپ کے والدین نے آپ کے بارے میں چاہا آپ نے وہ بن کر دکھایا۔

یہ کتاب نہ صرف موجودہ نسل کے لئے مشعل راہ ہے بلکہ آنے والی نسلیں بھی اپنے اسلاف کے کارناموں اور افکار سے مستفید ہوتی رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ آپ کے والدین پر اپنا فضل فرمائے اُن کے درجات بلند فرمائے۔''

☆ مکرم عبد القدیر فیاض صاحب مربی سلسلہ کراچی سے لکھتے ہیں۔

''ارسال کردہ تحفہ ''میرے محسن والدین'' چند روز قبل موصول ہوا۔ جب تک پورا مطالعہ نہیں کرلیا تشنگی باقی رہی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

واقعی آپ سب لوگ (ہر دو بزرگ مرحومین کی اولاد) بہت خوش نصیب ہیں کہ عظیم دُعا گو ہستیوں کی اولاد بنے۔ آپ کے والد صاحب مرحوم کو میں نے کئی مرتبہ دیکھا اور دفتر میں

کام کرتے بھی دیکھا خاموش طبع ضرور تھے مگر جسے عرف عام میں خشکی کہتے ہیں وہ نہ تھے۔

آپ کے خوش قسمت والدین کی بھی خوش قسمتی ہے کہ حضرت بانی سلسلہ سے تعلق ہو کر خدا کی ہستی کو مکمل صفات کے ساتھ انہوں نے پہچانا۔اور پہچان کر تعلق پیدا کر کے ان سے اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے دعاؤں کا خزانہ چھوڑا۔حقیقت بھی یہی ہے کہ ان دعاؤں کے خزانہ کو آپ نے اپنے لئے زیادہ حصہ وراثت میں پایا۔اللہ کرے اس کتاب کے مطالعہ سے پڑھنے والوں کو یہ راہ نصیب ہو کہ سب کچھ تیری عطا ہے کہ تحت ہر قسم کی طاقتیں اسی سے پائیں۔ اور اسی کو سہارا بنائیں اور دعاؤں کے خزانے چن کر نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنی اولاد کے لئے ورثہ در ورثہ سرمایا چھوڑ جاویں۔آمین۔

یقیناً یہ کتاب فائدہ اٹھانے والوں کے لئے نہ صرف رہنمائی ہوگی بلکہ بہت مفید ہوگی۔اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو۔اور یہی دعا ہے کہ اللہ میاں مرحومین کو اپنے نہ صرف قرب میں جگہ دے بلکہ آپکو بھی انکی دعاؤں کا بہترین ثمر عطا فرمائے۔آمین۔''

☆ مکرم جمیل احمد بٹ صاحب آف کراچی مصنف ''حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسلم ہندستان اور انگریز'' سے جب خاکسار نے شوریٰ ۲۰۰۳ء پر اپنا تعارف کروایا تو جواباً فرمایا کہ

''آپ کے ابا جان والی کتاب مل گئی تھی۔پڑھا اور خوب حظ اُٹھایا۔ترتیب، مضمون کے اعتبار سے بہت عمدگی سے سیرت کے مختلف پہلو اکٹھے کئے ہیں۔اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔''

☆ مکرم محمد شبیر ہرل صاحب سیکرٹری اصلاح وارشاد سرگودھا لکھتے ہیں۔

''آپ کی طرف سے دو کتب مل چکی ہیں جزاك الله احسن الجزاء۔آپ کا تصنیف وتالیف کا شوق ماشاء اللہ قابل قدر ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقریر وتحریر دونوں صفات سے نوازا ہے۔دونوں کتب اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے مضمون کے لحاظ سے قابل قدر ہیں۔دوسری کتاب تو بہت مفید عام ہے۔یہ روزمرہ کے استعمال کی کتاب ہے اور ہمہ وقتی ضروریات کو پورا

کرنے والی ہے۔بہتر ہے کہ ہر احمدی کے گھر میں یہ کتاب موجود ہوتا کہ سب بڑے چھوٹے اس سے استفادہ کریں۔

پہلی کتاب آپ کے اور ہم سب کے دلی جذبات کا اظہار ہے جو کچھ کتاب میں دونوں نیک ہستیوں کے متعلق لکھا گیا ہے وہ نامکمل ہے اور نہ مکمل ہوسکتا ہے اس لئے کہ وہ اس سے بہت بڑھ کر تھے۔اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے ان کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے۔ان کی اولاد اور نسل پر بھی اپنے فضل پیش از پیش فرماتا چلا جائے۔آمین۔

لیکن اس سب کچھ کے باوجود میں اس کتاب کے سلسلہ میں آپ سے ناراض ہوں۔ اس کی تالیف سے قبل آپ نے خاکسار کو مطلع کیوں نہ کیا۔ میں اس کتاب کو پڑھتا تھا تو دل ہی دل میں کہتا بلاشبہ وہ یہ سب کچھ تھے لیکن وہ تو اس سے بڑھ کر بھی تھے۔جو کہ زیر تبلیغ لوگوں کے ساتھ ان کا سلوک اور ان کی مہمان نوازیاں ،محبتیں اور شفقتیں تھیں جن کا پوری کتاب میں کوئی ذکر نہیں۔ میری جگہ مجھ جیسے کسی اور نومبائع کے تاثرات شامل ہوجاتے تو بھی ممکن ہے کافی ہوجاتا وہ ان مرحومین کی اس صفت کا تذکرہ کر دیتا جو کہ بہت ضروری تھا۔خاکسار ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۸ء تک اور پھر بعد ازاں بھی ان کا رشتہ دار بن کر یوم وفات تک ان سے متعلق رہا۔میں ان سطور کے ذریعے ان کی روحوں کو ایصال ثواب کرتا ہوں ۔اللہ تعالیٰ میری نیک تمناؤں اور جذبات اور دعاؤں کواُن کے حق میں قبول فرمائے۔''

☆ مکرم نصر اللہ خان ملہی مربی سلسلہ ضلع جہلم تحریر کرتے ہیں۔

''آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس حقیر پُرتقصیر کو یاد رکھا اور ایسی عظیم اور شاندار کتاب پڑھنے کے لئے بھیجی جس میں بہت ساری معلومات ملیں اور ایمان تازہ ہوا۔خصوصاً وقف زندگی کے حوالے سے خدا کی محبت اور پیار کے سلوک کا آپ کے والد محترم صاحب کے ساتھ۔آپ کے ساتھ اور آپ کے بھائیوں کے ساتھ۔

مجھے اس بات کا فخر ہے کہ مجھے عظیم ماں باپ کے ایک عظیم بیٹے کے ساتھ مل کر کچھ

عرصہ کام کرنے کا موقعہ ملا اس دوران میں نے بہت کچھ سیکھا اور حاصل کیا۔ نجانے زندگی میں یہ موقعہ پھر کبھی ملے گا یا نہیں۔

آپ کے والد محترم زندہ ہوتے تو کاش آج میں اُن کو بتا سکتا کہ انکی شفقتوں اور عظمتوں اور انکی تربیت کے حسین نقوش کو اور انکی محنتوں کو میں نے ان کے بیٹے کے کردار و گفتار میں جھلکتے ہوئے دیکھا ہے۔

زیرِنظر کتاب کی سطر سطر کو پڑھ کر آپ کے مرحوم والدین کے لئے اور آپ کیلئے آپ کی بیٹی نمود سحر کے لئے جس نے اتنا عظیم اور شاندار خزانہ آپ کو ڈھونڈ کر دیا اور مدد کی آپ کے وقف نو کی تحریک میں شامل ہونہار بیٹے سعید الدین کیلئے پُرنم آنکھوں کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے صدائے آفرین بلند ہوتی رہی اور جذبات دل دعاؤں میں ڈھلتے رہے۔

جس روز کتاب موصول ہوئی دن بھر کی مصروفیتوں کے بعد رات عشاء کے بعد پڑھنے بیٹھا تو ایک ہی پہلو پر لیٹے ساری کتاب ختم کر دی۔ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ نے توجہ کو اپنی طرف جذب کئے رکھا۔

رات ساڑھے بارہ ہوئے ہونگے تو میری اہلیہ صاحبہ نے کہا کہ سو جائیں صبح نماز کیلئے اُٹھنا ہے۔ لیکن ابھی چند صفحے باقی تھے۔ ایک عجیب کیفیت اور پُرنم آنکھوں کے ساتھ کتاب مکمل پڑھ لی تو دم لیا۔ رات تقریباً پونے ایک کا وقت ہوگا۔ کتاب شروع کی تو ایک ہی نشست میں پڑھ کر سکون ملا۔ آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو آپکے بہن بھائیوں اور آپکے بچوں کو آپکے مرحوم والدین کی نیکیوں اور دعاؤں کا وارث بناوے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی شاندار کاوش پر جزائے خیر عطا فرماوے۔ آمین۔''

☆ مکرم نعیم الرشید صاحب مربی و امیر جماعت احمدیہ رحیم یار خان لکھتے ہیں۔

''آپ کی کتاب جو محسن والدین کی نسبت سے ہے۔ دل سے دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں ان کی ذاتی نیکیوں اور عمدہ تربیت اولاد کی بہترین جزاء سے نوازے اور اولاد کو اللہ تعالیٰ

اُن سے بھی بڑھکر دینی ودنیاوی حسنات سے نوازے اور نوازتا چلا جائے۔ آمین۔''

☆ مکرم شمس الدین اسلم صاحب ناظم انصار اللہ پشاور تحریر کرتے ہیں۔

''آپ نے اپنے بزرگ والدین کے حالات زندگی تحریر فرما کر اپنے افراد خاندان اور ہم جیسے تعلق داروں کو ان کی نیکیوں کا وارث اور نمونہ حاصل کرنے کی تحریک وتحریص کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو اعلیٰ درجات عطاء کرے اور آپ سب پس ماندگان کو صبر جمیل عطاء کرے۔ والدین کی یاد میں آخری سانس تک کمی محسوس ہوتی رہتی ہے۔۔۔۔۔آپ جنہیں ماشاء اللہ ان کے زیر تربیت نسبتاً زیادہ عرصہ گذارنے کو موقعہ فراہم ہوا ہے انہیں یقیناً کبھی نہیں بھول سکتے۔ خدا تعالیٰ آپ اور آپ کے جملہ افراد خاندان کو ان کی نیکیوں کا وارث بنائے اور اپنے بے انتہاء فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین۔''

☆ مکرم چوہدری محمد منیر احمد صاحب شمس مربی سلسلہ ضلع منڈی بہاؤالدین لکھتے ہیں۔

''آپ نے بغرض دعا ایک کاپی ناچیز کے لئے ارسال کی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اور انشاء اللہ دعاؤں کا سلسلہ جاری رہے گا۔ میری طرف سے آپ کو اچھی کتاب شائع کرنے پر بہت بہت دلی مبارک باد قبول ہو۔''

☆ (تبصرہ) آخر میں کتاب 'میرے محسن والدین' پر مکرم محمد محمود طاہر صاحب کا تحریر کردہ تبصرہ زیر عنوان 'تعارف کتب' جو روزنامہ الفضل 19/ اگست 2002ء میں شائع ہوا۔ پیش کیا جاتا ہے۔

''حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ تعالیٰ) متعدد بار احباب جماعت کو یہ ہدایت فرما چکے ہیں کہ اپنے بزرگوں کی نیکیوں اور احسانات کو یاد رکھ کے نہ صرف ان کے لئے دعائیں کی جائیں بلکہ ہر خاندان کو اپنے بزرگوں کی تاریخ بھی اکٹھی کرنی چاہئے تا کہ ان کی مثالوں کو زندہ کرنے کے لئے آئندہ نسلوں کو ان کے آباء واجداد کی نیکیوں اور جماعتی خدمات کو یاد رکھنے کے لئے تاریخ محفوظ کی جائے۔ حضور (رحمہ اللہ) کی اس ہدایت اور تحریک کے پیش نظر مکرم حنیف احمد محمود صاحب مربی سلسلہ عالیہ نے (جو قبل ازیں بھی متعدد کتب تالیف کر چکے ہیں) اپنے والدین مکرم چوہدری نذیر احمد

صاحب سیالکوٹی مرحوم اور مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ مرحومہ کے سیرت وسوانح پر مبنی کتاب ''میرے محسن والدین'' تالیف کی ہے۔مصنف نے کتاب کے شروع میں اپنے بزرگوں کے حالات اکٹھا کرنے کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ تعالیٰ) کا ارشاد مبارک بیان کیا ہے۔

مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی واقف زندگی 1924ء میں چندر کے منگوالے ضلع نارووال میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد مکرم میاں حبیب اللہ صاحب اور والدہ مکرمہ دولت بی بی صاحبہ نے خلافت ثانیہ کے پہلے سال 1914ء میں بیعت کی۔اگر چہ ان کے خاندان میں احمدیت حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہی آچکی تھی۔بچپن میں ہی والدین کے ہمراہ مستقل سکونت قادیان میں اختیار کر لی اور یہیں تعلیم حاصل کی۔ملٹری اکاؤنٹس میں ملازمت کی اور بطور آفیسر ریٹائر ہوئے۔1949ء میں آپ کی شادی مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ بنت مکرم میاں اللہ بخش صاحب ٹھیکیدار خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ سے ہوئی۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے چھ بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا۔آپ کی اولاد خدا کے فضل سے پڑھی لکھی اور جماعتی خدمات میں مصروف ہے۔آپ خود جہاں جہاں دوران ملازمت تعینات رہے وہاں جماعتی خدمت کی توفیق پائی اور پھر ریٹائرمنٹ کے بعد وقف کر دیا اور تحریک جدید میں خدمت کی توفیق پائی۔17/نومبر 1993ء کو آپ وفات پا گئے۔مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ (جن کے نام پر آپ کے بیٹے ڈاکٹر مبارک احمد شریف صاحب نے مریم ہسپتال ربوہ میں کھول رکھا ہے) 24/دسمبر 1996ء کو وفات پا گئیں۔کتاب میں مصنف نے اپنے خاندان پر احمدیت کی وجہ سے ہونے والے افضال اور وقف کی برکات کے تذکرے بھی تحدیث نعمت کے طور پر کئے ہیں۔مصنف کے تین بھائیوں کو نصرت جہاں سکیم کے تحت افریقہ میں خدمت کی توفیق ملی اور خود مصنف واقف زندگی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور سب کو اپنے اپنے والدین اور بزرگان کی نیک اقدار کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔''